بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

اسلامیات

(لازمی)

گیارھویں جماعت کے لیے

(قومی نصاب ۲۰۲۳ء (نظرثانی شدہ) کے مطابق)

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

PECTAA
Transformation, Innovation and Excellence

پنجاب ایجوکیشن، کریکولم، ٹریننگ اینڈ اسسمنٹ اتھارٹی

جملہ حقوق (کاپی رائٹ) بحق پنجاب ایجوکیشن، کریکولم، ٹریننگ اینڈ اسسمنٹ اتھارٹی، لاہور محفوظ ہیں۔
یہ کتاب پنجاب ایجوکیشن، کریکولم، ٹریننگ اینڈ اسسمنٹ اتھارٹی، لاہور کی تیار کردہ ہے۔ تحریری اجازت کے بغیر اس کتاب کا کوئی حصہ کسی امدادی کتاب، خلاصہ، ماڈل پیپر یا گائیڈ وغیرہ میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔

منظور شدہ: متحدہ علما بورڈ، پنجاب، لاہور، بمطابق مراسلہ نمبر: ایم یو بی (پی سی ٹی بی / 6-1 / درسی کتب) 265/2024 مورخہ 12-12-2024

تمام مکاتب فکر کے علما کرام پر مشتمل، اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان (ITMP) کی مجوزہ کمیٹی کو وزارت وفاقی تعلیم و پیشہ ورانہ تربیت (MoFE&PT)، اسلام آباد نے مورخہ 20 اپریل 2017ء کو بمطابق مراسلہ نمبر 3(8)/2015/E-III توثیق فائی کیا۔ اس کمیٹی نے "دی علم فاؤنڈیشن، کراچی" کے مرتب کردہ قرآن مجید کے ترجمے پر مکمل اتفاق کیا، جسے اس درسی کتاب میں استعمال کیا گیا ہے۔

مصنّفین

پروفیسر ڈاکٹر شہباز منج
چیئرمین شعبہ اسلامیات
یونیورسٹی آف ایجوکیشن، لاہور

پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم ورک
پرنسپل، گورنمنٹ گریجوایٹ اسلامیہ کالج، گوجرانوالہ

ڈاکٹر محمد اویس سرور
صدر شعبہ عربی و علوم اسلامیہ
گورنمنٹ اسلامیہ کالج فار بوائز، لاہور کینٹ

ڈاکٹر سلطان سکندر
اسسٹنٹ پروفیسر
گورنمنٹ اسلامیہ گریجوایٹ کالج، ریلوے روڈ، لاہور

ڈاکٹر فخر الزمان
سینئر ماہر مضمون، اسلامیات
پنجاب ایجوکیشن، کریکولم، ٹریننگ اینڈ اسسمنٹ اتھارٹی، لاہور

ڈاکٹر شاہ عبد الرؤف
سینئر ماہر مضمون، اسلامیات / ڈپٹی ڈائریکٹر (پیکٹا)
پنجاب ایجوکیشن، کریکولم، ٹریننگ اینڈ اسسمنٹ اتھارٹی، لاہور

محمد صفدر جاوید
معاون ماہر مضمون، عربی و اسلامیات
پنجاب ایجوکیشن، کریکولم، ٹریننگ اینڈ اسسمنٹ اتھارٹی، لاہور

ڈاکٹر محمد منشا طیب
صدر شعبہ اسلامیات
گورنمنٹ گریجوایٹ کالج، پھول نگر، قصور

تجرباتی ایڈیشن

ماہر زبان: ڈاکٹر جمیل الرّحمان سینئر ماہر مضمون (اردو)، پنجاب ایجوکیشن، کریکولم، ٹریننگ اینڈ اسسمنٹ اتھارٹی، لاہور

نگران طباعت: ڈاکٹر شاہ عبد الرؤف سینئر ماہر مضمون (اسلامیات) / ڈپٹی ڈائریکٹر، پنجاب ایجوکیشن، کریکولم، ٹریننگ اینڈ اسسمنٹ اتھارٹی، لاہور

ڈائریکٹر (کریکولم اینڈ کمپلائنس)	ڈپٹی ڈائریکٹر (کمپلائنس ہیومینیٹیز)	انچارج آرٹ سیل	کمپوزنگ	لے آؤٹ اینڈ ڈیزائننگ
عامر ریاض	مہر صفدر ولید	عائشہ صادق	محمد صفدر جاوید، محمد اظہر	حافظ انعام الحق

Web version of PECTAA textbook Not for sale

نظرِ ثانی کمیٹی

- **علامہ ڈاکٹر راغب حسین نعیمی** چیئرمین، اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان و متحدہ علما بورڈ، پنجاب/مہتمم اعلیٰ جامعہ نعیمیہ، لاہور
- **مفتی شاہد عبید** استاذ الحدیث، جامعہ اشرفیہ، فیروز پور روڈ، لاہور
- **ڈاکٹر حافظ حسن مدنی** ایسوسی ایٹ پروفیسر، انسٹیٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز، پنجاب یونیورسٹی، لاہور
- **علامہ ڈاکٹر محمد رشید ترابی** ڈائریکٹر، جامعۃ الواعظین، لاہور
- **پروفیسر ڈاکٹر حارث مبین** ڈائریکٹر، ڈیپارٹمنٹ آف قرآن وسنہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور
- **پروفیسر ڈاکٹر محمد ندیم عابد** شعبہ اسلامیات، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور
- **پروفیسر ڈاکٹر محمد ارشد کاہلوں** چیئرمین شعبہ اسلامیات، گورنمنٹ اسلامیہ گریجوایٹ کالج، ریلوے روڈ، لاہور
- **پروفیسر ڈاکٹر قاضی فرقان احمد** چیئرمین شعبہ اسلامیات، یونیورسٹی آف گجرات
- **ڈاکٹر نصیر احمد** اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ ایم اے او کالج، لاہور
- **ڈاکٹر طیبہ ظہور** چیئرمین شعبہ اسلامیات، پاک ترک انٹرنیشنل سکولز اینڈ کالجز، لاہور
- **ڈاکٹر طارق محمود** ہیڈ ماسٹر، گورنمنٹ ہائی سکول، چھچھر والی، تحصیل پسرور، ضلع سیالکوٹ
- **ڈاکٹر عبد الغفور** گورنمنٹ کریسنٹ ماڈل ہائیر سیکنڈری سکول، فیصل آباد
- **حافظ محمد فخر الدین** سینئر ماہر مضمون، اسلامیات، گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول، گھوڑے شاہ روڈ، لاہور
- **محمد ہاشم** لیکچرار، گورنمنٹ اسلامیہ گریجوایٹ کالج، سول لائنز، لاہور
- **محمد سہیل عارف** EST، گورنمنٹ ایلیمنٹری سکول، جعفریہ کالونی، لاہور
- **محمد جنید رسول** ماہر مضمون، پنجاب ایگزامینیشن کمیشن (PEC,Defunct)، لاہور

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

فہرست

باب اوّل: قرآنِ مجید وحدیثِ نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم

(الف) علوم القرآن 1

(ب) علوم الحدیث 5

باب دوم: ایمانیات وعبادات

(1) ایمانیات:

(الف) توحید کے دلائل اور تقاضے 13

(ب) رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی خصوصیات 20

(ج) ملائکہ پر ایمان 26

(د) کُتُب سماویہ پر ایمان 29

(ہ) آخرت پر ایمان 33

(2) عبادات:

(الف) فلسفۂ نماز 38

(ب) فلسفۂ زکوٰۃ وصدقات 43

(ج) فلسفۂ صوم 47

(د) فلسفۂ حج وقربانی 51

باب سوم: سیرتِ نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم

(الف) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم بطور مثالی سربراہِ خاندان 55

(ب) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم بطور مثالی سربراہِ ریاست 59

(ج) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم بطور مثالی سپہ سالار 63

(د) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی معاشی تعلیمات 67

باب چہارم: اَخلاق وآداب

(الف) اجتماعی خیر خواہی اور احترامِ انسانیت 71

(ب) اخلاقی رذائل سے اجتناب 76

(ج) معاشرتی تعلقات کے اخلاق وآداب 81

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

باب پنجم: حسن معاملات و معاشرت

(الف) حقوق العباد (اساتذہ کرام، معاونِ عملہ، زوجین، اولاد، بیوہ) 85

(ب) وراثت کی اسلامی تعلیمات 91

(ج) نکاح و طلاق کی اسلامی تعلیمات 95

باب ششم: ہدایت کے سرچشمے اور مشاہیرِ اسلام

(الف) خلافتِ راشدہ 101

(ب) ائمہ اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم 107

(ج) صوفیہ کرام رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ (پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ) 115

باب ہفتم: اسلامی تعلیمات اور عصرِ حاضر کے تقاضے

(الف) قانون کی پاسداری 119

(ب) نظامِ اسلام کی نشاۃِ ثانیہ اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں 123

(ج) اسلاموفوبیا اور ہماری ذمہ داریاں 127

ماڈل پرچہ اسلامیات (لازمی) برائے جماعت گیارھویں کی تیاری

- ہدایات برائے ممتحنین 131
- ماڈل پرچہ اسلامیات (لازمی) برائے جماعت گیارھویں 133

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

باب اوّل

قرآنِ مجید و حدیثِ نبوی خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم

(الف) عُلُوم القرآن

حاصلاتِ تعلُّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- قرآنِ مجید کے فضائل اور خصوصیات (عالم گیریت، ابدیت، جامعیت، اور کاملیت) جان سکیں۔
- قرآنِ مجید کے اسمائے مبارکہ اور ان کے معانی کے بارے میں آگاہ ہو سکیں۔
- مکی، مدنی سورتوں کی تعریف اور خصوصیات جانتے ہوئے آیاتِ احکام کے بنیادی تصور سے آگاہ ہو سکیں۔
- اس بات پر ایمان پختہ کر سکیں کہ قرآن مجید ایک آسمانی اور معجزاتی کتاب ہے۔
- قرآنِ مجید کے معجزہ ہونے پر یقین رکھتے ہوئے قرآنِ مجید کو آخری اور ابدی سرچشمۂ ہدایت سمجھتے ہوئے اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو سکیں۔

قرآن مجید کی خصوصیات

علوم القرآن سے مراد وہ علوم ہیں جو مفسرینِ قرآن نے مضامینِ قرآن سے اخذ کیے ہیں۔ مکی و مدنی سورتیں، محکمات و متشابہات، سورتوں اور آیات کے شانِ نزول، حروفِ مقطعات اور ناسخ و منسوخ وغیرہ۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کی آخری کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم پر تقریباً تیئیس (23) سال کے عرصے میں نازل فرمائی۔ قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کی ہدایت کا پیغام ہے اور نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کے معجزات میں سے سب سے بڑا معجزہ ہے، جو قیامت تک زندہ رہے گا۔ قرآنِ مجید سابقہ آسمانی کتابوں کی تعلیمات کا خلاصہ اور نچوڑ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو دیگر آسمانی کتب کا نگران بھی قرار دیا ہے۔ قرآن مجید بے شمار خصوصیات کا حامل اور ہر اعتبار سے بے مثل کلام ہے۔ قرآن کریم کی نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں:

عالم گیریت

عالم گیریت سے مراد ہے کہ قرآن مجید کا مخاطب پوری انسانیت ہے۔ پہلی آسمانی کتابیں کسی خاص قوم، علاقے یا نسل کے لیے نازل ہوئی تھیں لیکن قرآن مجید ایک ایسی عالم گیر کتاب ہے جو ہر قسم کے علوم و معارف کا خزینہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی منشا جاننے کا ذریعہ ہے۔ قرآنِ مجید کی متعدد آیات میں ''یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ'' کے الفاظ سے تمام انسانیت کو مخاطب کیا گیا ہے۔ اسی طرح یہ صراحت کی گئی ہے کہ قرآنِ مجید تمام انسانوں کے لیے ہدایت کا پیغام اور نصیحت ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ (سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْم:52)

ترجمہ: یہ (قرآن) انسانوں کے لیے (اللہ تعالیٰ کا) پیغام ہے۔

الغرض قرآن مجید کی تعلیمات ہر دور، ہر علاقے اور ہر نسل کے لیے ہیں اور یہی اس کی عالم گیریت ہے۔

کاملیت

کاملیت کا معنیٰ ہے کہ قرآن مجید کی ہدایات کامل اور مکمل ہیں۔ وحی کا وہ سلسلہ جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا تھا وہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ پر آکر ختم ہوگیا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ پر دین مکمل کر دیا گیا ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ پر نازل کردہ کتاب قرآن مجید سابقہ تمام آسمانی کتابوں کی تعلیمات کی کامل ترین شکل ہے۔ قرآن مجید ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ (سُوْرَةُ التَّكْوِيْر:27)

ترجمہ: (قرآن) تو تمام جہان والوں کے لیے نصیحت ہے۔

جامعیت

جامعیت سے مراد ہے کہ قرآن مجید میں تمام شعبوں کے لیے مکمل راہ نمائی ہے۔ قرآن مجید زندگی کے تمام پہلوؤں کے لیے ہدایت اور جامع کتاب ہے۔ بعض آسمانی کتابوں میں صرف اخلاقی ہدایات کا بیان تھا، بعض میں صرف عقائد و عبادات اور دعاؤں کا بیان تھا اور بعض میں صرف قانونی مسائل ذکر ہوئے تھے لیکن قرآنِ مجید ایک ایسی جامع کتاب ہے جس میں عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت، اخلاقیات اور قوانین کا جامع بیان موجود ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (سُوْرَةُ النَّحْل:89)

ترجمہ: اور ہم نے آپ (خاتم النبیین ﷺ) پر ایسی کتاب نازل فرمائی ہے جس میں ہر چیز کا واضح بیان ہے۔

الغرض قرآنِ مجید ایک ایسی جامع کتاب ہے جس میں تمام مسائل کے حل کے لیے راہ نمائی موجود ہے۔

ابدیت

ابدیت سے مراد ہے کہ قرآنِ مجید کی تعلیمات ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہیں۔ یہ کتابِ ہدایت، دین و دنیا کی سعادت کا سرچشمہ اور تمام اُمور کے لیے میزان ہے۔ قرآن مجید کی تعلیمات ہر زمانے کے لیے قابلِ عمل ہیں۔ قرآن مجید کی تعلیمات ایسی فطری ہیں کہ ہر عہد کے انسان کو یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ تعلیمات اس کی راہ نمائی کے لیے نازل ہوئی ہیں۔ قرآن مجید کی تعلیمات قیامت تک کے لوگوں کے لیے یکساں نفع بخش اور قابلِ عمل ہیں۔

قرآن مجید کے اسمائے مبارکہ

قرآن مجید کے متعدد ذاتی اور صفاتی نام ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

1. اَلْقُرْاٰنُ — سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب
2. اَلذِّكْرُ — وعظ و نصیحت پر مبنی کتاب

Web version of PECTAA textbook Not for sale

3. **اَلْفُرْقَانُ** حق اور باطل میں امتیاز کرنے والی کتاب
4. **اَلْكِتَابُ** اللہ تعالیٰ کی خاص کتاب
5. **اَلتَّنْزِيْلُ** اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل کردہ کتاب
6. **اَلنُّوْرُ** روشنی دکھانے والی کتاب
7. **اَلْبُرْهَانُ** واضح دلیل
8. **اَلْمُبِيْنُ** کھلی اور واضح راہ نمائی
9. **اَلْعَزِيْزُ** زبردست کتاب
10. **اَلْكَرِيْمُ** عزت والی کتاب
11. **اَلشِّفَاءُ** شفاء دینے والی کتاب
12. **اَلْعِلْمُ** علم ومعرفت کا خزانہ
13. **اَلْحَكِيْمُ** حکمت ودانائی سے بھرپور کتاب
14. **اَلْمَجِيْدُ** بزرگی والی کتاب
15. **اَلْمُبَارَكُ** بابرکت کتاب
16. **اَلْحَقُّ** حق وصداقت کا بیان

مکی اور مدنی سورتیں

قرآن مجید تیس پاروں اور ایک سو چودہ سورتوں پر مشتمل ہے۔ جو سورتیں ہجرتِ مدینہ سے پہلے نازل ہوئیں وہ مکی سورتیں کہلاتی ہیں۔ مکہ مکرمہ میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے مخاطب مشرکینِ مکہ تھے چناں چہ مکی سورتوں میں توحید، رسالت اور آخرت کے مباحث بیان کیے گئے ہیں۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ اور مسلمانوں کو صبر واستقامت کی تلقین کی گئی ہے۔ گزشتہ امتوں کے واقعات بیان کیے گئے ہیں، عقائد کی درستی اور اخلاق کی اصلاح پر زور دیا گیا ہے اور بت پرستی کی مدلل تردید کی گئی ہے۔ مکی سورتوں میں اہلِ عرب کی فصاحت وبلاغت کے تناظر میں قرآن مجید کے لفظی محاسن اور معجزانہ شان کا اظہار کیا گیا ہے۔

ہجرتِ مدینہ کے بعد نازل ہونے والی سورتوں کو مدنی سورتیں کہا جاتا ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے مدینہ منورہ تشریف لاتے ہی اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی، لہٰذا مدنی سورتوں میں جہاد وقتال کے احکام، حقوق وفرائض اور خاندانی وتمدنی قوانین بیان ہوئے ہیں۔ مدنی سورتوں میں عموماً "يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا" کے الفاظ سے اہلِ ایمان سے خطاب کیا گیا ہے۔ مدنی سورتوں کا اندازِ بیان سادہ اور سلیس ہے۔

آیاتِ احکام

آیاتِ احکام سے مراد قرآنِ مجید کی وہ آیات ہیں جن میں اسلامی شریعت کے احکام اور قوانین بیان کیے گئے ہیں۔ ان آیات میں عبادات، معاملات، اخلاقیات، معاشیات، معاشرت اور حدود وقصاص جیسے موضوعات شامل ہیں۔ آیاتِ احکام کو فقہائے اسلام، اسلامی قانون کے اصولوں کی بنیاد کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ قرآنِ مجید کی عالم گیریت، کاملیت، جامعیت اور ابدیت پر یقین رکھتے ہوئے نہ صرف اس کو سمجھیں بلکہ اس پر عمل بھی کریں کیوں کہ قرآنِ مجید ایک دستورِ حیات ہے، جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ قوموں کو عروج وزوال سے ہم کنار کرتا ہے۔ تاریخ گواہ

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

ہے کہ جن لوگوں نے قرآن مجید کے احکام پر عمل کیا انھوں نے دین و دنیا میں کامیابیاں حاصل کیں۔ مسلمانوں کو قرآن مجید سے راہ نمائی حاصل کرتے ہوئے اپنی زندگیوں کو اس کے قالب میں ڈھالنے کی کوشش کرنی چاہیے تا کہ وہ دین و دنیا میں سرخرو ہو سکیں۔

مشق

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ ہے:

(الف) قرآن مجید (ب) اسراء و معراج (ج) شق القمر (د) ردّ الشمس

(ii) قرآن مجید سابقہ آسمانی کتب کے لیے ہے:

(الف) ترجمہ (ب) نگران (ج) تشریح (د) دیباچہ

(iii) قیامت تک پیش آنے والے مسائل کا حل اور راہ نمائی موجود ہے:

(الف) تورات میں (ب) انجیل میں (ج) زبور میں (د) قرآن مجید میں

(iv) عقائد، عبادات، معاشرت اور اخلاقیات کے جامع بیان کی حامل کتاب ہے:

(الف) قرآن مجید (ب) تورات (ج) انجیل (د) زبور

(v) مکی سورتوں میں بیان ہے:

(الف) خاندانی و تمدنی قوانین کا (ب) ریاستی امور کا (ج) جہاد و قتال کا (د) توحید و رسالت کا

سوال 2: مختصر جواب دیں۔

(i) قرآن مجید ایک عالمگیر کتاب ہے، مختصر تحریر کریں۔

(ii) قرآن مجید کی ابدیت کے بارے میں مختصراً تحریر کریں۔

(iii) قرآن مجید کے چار اسماء کا مفہوم تحریر کریں۔

(iv) مکی اور مدنی سورتوں کے کوئی سے دو فرق واضح کریں۔

(v) آیاتِ احکام کے بارے میں مختصراً تحریر کریں۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

- قرآنِ مجید کی خصوصیات پر مفصل نوٹ تحریر کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ و اساتذہ کرام

- طلبہ سے سبق میں مذکور موضوعات پر گفت گو کروائیں۔ تفویضِ کار کریں کہ وہ اس موضوع پر مزید معلومات اکٹھی کر کے لائیں۔
- "قرآن مجید کے اسمائے مبارکہ اور خصوصیات" کے عنوان پر کمرا جماعت میں مذاکرے کا اہتمام کریں۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

عُلُوم الحدیث

حاصلاتِ تعلُّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- حجیت وحفاظتِ حدیث کے تناظر میں تدوینِ حدیث کی اہمیت سے آگاہ ہوسکیں۔
- تدوینِ حدیث کے دورِ ثانی اور ثالث میں حدیثِ نبوی ﷺ کی جمع وتدوین کے بارے میں جان سکیں۔
- کُتبِ حدیث (صحاحِ ستّہ اور کُتبِ اربعہ) اور اقسامِ حدیث کے بارے میں آگاہی حاصل کرسکیں۔
- شاملِ نصاب احادیثِ نبویہ کا ترجمہ سمجھ کر اس کے عملی زندگی سے تعلق کا جائزہ لے سکیں۔
- اس بات پر ایمان پختہ کرسکیں کہ احادیثِ نبویہ تحریری صورت میں محفوظ کی گئیں اور قرآن مجید کے بعد حدیث مبارک ہی ہدایت اور راہ نمائی کا سرچشمہ ہے۔
- احادیث مبارکہ کی حفاظت کے متعلق منکرین حدیث اور مستشرقین کے پیدا کردہ شبہات سے محفوظ رہ سکیں۔
- احادیثِ مبارکہ میں موجود تعلیمات کو سمجھ کر اپنی روز مرہ زندگی میں ان پر عمل پیرا ہوسکیں۔
- شاملِ نصاب احادیثِ نبویہ کا ترجمہ سمجھ کر عملی زندگی سے تعلق کا جائزہ لے سکیں۔

قرآن مجید دین اور شریعت کی اساس اور بنیاد ہے۔ یہ وہ آسمانی کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل فرمائی اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو اس کی تشریح وتفسیر اور وضاحت کی ذمہ داری عطا فرمائی۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے قول، فعل، تقریر یا صفت کو حدیث کہتے ہیں، تقریر سے مراد وہ قول یا عمل ہے جو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے سامنے کیا گیا ہو اور آپ خاتم النبیین ﷺ نے اس سے منع نہ فرمایا ہو۔ صفات میں آپ خاتم النبیین ﷺ کے شمائل جیسے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے جسمِ اطہر کی رنگت اور موئے مبارک وغیرہ کا تذکرہ شامل ہے۔

جس طرح قرآن مجید پر ایمان رکھنا اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنا ہر مسلمان کا بنیادی فریضہ ہے اسی طرح احادیثِ مبارکہ کی پیروی بھی دین کا بنیادی تقاضا ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے فرامین واعمال ہی اللہ تعالیٰ کی معرفت، قرآن مجید کی آیات کے علم اور جنت وجہنم سمیت ہماری زندگی کے تمام بنیادی عقائد اور اعمال کی اساس ہیں۔

اُمتِ مسلمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے اقوال وافعال کے بغیر نہ تو قرآن کریم کو سمجھا جاسکتا ہے اور نہ ہی اس کی تعلیمات پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی ذات گرامی کو اہل ایمان کے لیے اسوۂ حسنہ قرار دیتے ہوئے آپ خاتم النبیین ﷺ کی اتّباع کو تمام مسلمانوں پر فرض قرار دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (سُوْرَةُ الْحَشْر: 7)

ترجمہ: اور جو کچھ رسول (خاتم النبیین ﷺ) تمھیں عطا فرمائیں تو اسے لے لو اور جس سے تمھیں منع فرمائیں تو (اس سے) رک جاؤ۔

تدوینِ حدیث کا پہلا دور

احادیثِ مبارکہ کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر قرآن مجید کی طرح احادیث نبویہ کی حفاظت کا بھی باقاعدہ اہتمام کیا گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نہ صرف احادیث کو یاد کیا، انھیں لکھ کر محفوظ کیا بلکہ اس کی جمع وتدوین کا بھی باقاعدہ اہتمام فرمایا اور اپنے عمل سے بھی اسے اگلی نسلوں تک منتقل کیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عہدِ رسالت اور عہدِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں مختلف لوگوں کے پاس احادیثِ مبارکہ کے مجموعے موجود تھے۔ حضرت علی، حضرت ابو ہریرہ، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت عبداللہ بن عمرو اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس احادیثِ مبارکہ کے مجموعے موجود تھے۔ تابعین کے دور میں جمع وتدوین کی یہ کوششیں ایک تحریک کی شکل اختیار کر گئیں۔ حضرت سعید بن مسیّب، حضرت حسن بصری اور محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہم جیسے نامور تابعین نے احادیث کی جمع وتدوین میں نمایاں کردار ادا کیا۔ تابعین کے دور میں احادیث مبارکہ کی جمع وترتیب کے ساتھ ساتھ ان کی تحقیق کا بھی اہتمام کیا گیا۔

تدوینِ حدیث کا دوسرا دور

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دور (99 ہجری) میں تدوینِ حدیث کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ تدوینِ حدیث کے اس دور میں امام شعبی، امام جعفر صادق، امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام سفیان ثوری، امام ابن شہاب زہری، امام عبدالرزاق اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم جیسی شخصیات نے قابلِ قدر خدمات سرانجام دیں۔ یوں احادیث نبویہ کے علاوہ صحابہ کرام اور اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال و آثار اور تابعین کی آراء اور اقوال کی جمع وترتیب کا کام بھی کیا گیا۔ تدوینِ حدیث کے اس دور میں احادیثِ نبویہ کو مختلف ابواب میں تقسیم کیا گیا اور موطا، مسند، سنن، مصنف اور جامع کے ناموں سے حدیث کی کتابیں ترتیب دی گئیں۔ جیسے مؤطا امام مالک، مؤطا امام محمد، مسند احمد بن حنبل، مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ۔

تدوینِ حدیث کا تیسرا دور

تدوینِ حدیث کے تیسرے دور یعنی تیسری صدی ہجری میں تدوینِ حدیث کا کام اپنے عروج کو پہنچ گیا تھا، منکرینِ حدیث اور مستشرقین کا یہ نقطہ نظر کہ تیسری صدی ہجری جمع وتدوین کا دور ہے درست نہیں بلکہ یہ علمِ حدیث کی ترویج واشاعت کا دور ہے۔ محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم نے دنیا بھر سے ایک ایک حدیث جمع کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی صحت وضعف جانچنے کا بھی اہتمام کیا۔ اس سلسلے میں اسنادِ حدیث کی جانچ پڑتال کی گئی۔ راویوں کی تحقیق کے لیے "علم اسماء الرجال" اور "جرح وتعدیل" کا فن وجود میں آیا۔ صحیح احادیث کو "ضعیف احادیث" سے الگ کر کے جمع کیا گیا۔ تدوینِ حدیث کے اس مرحلے میں کُتبِ احادیث کو نئے انداز سے ترتیب دیا گیا۔ چناں چہ اس دَور میں معتبر کتب احادیث وجود میں آئیں۔ ان میں سے شہرۂ آفاق کتب صحاحِ ستّہ ہیں۔

صحاحِ ستّہ

"صحاح" صحیح کی جمع ہے اور "ستّہ" چھے کو کہتے ہیں۔ صحاحِ ستّہ سے مراد احادیثِ مبارکہ کی چھے ایسی مشہور کتب ہیں جن کے مصنّفین نے اصولِ احادیث کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے صحیح احادیث کو مرتّب کرنے کا اہتمام فرمایا۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

(i)	صحیح بخاری	محمد بن اسماعیل البخاری	(iv)	جامع ترمذی	محمد بن عیسیٰ الترمذی
(ii)	صحیح مسلم	مسلم بن حجاج القشیری	(v)	سنن نسائی	احمد بن شعیب النسائی
(iii)	سنن ابی داؤد	سلیمان بن اشعث السجستانی	(vi)	سنن ابن ماجہ	محمد بن یزید ابن ماجہ

اُصولِ اربعہ (چار اصول)

اُصولِ اربعہ سے مراد اہلِ تشیع کی مستند کتبِ حدیث ہیں جن کی فہرست درج ذیل ہے:

الکافی	ابو جعفر محمد بن یعقوب الکلینی
من لایحضرہ الفقیہ	ابو جعفر محمد علی بن بابویہ قمی
الاستبصار	ابو جعفر محمد بن الحسن الطوسی
تہذیب الاحکام	ابو جعفر محمد بن الحسن الطوسی

تدوینِ حدیث کے دورِ ثالث میں احادیث کی فنی حیثیت متعین کرنے کے لیے اور صحت و ضعف کی جانچ پڑتال کے لیے باقاعدہ اصطلاحات بھی وضع کی گئیں۔ نبی کریم ﷺ کے اقوال و افعال کے لیے "مرفوع حدیث" کی اصطلاح استعمال کی گئی جب کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال و افعال کو "موقوف حدیث" کا نام دیا گیا۔ محدثین نے حدیث کی صحت و ضعف کے حوالے سے جن اقسام کا بطور خاص ذکر کیا ہے ان میں صحیح اور ضعیف کی اقسام خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

مستشرقین

وہ غیر مسلم جنھوں نے مشرقی علوم (اسلامی علوم) پر فتنہ پروری کی نیت سے مہارت حاصل کی اور اسلام کو تنقید کا نشانہ بنایا، مستشرقین کہلاتے ہیں۔ مستشرقین کی طرف سے تدوینِ حدیث پر جتنے اعتراضات کیے گئے، وہ سراسر بے بنیاد اور مذہبی تعصب پر مبنی ہیں۔

منتخب احادیثِ مبارکہ

1. مَنْ يُّرِدِ اللهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ (صحیح بخاری: 71، الکافی، ج: 1، ص: 33)

ترجمہ: جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرے اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔

2. فَمَا شَيْءٌ أَثْقَلُ فِي مِيْزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ وَاِنَّ اللهَ لَيُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيْءَ (جامع ترمذی: 2002، مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل، ج 8، ص: 443)

ترجمہ: قیامت کے دن مومن کے میزان میں اخلاقِ حسنہ سے بھاری کوئی چیز نہیں ہوگی اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو بے حیا اور بدزباں ہو۔

Web version of PECTAA textbook Not for sale

3 مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ أَخِيْهِ

(صحیح مسلم: 6853، 2699، وسائل الشیعة، ج16، ص: 372)

ترجمہ: جس شخص نے کسی مسلمان کی دنیاوی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کی، اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کرے گا اور جس شخص نے کسی تنگ دست کے لیے آسانی کی، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیا اور آخرت میں آسانی کرے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔

4 لَا تَزُوْلُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُسْأَلَ عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَا أَفْنَاهُ وَعَنْ عِلْمِهٖ فِيْمَ فَعَلَ وَعَنْ مَالِهٖ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهٗ وَفِيْمَ أَنْفَقَهٗ وَعَنْ جِسْمِهٖ فِيْمَ أَبْلَاهُ۔

(جامع ترمذی: 2416، بحار الأنوار، ج36، ص: 80)

ترجمہ: قیامت کے دن کسی بندے کے دونوں پاؤں نہیں ہٹیں گے یہاں تک کہ اس سے یہ نہ پوچھ لیا جائے، اس کی عمر کے بارے میں کہ اسے کن کاموں میں ختم کیا، اور اس کے علم کے بارے میں کہ اس پر کتنا عمل کیا اور اس کے مال کے بارے میں کہ اسے کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا، اور اس کے جسم کے بارے میں کہ اسے کہاں کھپایا۔

5 اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: الشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ، وَالتَّوَلِّيْ يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ۔

(صحیح بخاری: 2766، وسائل الشیعة، ج15، ص: 331)

ترجمہ: سات گناہوں سے جو تباہ کر دینے والے ہیں، بچتے رہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ! وہ کون سے گناہ ہیں؟ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، جادو کرنا، کسی کی ناحق جان لینا کہ جسے اللہ تعالیٰ نے حرمت عطا فرمائی ہے، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، لڑائی میں سے بھاگ جانا، پاک دامن بھولی بھالی ایمان والی عورتوں پر تہمت لگانا۔

Web version of PECTAA textbook Not for sale

6 مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيْمَانِ.

(صحیح مسلم: 177، مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل، ج 12، ص: 193)

ترجمہ: تم میں سے جو شخص کسی برائی کو دیکھے اس پر لازم ہے کہ اسے اپنے ہاتھ (قوت) سے روک دے اور اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنی زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنے دل سے (اسے برا سمجھے) اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔

7 نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ: اَلصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ

(صحیح بخاری: 6412 سفینۃ البحار، ج 6، ص: 601)

ترجمہ: دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے، صحت اور فراغت۔

8 اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهِ وَعِرْضِهِ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ كَالرَّاعِيْ حَوْلَ الْحِمَى يُوْشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ فِيْهِ أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى أَلَا إِنَّ حِمَى اللّٰهِ فِيْ أَرْضِهِ مَحَارِمُهُ

(صحیح بخاری: 52، الھدایا لشیعۃ أئمۃ الھدی ج 1، ص: 613)

ترجمہ: حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان بعض چیزیں شبہ کی ہیں، جن کو بہت لوگ نہیں جانتے (کہ حلال ہیں یا حرام) پھر جو کوئی شبہ کی چیزوں سے بھی بچ گیا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا اور جو کوئی ان شبہ کی چیزوں میں پڑ گیا اس کی مثال اس چرواہے کی ہے جو (شاہی محفوظ) چراگاہ کے آس پاس اپنے جانوروں کو چرائے، وہ قریب ہے کہ کبھی اس چراگاہ کے اندر گھس جائے (اور شاہی مجرم قرار پائے) سن لو! ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کی چراگاہ اس کی زمین پر حرام کردہ چیزیں ہیں (بس ان سے بچو)۔

9 لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ

(صحیح بخاری: 5885، بحار الأنوار، ج 76، ص: 66)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ان مردوں پر لعنت کی ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں اور ان عورتوں پر بھی لعنت کی ہے جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔

Web version of PECTAA textbook Not for sale

10. إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ، قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ: يَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ، فَيَسُبُّ أَبَاهُ، وَيَسُبُّ أُمَّهُ

(صحيح بخاری: 5973، بحار الأنوار، ج71، ص: 47)

ترجمہ: یقیناً سب سے بڑے گناہوں میں سے یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین پر لعنت بھیجے۔ پوچھا گیا: یا رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کوئی شخص اپنے ہی والدین پر کیسے لعنت بھیجے گا؟ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص دوسرے کے باپ کو برا کہے گا تو دوسرا بھی اس کے باپ کو اور اس کی ماں کو برا کہے گا۔

11. اِتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ

(صحيح بخاری: 2448، نهج الفصاحة، ص: 162)

ترجمہ: مظلوم کی بددعا سے ڈرتے رہنا کیوں کہ اس کی بددعا اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا۔

12. يُوْشِكُ الرَّجُلُ مُتَّكِئًا عَلٰى أَرِيْكَتِهٖ يُحَدَّثُ بِحَدِيْثٍ مِنْ حَدِيْثِيْ فَيَقُوْلُ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مَا وَجَدْنَا فِيْهِ مِنْ حَلَالٍ اسْتَحْلَلْنَاهُ وَمَا وَجَدْنَا فِيْهِ مِنْ حَرَامٍ حَرَّمْنَاهُ أَلَا وَإِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ

(سنن ابن ماجه: 12، رياض السالكين في شرح صحيفة سيد الساجدين، ج3، ص: 381)

ترجمہ: عنقریب (ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ) آدمی اپنے تخت پر ٹیک لگائے بیٹھا ہوگا، اسے میری کوئی حدیث سنائی جائے گی تو کہے گا: ہمارے اور تمھارے درمیان (فیصلہ کرنے والی) اللہ عزوجل کی کتاب ہے۔ ہمیں اس میں جو چیز حلال ملے گی، اسے حلال مانیں گے اور جو چیز حرام ملے گی اسے حرام مانیں گے۔ (حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) خبردار! جو کچھ اللہ کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرام فرمایا وہ بھی اسی طرح حرام ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہوا ہے۔

13. دَعْ مَا يَرِيْبُكَ إِلٰى مَا لَا يَرِيْبُكَ فَإِنَّ الصِّدْقَ طُمَأْنِيْنَةٌ وَإِنَّ الْكِذْبَ رِيْبَةٌ

(جامع ترمذی: 2518، وسائل الشيعة، ج27، ص: 168)

ترجمہ: اس چیز کو چھوڑ دو جو تمھیں شک میں ڈالے اور اسے اختیار کرو جو تمھیں شک میں نہ ڈالے۔ بے شک سچائی اطمینان کا باعث ہے اور بے شک جھوٹ شک کا باعث ہے۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

14 لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ

(صحیح بخاری و مسلم: 15، بحار الأنوار ، ج17، ص: 14)

ترجمہ: تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

15 عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ قَالَ: الصَّلَاةُ عَلٰى وَقْتِهَا قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ قَالَ: ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ قَالَ: الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

(صحیح بخاری و مسلم: 527 ، مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل، ج3، ص: 43)

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم سے پوچھا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب عمل کون سا ہے؟ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا: نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا، انھوں نے عرض کیا اس کے بعد کون سا؟ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا: والدین کے ساتھ نیکی کرنا، انھوں نے عرض کیا: اس کے بعد کون سا؟ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا: اللہ کے رستے میں جہاد کرنا۔

مشق

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے قول، فعل، تقریر یا صفت کو اصطلاحاً کہتے ہیں:

(الف) حدیث (ب) خبر (ج) روایت (د) فقہ

(ii) تدوینِ حدیث کے پہلے دور میں احادیث مبارکہ کا مجموعہ موجود تھا:

(الف) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس (ب) سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس

(ج) امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس (د) امام عبدالرزّاق رحمۃ اللہ علیہ کے پاس

(iii) مُسنَد اور مُصنَّف کی تدوین کا دور ہے:

(الف) اول (ب) ثانی (ج) ثالث (د) رابع

(iv) تدوینِ حدیث کے عروج کا دور ہے:

(الف) پہلا دور (ب) دوسرا دور (ج) تیسرا دور (د) چوتھا دور

Web version of PECTAA Textbook Not for sale

(v) صحاحِ ستّہ کی تدوین ہوئی:

(الف) پہلے دور میں (ب) دوسرے دور میں (ج) تیسرے دور میں (د) چوتھے دور میں

سوال 2: مختصر جواب دیں۔

(i) حدیث کی اہمیت اختصار سے بیان کریں۔

(ii) کن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس احادیث کے مجموعے تھے؟ کوئی سے چار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نام لکھیں۔

(iii) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کس طرح حفاظتِ حدیث کا اہتمام کیا؟

(iv) تدوینِ حدیث کے دورِ ثانی کی اہم شخصیات میں سے دو کے نام تحریر کریں۔

(v) صحاحِ ستّہ میں سے دو کتب کے نام مع مؤلفین تحریر کریں۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

- تدوینِ حدیث اور اس کے ادوار پر مفصل نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ و اساتذہ کرام

- منتخب احادیث سے حاصل ہونے والے اسباق و احکام اخذ کر کے لکھیں۔
- طلبہ اپنا جائزہ لیں کہ وہ منتخب احادیث میں سے کن کن پر عمل کرتے ہیں فہرست بنائیں۔
- مختلف ادوار میں تدوینِ حدیث کے لیے کیے گئے اقدامات، نکات کی صورت میں لکھیں۔
- دو گروپ بنائیں اور ان کے درمیان کتب حدیث کے موضوع پر سوالیہ مقابلے کا انعقاد کروائیں۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

باب دوم

ایمانیات وعبادات

(1) ایمانیات

(الف) توحید کے دلائل اور تقاضے

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- توحید کے معنی و مفہوم کو جان سکیں۔
- توحید و شرک کی اقسام اور توحید کے تقاضوں سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- عملی زندگی میں توحید کے فوائد و ثمرات اور شرک کے نقصانات کا جائزہ لے سکیں۔
- توحید باری تعالیٰ کی اہمیت جان کر اپنا ایمان مضبوط کر سکیں۔
- وجود باری تعالیٰ کے دلائل سے آگاہ ہو کر کفر و الحاد سے بچ سکیں۔
- وجود باری تعالیٰ اور توحید کے دلائل سے آگاہ ہو سکیں۔
- توحید کے دلائل جان کر شرک سے پاک رہ سکیں۔

Web version of PECTAA textbook Not for sale

وجودِ باری تعالیٰ اور توحید کے دلائل

توحید کے لغوی معنی ایک ماننا اور یکتا جاننا کے ہیں۔ دین کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کو اپنی ذات، صفات، ربوبیت، الوہیت اور عبادت میں اکیلا اور لاشریک ماننا، توحید کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَامُ مبعوث فرمائے سب نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، اس کو ایک ماننے اور اسی کی عبادت کرنے کی تلقین فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو توحید کی اسی جبلت اور فطرت پر پیدا فرمایا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَاَقِمۡ وَجۡهَكَ لِلدِّيۡنِ حَنِيۡفًا ؕ فِطۡرَتَ اللّٰهِ الَّتِىۡ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيۡهَا ؕ (سُوۡرَةُ الرُّوۡم: 30)

ترجمہ: تو آپ اپنا رخ یکسوئی کے ساتھ دین پر قائم رکھیں (یہی) اللہ کی وہ فطرت ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا فرمایا۔

انسان کو اگر اس کی فطری طبیعت پر چھوڑ دیا جائے تو وہ اپنی فطرت کی آواز پر دینِ توحید ہی کو اختیار کرے گا۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا فرمایا ہے کیوں کہ ذاتِ باری تعالیٰ اور اس کی توحید کا تصور اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں رکھا ہے۔

جس طرح گھڑی کو دیکھ کر گھڑی ساز کا تصور ذہن میں آتا ہے، مکان کو دیکھ کر معمار کا تصور ذہن میں آتا ہے، اسی طرح اس عظیم الشان کائنات کو دیکھ کر اس کے خالق کا تصور ضرور ذہن میں آتا ہے کیوں کہ کوئی بھی انسان یہ نہیں سوچ سکتا کہ اتنی بڑی کائنات خود بخود وجود میں

آسکتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿35﴾ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ﴿36﴾ (سُوْرَةُ الطُّوْرِ: 35-36)

ترجمہ: کیا وہ کسی (خالق) کے بغیر ہی پیدا کیے گئے ہیں یا وہ خود ہی (اپنے) خالق ہیں۔کیا اُنھوں نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے(ہرگز نہیں) بلکہ اصل بات یہ ہے کہ وہ یقین نہیں رکھتے۔

نظامِ کائنات میں مختلف جہانوں کا وجود اور ان میں تنوع خالقِ حقیقی کے وجود کا پتا دیتا ہے۔کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزوں کا از خود وجود میں آنا عقلاً محال ہے۔آسمان و زمین، مختلف مخلوقات، ان کے رنگ و مزاج کا اختلاف، چشمے، ندیاں اور سمندر، انواع و اقسام کے پودے اور درخت اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ایک ایسی ہستی موجود ہے جو ان سب کو کنٹرول کر رہی ہے۔اللہ تعالیٰ نے کائنات کے نظم و ضبط کے بارے میں ارشاد فرمایا:

ترجمہ: وہ جس نے سات آسمان اوپر نیچے بنائے تم رحمٰن کی تخلیق میں کوئی فرق نہیں دیکھو گے، تو تم نگاہ ڈالو (اور دیکھو) کیا تمھیں کوئی شگاف نظر آتا ہے؟ پھر تم دوبارہ نگاہ ڈالو نگاہ تھک ہار کر تمھاری طرف ناکام پلٹ آئے گی۔ (سُوْرَةُ الْمُلْكِ: 3،4)

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی ایک ایک چیز کو ایک خاص ترتیب اور انداز سے پیدا فرمایا ہے اور وہ اپنی اس ترتیب و تنظیم سے ذرا برابر اِدھر اُدھر نہیں ہوسکتی۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۗ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿40﴾ (سُوْرَةُ يٰسٓ: 40)

ترجمہ: نہ سورج سے ہوسکتا ہے کہ وہ چاند کو پکڑ لے اور نہ ہی رات دن سے پہلے آسکتی ہے۔اور سب (اپنے اپنے) دائرے میں تیر رہے ہیں۔

یہ کائنات اور اس میں موجود تمام مخلوقات اپنی اپنی تخلیق کا مقصد پورا کر رہی ہیں اور یہ نظام بغیر کسی خلل کے جاری و ساری ہے، ان تمام چیزوں کی ترتیب و تنظیم میں تضاد کا نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کائنات کو پیدا کرنے والا خالق ایک ہے کیوں کہ اگر ایک سے زیادہ خالق ہوتے تو اِس کائنات کا نظام درہم برہم ہوجاتا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَوْ كَانَ فِيْهِمَاۤ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ (سُوْرَةُ الْاَنْۢبِيَآءِ: 22)

ترجمہ: اگر ان (آسمان اور زمین میں اللہ کے سوا اور (بھی) معبود ہوتے تو یقیناً دونوں درہم برہم ہوجاتے۔

اس کائنات اور اس میں موجود دیگر مخلوقات کے ساتھ ساتھ انسانی وجود میں بھی اللہ تعالیٰ کی نشانیاں موجود ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

Web version of PECTAA textbook Not for sale

وَفِيٓ اَنۡفُسِكُمۡ ؕ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ ﴿21﴾ (سُوْرَةُ الذّٰرِيٰت:21)

ترجمہ: اور تمھاری ذات میں بھی (نشانیاں ہیں) تو کیا تم دیکھتے نہیں

انسانی جسم کا ایک ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے وجود کی گواہی دیتا ہے، انسانی وجود میں جو مواصلاتی نظام پایا جاتا ہے وہ دنیا کے کسی بھی نظام سے کہیں زیادہ مکمل اور پیچیدہ ہے۔ اگر ہم غور کریں تو ہمارے دل سے یہ آواز آئے گی کہ انسانی وجود یقیناً ایک عظیم خالق کی خوب صورت ترین تخلیق ہے اس انسان اور کائنات کو بنانے والا خالق اکیلا اللہ تعالیٰ ہے، اس میں کوئی دوسرا اس کا شریک نہیں ہے۔ یہی عقیدہ، عقیدۂ توحید کہلاتا ہے۔

توحید کی اقسام

توحید کی اقسام درج ذیل ہیں:

توحید فی الذّات

اللہ تعالیٰ اپنی حقیقت اور ذات میں واحد اور یکتا ہے۔ وہ بے نیاز ہے۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور اس کا کوئی ہمسر نہیں۔

توحیدِ ربوبیت

توحیدِ ربوبیت یہ ہے کہ انسان اس بات پر ایمان لائے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق و مالک اور رازق ہے۔ اس میں کوئی اور اس کا شریک نہیں ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اللہ ہی ہے جس نے تمھیں پیدا فرمایا پھر اس نے تمھیں رزق عطا فرمایا پھر وہ تمھیں موت دیتا ہے پھر وہی تمھیں زندہ فرمائے گا، کیا تمھارے شریکوں میں (بھی) کوئی ایسا ہے جو ان میں سے کوئی (بھی) کام کر سکتا ہو، وہ (اللہ) پاک ہے اور بہت بلند ہے اس سے، جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔ (سُوْرَةُ الرُّوْم: 40)

توحیدِ اُلوہیت

توحیدِ اُلوہیت سے مراد یہ ہے کہ اس بات پر ایمان لایا جائے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور اس کی عبادت میں کوئی اس کا شریک نہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کرنا قطعاً جائز نہیں اور پھر پوری زندگی اللہ تعالیٰ کے احکام تحت گزارنا توحیدِ اُلوہیت ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

ترجمہ: جو شخص اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔ (سُوْرَةُ الْكَهْف: 110)

توحیدِ اسماو صفات

اللہ تعالیٰ کو اس کے خاص اسماو صفات میں یکتا اور تنہا ماننا توحیدِ اسماو صفات ہے، یعنی یہ اعتقاد رکھنا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے اعتبار سے واحد، اکیلا اور یکتا ہے اسی طرح وہ اپنے خاص اسماو صفات اور افعال میں بھی واحد اور یکتا ہے۔

Web version of PECTAA textbook Not for sale

شرک کی اقسام

شرک کے لغوی معنی "حصہ داری" اور "ساجھے پن" کے ہیں۔ دین کی اصطلاح میں شرک کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات یا صفات کے تقاضوں میں کسی اور کو اس کا حصہ دار اور ساجھی ٹھہرانا۔ شرک کی تین اقسام ہیں:

ذات میں شرک

اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حقیقت میں کسی دوسرے کو حصہ دار سمجھنا۔ اس کی ایک صورت یہ ہے کہ کسی دوسرے میں یہی حقیقت مان کر اسے اللہ تعالیٰ کا ہمسر اور برابر سمجھنا، دوسری صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی کی اولاد سمجھنا یا کسی کو اللہ تعالیٰ کی اولاد سمجھنا، کیوں کہ والد اور اولاد کی حقیقت ایک ہی ہوتی ہے۔ لہٰذا جس طرح دو خداؤں یا تین خداؤں کو ماننا شرک ہے اسی طرح کسی کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا یا بیٹی سمجھنا بھی شرک ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُولَدْ ۙ﴿3﴾ (سُوْرَةُ الْإِخْلَاص: 3)

ترجمہ: نہ وہ کسی کا باپ ہے اور نہ وہ کسی کا بیٹا ہے۔

صفات میں شرک

اس کا مفہوم یہ ہے اللہ تعالیٰ جیسی صفات کسی دوسرے میں ماننا اور اس کا علم، قدرت یا ارادہ کسی دوسرے کے لیے ثابت کرنا، کسی دوسرے کو ازلی و ابدی سمجھنا یا اس کی صفات کو ذاتی سمجھنا یا اللہ تعالیٰ کی طرح کامل سمجھنا، کسی دوسرے کو قادرِ مطلق تصور کرنا، یہ سب شرک ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ (سُوْرَةُ الشُّوْرٰى: 11)

ترجمہ: اس (اللہ) جیسی کوئی شے نہیں۔

صفات کے تقاضوں میں شرک

اللہ تعالیٰ عظیم صفات کا مالک ہے۔ ان صفات کی عظمت کا تقاضا یہ ہے کہ صرف اسی کی عبادت کی جائے اور اسی کے سامنے پیشانیاں جھکائی جائیں۔ حقیقی اطاعت و محبت کا صرف اسی کو حق دار سمجھا جائے اور یہ ایمان رکھا جائے کہ وہی حقیقی کارساز ہے۔ اقتدارِ اعلیٰ صرف اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اسی کے قوانین پر عمل کرنا ضروری ہے اور اگر کوئی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرتا ہے یا اپنی پیشانی جھکاتا ہے یا حقیقی اطاعت و محبت کا حق دار سمجھتا ہے تو یہ صفات کے تقاضوں میں شرک کہلائے گا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ (سُوْرَةُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْل: 23)

ترجمہ: کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

اللہ تعالیٰ ہی کو نعمتیں عطا کرنے والا سمجھا جائے اور خلوصِ دل سے اس کی عطا کردہ نعمتوں پر اس کا شکر بجالایا جائے۔ ہر مشکل میں اللہ تعالیٰ ہی کو قادرِ مطلق اور اسباب پیدا کرنے والا سمجھ کر اسی کے فضل و کرم سے اپنی مجبوریوں کا حل تلاش کرنا چاہیے۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

عقیدۂ توحید کے تقاضے

ہمیں عقیدۂ توحید پر ایمان رکھتے ہوئے شرکیہ تصورات اور اعمال سے بچنا چاہیے اور یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ شرک صرف لکڑی یا پتھر کے بت کی پوجا کا نام نہیں بلکہ یہ بھی شرک ہے کہ اپنی مشکلات کے حل کے لیے یا اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور سے لو لگائی جائے۔ بے شمار لوگ ایسے ہیں جو زبانی طور پر تو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں لیکن عملاً اپنی اولاد، روزگار، صحت اور دیگر مسائل کو انسانوں کے سامنے اس عاجزی سے پیش کرتے ہیں جس کی مستحق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ توحید کے تقاضوں میں محبتِ الٰہی، اطاعتِ الٰہی، اطاعتِ رسول ﷺ، خشیتِ الٰہی، توکل، دعا مانگنا اور نذر ماننا اور صرف اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنا وغیرہ شامل ہیں۔

عملی زندگی میں توحید کے فوائد وثمرات

جو شخص عقیدۂ توحید پر ایمان رکھتے ہوئے اس کے تقاضوں پر عمل کرتا ہے تو اس کے فکر و عمل میں خوش گوار تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں جن کا جائزہ درج ذیل امور میں لیا جاتا ہے:

عزتِ نفس کی حفاظت

عقیدۂ توحید پر ایمان انسان کو عزتِ نفس عطا کرتا ہے۔ جب انسان یہ پختہ عقیدہ رکھتا ہے کہ ساری کائنات کا خالق، مالک اور رازق صرف اللہ تعالیٰ ہے، وہی قادر مطلق ہے اور تمام اختیارات اسی کے پاس ہیں تو انسان صرف اللہ تعالیٰ سے لو لگا لیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی سے مانگتا ہے اور اسی کی محبت اور خوف اپنے دل میں بساتا ہے جس سے وہ دنیاوی بتوں اور دیگر جھوٹے معبودوں کے سامنے جھکنے سے بچ جاتا ہے۔

عجز و انکساری کی دولت

عقیدۂ توحید پر ایمان سے انسان میں عجز و انکساری پیدا ہوتی ہے۔ عقیدۂ توحید پر ایمان رکھنے والا شخص یہ یقین رکھتا ہے کہ کائنات کی سب سے بالاتر ہستی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، بادشاہی اور اختیار دینے والا بھی وہی ہے اور واپس لینے کا اختیار بھی اسی کے پاس ہے۔ عزت اور ذلت کا مالک بھی وہ اکیلا اللہ ہے لہٰذا ایسا شخص تکبر و غرور کی بجائے عجز و انکساری اختیار کرتا ہے۔

عزم و ہمت

عقیدۂ توحید پر ایمان رکھنے والا عزم و حوصلے کا پیکر ہوتا ہے۔ اس کی تمام امیدیں اللہ تعالیٰ ہی کی ذات سے وابستہ ہوتی ہیں وہ اس بات پر پختہ ایمان رکھتا ہے کہ زندگی میں کیے گئے تمام اچھے اعمال کی جزا آخرت میں ملے گی جس سے اس میں عزم و ہمت اور حوصلہ پیدا ہوتا ہے۔

استقامت اور بہادری

عقیدۂ توحید پر ایمان رکھنے سے انسان میں استقامت اور بہادری کی صفات پیدا ہو جاتی ہیں۔ عقیدۂ توحید کا حامل شخص یہ پختہ اعتقاد رکھتا ہے کہ زندگی و موت اور نفع و نقصان کا مالک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے جھکتا اور اسی کا

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

خوف اپنے دل میں رکھتا ہے، اس اعتقاد کی بدولت وہ بہادری واستقامت کا پیکر بن جاتا ہے۔

قناعت واستغنا

عقیدۂ توحید انسان میں قناعت اور شانِ بے نیازی کی صفت پیدا کرتا ہے۔ عقیدۂ توحید پر ایمان رکھنے والا شخص یہ جانتا ہے کہ رزق کے تمام خزانوں کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے وہ جسے چاہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے اور وہ جس سے رزق روک دے ساری کائنات مل کر بھی اس کو کچھ نہیں دے سکتی۔ لہٰذا عقیدۂ توحید کا حامل شخص لوگوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے اور اس میں قناعت کی صفت پیدا ہو جاتی ہے۔

شخصیت کی نشوونما

عقیدۂ توحید پر ایمان رکھنے سے انسانی شخصیت میں توازن آ جاتا ہے۔ انسان کا مقصدِ حیات اور طرزِ زندگی متعین ہو جاتا ہے۔ وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی بندگی کرنے والا ہوتا ہے۔ تنگی ہو یا خوش حالی وہ اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتا ہے۔ وہ ہر چھوٹا بڑا عمل اللہ تعالیٰ کی خوش نودی کے لیے سرانجام دیتا ہے جس سے اس کی زندگی میں صبر، شکر، توکل، ٹھہراؤ، توازن اور اطمینان پیدا ہوتا ہے۔

عملی زندگی میں شرک کے نقصانات

عقیدۂ توحید سے محرومی اور شرک کے ارتکاب سے انسان کی عملی زندگی پر جو خوف ناک اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو صرف اور صرف اپنی ذات کے سامنے جھکنے کا حکم دیا ہے اور اپنے علاوہ کسی کے سامنے نہ جھکنے کی تلقین کی ہے۔ شرک کا ارتکاب کرنے والا شخص جب پتھروں، درختوں، مورتیوں اور دیگر چیزوں کے سامنے اپنا سر جھکاتا ہے تو وہ انسانیت کی توہین کا ارتکاب کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شرک کرنے والے کے بارے میں ارشاد فرمایا:

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ

(سُوْرَةُ الْحَجّ:31)

ترجمہ: اور جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہے تو (اس کا حال ایسا ہے کہ) جیسے وہ آسمان سے گر پڑا پھر (یا تو) اسے پرندے (راہ میں سے) اچک لے جاتے ہیں یا ہوا اسے لے جا کر پھینک دیتی ہے۔

شرک کے ارتکاب کی وجہ سے انسان خوف اور وہم میں مبتلا ہو کر، پریشانی کا شکار ہو جاتا ہے، شرک کی لعنت انسان کو یکسوئی سے محروم کر دیتی ہے اور فکر و عمل سے عاری بنا دیتی ہے۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

مشق

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات، صفات، ربوبیت، الوہیت اور عبادت میں اکیلا ماننا کہلاتا ہے:

(الف) توحید (ب) اطاعت (ج) اتباع (د) آخرت

(ii) کائنات میں مختلف جہانوں کا وجود اور ان میں اختلاف وتنوع پتا دیتا ہے:

(الف) ٹیکنالوجی کا (ب) ترقی کا (ج) خالقِ حقیقی کا (د) قُربِ قیامت کا

(iii) انسانی وجود کا ایک ایک حصہ گواہی دیتا ہے:

(الف) طبی ترقی کی (ب) انسان کی عظمت کی

(ج) انسانی کمزوری کی (د) اللہ تعالیٰ کے وجود کی

(iv) انسان میں عاجزی وانکساری کی صفت پیدا ہوتی ہے:

(الف) فرشتوں پر ایمان لانے سے (ب) عقیدۂ توحید پر ایمان لانے سے

(ج) عقیدۂ تقدیر پر ایمان لانے سے (د) آسمانی کتب پر ایمان لانے سے

(v) مشرک شخص کے دل میں پیدا ہوتا ہے:

(الف) خوف (ب) محبت (ج) نفرت (د) رعب

سوال 2: مختصر جواب دیں۔

(i) توحید کا معنی و مفہوم تحریر کریں۔

(ii) مظاہر قدرت سے وجودِ باری تعالیٰ کی کوئی ایک دلیل تحریر کریں۔

(iii) اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی ایک دلیل تحریر کریں۔

(iv) توحید کی کوئی سی دو اقسام بیان کریں۔

(v) عملی زندگی میں شرک کے نقصانات کا جائزہ لیں۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

- توحید کی اہمیت اور فوائد وثمرات تحریر کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ واساتذہ کرام

- طلبہ وجودِ باری تعالیٰ اور کائنات میں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کے بارے میں مواد تلاش کر کے کمرۂ جماعت میں پیش کریں۔
- اثباتِ توحید اور ردِّ شرک کے عقلی و نقلی دلائل جمع کریں۔
- مندرجہ ذیل میں سے ایسے کاموں کی نشان دہی کریں جو عملی شرک کہلاتی ہیں:

▪ مخلوق کو سجدہ کرنا ▪ جھوٹ بولنا ▪ مظاہر فطرت کی پرستش کرنا ▪ خیانت کرنا

Web version of PECTAA textbook Not for sale

(ب) رسالتِ محمدی خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی خصوصیات

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- عقیدۂ رسالت کا معنیٰ و مفہوم جان سکیں۔
- وحی کی تعریف، اہمیت، اقسام اور اس کی مختلف صورتوں کو جان سکیں۔
- رسالتِ محمدی کی خصوصیات اور معجزات کا فہم حاصل کر سکیں۔
- عقیدۂ ختمِ نبوت کے عقلی و نقلی دلائل کا جائزہ لے سکیں۔
- رسالتِ محمدی کی خصوصیات جان کر اس پر ایمان کامل، محبت، اطاعت و اتباع اور تعظیم و توقیر کا مظاہرہ کر سکیں۔
- عقیدۂ ختمِ نبوت کے تقاضوں کو سمجھ کر دعوتِ دین اور حفاظتِ دین کا فریضہ سر انجام دے سکیں اور منکرِ ختمِ نبوت کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھ سکیں۔

رسالت کے لغوی معنیٰ "پیغام پہنچانا" کے ہیں۔ عقیدہ رسالت سے مراد اس بات پر ایمان رکھنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام علیہم السّلام کو دنیا میں بھیجا۔ پہلے نبی حضرت آدم علیہ السّلام اور سب سے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مختلف اوقات میں انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کو وحی کے ذریعے اپنا پیغام پہنچایا۔

وحی کی تعریف اور اس کی اقسام

وحی کے لغوی معنیٰ "اشارہ کرنا" اور "چپکے سے دل میں بات ڈال دینا" وغیرہ کے ہیں۔ اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کا اپنے کسی رسول کی طرف فرشتے کے ذریعے پیغام بھیجنا، براہِ راست اس کے دل میں بات ڈال دینا، پردے کے پیچھے سے اُسے سنوا دینا۔ "وحی" کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ پر وحی کے ذریعے اپنے احکام نازل فرمائے۔

وحی کی دو اقسام ہیں:

- وحی مَتْلُو
- وحی غیر مَتْلُو

وحی مَتْلُو

وحی متلو سے مراد ایسی وحی ہے جس کے الفاظ اور معانی دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوں اور اس کی تلاوت کی جاتی ہے جیسا کہ قرآن مجید۔

وحی غیر مَتْلُو

وحی غیر متلو سے مراد ایسی وحی ہے جو رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے قلبِ مبارک پر صرف معانی و مضامین کی شکل میں القا کی گئی

Web version of PECTAA textbook Not for sale

ہو اور ان معانی کو آپ خاتم النبیین ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سامنے کبھی اپنے الفاظ سے، کبھی اپنے افعال سے اور کبھی دونوں سے بیان فرمایا ہو۔

سُوْرَۃُ الشُّوْرٰی کی آیت نمبر 51 میں اللہ تعالیٰ نے وحی کی تین صورتیں بیان فرمائی ہیں، پہلی صورت یہ کہ اللہ تعالیٰ بیداری یا خواب میں نبی کے دل میں کوئی بات ڈال دیتا ہے۔ دوسری صورت یہ کہ پردے کے پیچھے سے اللہ تعالیٰ نبی سے بات کرتا ہے۔ تیسری صورت یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقرب فرشتے حضرت جبریل امین علیہ السلام کے ذریعے نبی کو پیغام بھیجتا ہے۔

رسالتِ محمدی خاتم النبیین ﷺ کی خصوصیات

اللہ تعالیٰ نے نہ صرف سابقہ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی صفات کو آپ خاتم النبیین ﷺ کی ذات میں جمع کر دیا بلکہ آپ خاتم النبیین ﷺ کو بے شمار ایسی خصوصیات عطا فرمائیں جو آپ خاتم النبیین ﷺ سے پہلے کسی نبی یا رسول کو عطا نہیں کی گئیں۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی ان خصوصیات میں ختمِ نبوت، محفوظ کتاب، شفاعت، حوضِ کوثر اور مقامِ محمود وغیرہ شامل ہیں۔ عقیدۂ رسالت پر ایمان اُس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا، جب تک رسالتِ محمدی خاتم النبیین ﷺ کی امتیازی حیثیت کا اقرار نہ کر لیا جائے۔ رسالتِ محمدی خاتم النبیین ﷺ کی چند خصوصیات درج ذیل ہیں:

۱۔ عالم گیریت

نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ سے پہلے آنے والے تمام انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی نبوت کسی خاص علاقے یا قوم کے لیے تھی۔ مگر حضورِ اکرم خاتم النبیین ﷺ کی نبوت کسی خاص علاقے یا قوم کے لیے نہیں، بلکہ پوری دنیا اور قیامت تک کے تمام انسانوں کے لیے ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا (سُوْرَۃُ الْاَعْرَاف: 158)

ترجمہ: ”آپ فرما دیجیے اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔“

۲۔ ابدیت

قیامت تک آنے والے ہر انسان کے لیے رسول اکرم خاتم النبیین ﷺ کی پیروی لازمی ہے۔ رسالتِ محمدی خاتم النبیین ﷺ کی یہ امتیازی شان ہے کہ اس نے پہلی تمام شریعتوں کو منسوخ کر دیا۔ اب تمام انسانوں کو قیامت تک شریعتِ محمدی خاتم النبیین ﷺ کی اتباع کرنا ہو گی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ (سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰن: 85)

ترجمہ: ”اور جو اسلام کے سوا کوئی اور دین چاہے گا تو وہ اُس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔“

Web version of PECTAA textbook Not for sale

۳۔ کاملیت

حضرت آدم علیہ السلام سے نبوت کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا، وہ نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ کی آمد پر اپنے کمال کو پہنچ کر مکمل ہو گیا۔ آپ کو دینِ کامل عطا فرمایا گیا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ (سُوْرَةُ الْمَآئِدَة:3)

ترجمہ: ''آج کے دن میں نے تمھارے لیے تمھارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام بطورِ دین پسند کر لیا۔''

۴۔ محفوظ کتاب

سابقہ انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام پر نازل ہونے والی کتب یا تو بالکل ناپید ہو چکی ہیں یا پھر ان میں اس حد تک ردوبدل ہو چکا ہے کہ صحیح کو غلط سے الگ کرنا ممکن نہیں رہا۔ اس کے برعکس حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب آج بھی اپنی اصلی حالت میں محفوظ ہے۔ اس کتاب کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے اٹھایا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿9﴾ (سُوْرَةُ الْحِجْر:9)

ترجمہ: ''بے شک ہم ہی نے (اس) ذکر (قرآن) کو نازل فرمایا ہے اور بے شک ہم ہی اس کی ضرور حفاظت فرمانے والے ہیں۔''

۵۔ محفوظ سیرت

سابقہ آسمانی کتابوں کی طرح، سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام کے حالات بھی محفوظ حالت میں نہیں ملتے لیکن آپ خاتم النبیین ﷺ کی سنّت کی حفاظت کا انتظام اللہ تعالیٰ نے فرما دیا۔ آپ کے ارشادات اور حالاتِ زندگی محفوظ حالت میں موجود ہیں جن سے قیامت تک آنے والے انسان راہنمائی لیتے رہیں گے۔

رسالتِ محمدی خاتم النبیین ﷺ کا ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کی حیاتِ طیبہ ہر طبقۂ انسانی کے لیے بہترین نمونہ ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سُوْرَةُ الْاَحْزَاب:21)

ترجمہ: ''یقیناً تمھارے لیے اللہ کے رسول (خاتم النبیین ﷺ کی ذاتِ مبارکہ) میں بہترین نمونہ ہے۔''

۶۔ معجزات

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو نبوت کے ثبوت کے طور پر بہت سے معجزات عطا فرمائے۔ قرآن و حدیث میں نبی کریم

Web version of PECTAA Textbook
Not for sale

خاتم النبیین ﷺ کے بے شمار معجزات کا ذکر موجود ہے مثلاً واقعہ اسراء و معراج، جسمِ اطہر سے خوش بُو آنا، فرشتوں کے ذریعے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مدد کرنا، چاند کا دو ٹکڑے ہونا، درختوں اور پتھروں سے ہم کلام ہونا، جانوروں کا آپ خاتم النبیین ﷺ سے کلام کرنا، انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہونا، کھانے پینے کی چیزوں میں دستِ مبارک کی برکت کا نزول ہونا، لعابِ دہن کا شفا بن جانا اور جوامع الکلم یعنی جامع کلمات کا حامل ہونا وغیرہ۔ جامع کلمات، ان کلمات کو کہتے ہیں جن کے الفاظ کم اور معانی زیادہ ہوں۔

۷۔ ختمِ نبوت

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

ختمِ نبوّت کا مفہوم یہ ہے کہ نبوّت کا وہ سلسلہ جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا تھا وہ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ پر ختم ہو گیا ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نبوّت کے سلسلے کی آخری کڑی ہیں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ پر ایک محفوظ، جامع اور ہمیشہ رہنے والی کتاب نازل کی گئی اور آپ خاتم النبیین ﷺ کو ایک مکمل اور کامل شریعت عطا کی گئی ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی شریعت نے تمام سابقہ شریعتوں کو منسوخ کر دیا ہے۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ "خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ" یعنی سلسلۂ نبوّت کو ختم کرنے والے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے وضاحت کے ساتھ آپ کو آخری نبی قرار دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

> مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ
> (سُوْرَةُ الْاَحْزَاب:40)
>
> ترجمہ: "نہیں ہیں محمد (خاتم النبیین ﷺ) تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔"

حضورِ اکرم خاتم النبیین ﷺ کی احادیثِ مبارکہ میں عقیدۂ ختمِ نبوّت وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

> اَنَا خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ (صحیح بخاری:3535)
>
> ترجمہ: "میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا"

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "بنی اسرائیل میں جب ایک نبی وفات پا جاتا تو دوسرا نبی اس کا جانشین ہوتا مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔" (صحیح بخاری:3455)

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے دور میں مسیلمہ نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا جس کی نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے کذّاب (جھوٹا)

کہ کرمذمت فرمائی اوراس کے خلاف جہاد کیا گیا۔عقیدۂ ختمِ نبوت پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اورامت مسلمہ کا اجماع (اتفاق) ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس بات پر متفق تھے کہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے وجود کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔یہی وجہ تھی کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جنگِ یمامہ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر کے مسیلمہ کذّاب کو واصل جہنم کیا۔اس جنگ میں سیکڑوں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شہید ہوئے جن میں کثیر تعداد میں حفّاظ کرام شامل تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہر اس شخص کے خلاف برسرِ پیکار ہو گئے، جس نے نبوّت کا دعویٰ کیا۔صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور میں مُسَیلمہ کذّاب کے علاوہ اَسْوَد عنسی، سجاح اور طُلَیْحہ وغیرہ نے نبوت کا دعویٰ کیا۔صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے تمام مدعیانِ نبوّت کے خلاف قتال کیا۔ ان مدعیان نبوّت میں سے طلیحہ بن خویلد نے توبہ کر کے از سرِ نو اسلام قبول کیا۔عہد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہی امّت کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ ہر وہ شخص جو نبی اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا اور کذّاب قرار دیا جائے گا۔

آئینِ پاکستان (1973ء) میں مسلمان کی تعریف کرتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ "مسلمان وہ ہے جو اللہ کی توحید اور محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا آخری نبی تسلیم کرتا ہے۔" چناں چہ جو شخص آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی حیثیت اور لحاظ سے کسی مدعیِ نبوّت کو نبی یا مصلح مانے، وہ کذّاب اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

عقیدۂ ختمِ نبوّت کے عقلی دلائل

عقیدۂ ختمِ نبوّت کے عقلی دلائل بھی ہیں جیسے دین کا مکمل ہونا، قرآن مجید میں مذکور ہے اور جب دین مکمل ہو جائے تو عقلی طور بھی کسی اور نبی یا دین کی ضرورت نہیں رہتی، اسی طرح قرآن مجید اور سیرتِ طیّبہ کے محفوظ ہونے میں بھی ختمِ نبوّت کے عقلی دلائل ہیں۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا سچّا اور آخری نبی ماننے کا تقاضا یہ ہے کہ ہم آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین پر عمل کریں اور اس دین کو دوسروں تک پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔قرآنِ مجید اور ہمارے پیارے نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ پوری انسانیت کی راہ نمائی کے لیے کافی ہے اور ان میں زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے انسان کے لیے ہدایت کا سامان موجود ہے۔

Web version of PECTAA textbook Not for sale

مشق

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) رسالت کا لغوی معنی ہے:

(الف) علم حاصل کرنا (ب) پیغام پہنچانا (ج) عبادت کرنا (د) راز جاننا

(ii) انبیائے کرام عَلَیۡھِمُ السَّلَام کی طرف بھیجے جانے والے اللہ تعالیٰ کے کلام کو کہتے ہیں:

(الف) تلاوت (ب) بات (ج) وحی (د) اشارہ

(iii) مسیلمہ نے نبوت کا دعویٰ کیا تو حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے قرار دیا:

(الف) کذاب (ب) منافق (ج) ملعون (د) افترا پرداز

(iv) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا، اس عقیدہ کو کہتے ہیں:

(الف) عقیدۂ تقدیر (ب) عقیدۂ آخرت (ج) عقیدۂ توحید (د) عقیدۂ ختمِ نبوّت

(v) جنگِ یمامہ میں صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُم نے کثیر تعداد میں جامِ شہادت نوش کر کے دفاع کیا:

(الف) عقیدۂ ختمِ نبوّت کا (ب) مدینہ منوّرہ کا (ج) مسجدِ نبوی کا (د) مکہ مکرّمہ کا

سوال نمبر 2: مختصر جواب دیں۔

(i) وحی کا معنی و مفہوم بیان کریں۔

(ii) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سیرت کی حفاظت کے حوالے سے مختصراً تحریر کریں۔

(iii) وحی متلو اور غیر متلو میں فرق واضح کریں۔

(iv) رسالتِ محمدی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دو امتیازی خصوصیات تحریر کریں۔

(v) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کوئی سے چار معجزات تحریر کریں۔

سوال نمبر 3: تفصیلی جواب دیں۔

- عقیدۂ ختمِ نبوّت پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ و اساتذہ کرام

- طلبہ کُتبِ سیرت کا مطالعہ کر کے رسالت محمدی کی مزید خصوصیات تلاش کر کے نوٹ بک میں لکھیں۔
- طلبہ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مزید معجزات تلاش کر کے کمرۂ جماعت میں بیان کریں۔
- ختمِ نبوّت کی اہمیت پر مذاکرے کا اہتمام کریں۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

(ج) ملائکہ پر ایمان

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- ملائکہ پر ایمان کے نقلی و عقلی دلائل کو سمجھ سکیں۔
- فرشتوں کی صفات، مقام و مرتبہ اور دنیوی و اخروی ذمہ داریوں سے آگاہ ہو سکیں۔
- ملائکہ پر ایمان پختہ کرنے والے بن سکیں۔
- ملائکہ کی تعظیم اور احترام کرنے والے بن سکیں۔
- ملائکہ پر پختہ ایمان کے اثرات کا جائزہ لے سکیں۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

اس بات پر یقین رکھنا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کا ہر حکم بجالاتے ہیں، "ایمان بالملائکۃ" (فرشتوں پر ایمان) کہلاتا ہے۔ مسلمان ہونے کے لیے فرشتوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ فرشتوں پر ایمان لائے بغیر ایمان کے تقاضے مکمل نہیں ہوتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ (سُوْرَةُ الْبَقَرَة 2:177)

ترجمہ: "بلکہ نیکی تو اس کی ہے جو ایمان لایا اللہ اور آخرت کے دن پر اور فرشتوں اور کتابوں اور نبیوں پر۔"

فرشتے غلطیوں اور گناہوں سے پاک ہیں، وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرماں برداری میں مصروف رہتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿6﴾ (سُوْرَةُ التَّحْرِيْم 6:)

ترجمہ: "وہ نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی جس کا وہ اُنھیں حکم دیتا ہے اور وہی کرتے ہیں جس کا اُنھیں حکم دیا جاتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو نُور سے پیدا کیا ہے۔ فرشتوں کو کھانے، پینے اور سونے کی ضرورت نہیں ہے۔ رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

"فرشتوں کی تخلیق نور سے، جنوں کی آگ کے شعلہ سے اور آدم علیہ السّلام کی تخلیق اُس شے (مٹی) سے ہوئی۔" (صحیح مسلم: 2996)

اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام اپنے بندوں تک پہنچانے کے لیے انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام کا انتخاب فرمایا، پھر انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام تک ہدایات پہنچانے کے لیے اپنے فرشتوں اور بالخصوص اپنے مقرب فرشتے حضرت جبریل علیہ السلام کو مامور فرمایا۔ وحی و رسالت کے ساتھ فرشتوں کے اِس گہرے تعلّق کی وجہ سے انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام اور کتابوں پر ایمان لانے کے لیے اِن فرشتوں پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔

فرشتے اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے کئی کام انجام دیتے ہیں، جس میں نیک بندوں کی حفاظت کرنا، بُرے بندوں پر عذاب نازل کرنا اور اعمال کو لکھنا وغیرہ شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی بار فرشتوں کا ذکر فرمایا ہے۔

فرشتوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، ان کی تعداد کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ "نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے سفرِ معراج میں "بَیْتُ الْمَعْمُوْر" کے مقام پر دیکھا کہ اس میں ہر روز ستر ہزار (70000) فرشتے نماز پڑھتے ہیں اور جو اس میں ایک بار (نماز پڑھ کر) چلا جاتا ہے دوبارہ کبھی اس کی باری نہیں آتی۔" (صحیح بخاری:3207)

چار مقرب اور مشہور فرشتے حضرت جبریل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت اسرافیل علیہ السلام اور حضرت عزرائیل علیہ السلام ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو مختلف ذمہ داریوں پر مامور فرمایا ہے۔ کچھ فرشتے وہ ہیں جنھیں انسانوں کے اعمال لکھنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے، انھیں "کِرَامًا کَاتِبِیْن" کہتے ہیں۔ وہ فرشتے جو انسان کے مر جانے کے بعد اُس سے سوال و جواب کرتے ہیں انھیں "مُنْکَرْ نَکِیْر" کہا جاتا ہے۔ جنت کے نگران فرشتے کا نام "رضوان" اور جہنم کے نگران فرشتے کا نام "مَالِك" ہے۔ جن فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے عرش کو اٹھا رکھا ہے انھیں "حاملینِ عرش" کہا جاتا ہے۔ جو فرشتے عذاب پر مقرر ہیں انھیں "زَبَانِیَة" کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری حفاظت کے لیے بھی فرشتے مقرر فرمائے ہیں، یہ فرشتے ہمیں نقصان دہ چیزوں سے بچاتے ہیں اور ہماری حفاظت کرتے ہیں۔ ان کو "حافظین" کہا جاتا ہے۔ بعض فرشتے زمین پر نیکی کرنے والے لوگوں کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں، ان کو "سیاحین" کہا جاتا ہے۔ فرشتوں کی ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ دُرود پڑھنے والوں کے درود کو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی ذاتِ اقدس تک پہنچاتے ہیں۔ کچھ فرشتے نمازِ جمعہ میں شرکت کرنے والوں کا اندراج کرتے ہیں۔

کبھی کبھی فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے انسانی شکل و صورت میں بھی ظاہر ہوتے ہیں، حضرت جبریل علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بھیجا تو وہ ایک عام انسان کی شکل میں آئے تھے۔ عموماً حضرت جبریل امین علیہ السلام حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے پاس پیش ہوتے تھے۔

اللہ تعالیٰ اپنے احکام کو نافذ کرنے کے لیے فرشتوں کا محتاج نہیں ہے، وہ اپنے ایک حکم سے اپنے فیصلوں کو نافذ کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ اس نے فرشتوں کو اپنی حکمت کے تحت پیدا فرمایا ہے اور انھیں مختلف کاموں پر مقرر کیا ہے۔

فرشتوں پر ایمان رکھنے سے انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کا احساس پیدا ہوتا ہے، کیوں کہ جس خالق نے اتنی طاقت ور اور شان دار مخلوق پیدا کی ہے، وہ خود کتنا بڑا اور قدرت والا ہوگا۔ فرشتوں پر ایمان لانے والے اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہوتے ہیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے فائدے، حفاظت اور خدمت کے لیے فرشتوں کو مقرر کیا ہے۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

مشق

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو تخلیق کیا ہے:

(الف) مٹی سے (ب) آگ سے (ج) پانی سے (د) نور سے

(ii) بیت المعمور پر ہر روز نماز ادا کرنے والے فرشتوں کی تعداد ہے:

(الف) پچاس ہزار (ب) ساٹھ ہزار (ج) ستر ہزار (د) اسی ہزار

(iii) انسانوں کی حفاظت پر مامور فرشتوں کو کہا جاتا ہے:

(الف) سیاحین (ب) حاملینِ عرش (ج) کراماً کاتبین (د) حافظین

(iv) انسانوں کے اعمال لکھنے والے فرشتے ہیں:

(الف) کراماً کاتبین (ب) منکر نکیر (ج) سیاحین (د) حافظین

(v) حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جن صحابی کی شکل میں پیش ہوتے تھے:

(الف) حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ب) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ج) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (د) حضرت صہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سوال نمبر 2: مختصر جواب دیں۔

(i) فرشتوں پر ایمان لانے سے کیا مراد ہے؟

(ii) فرشتوں کی کوئی سی دو صفات لکھیں۔

(iii) فرشتوں کی کوئی سی دو ذمہ داریاں تحریر کریں۔

(iv) ایمان بالملائکہ کے حوالے سے قرآنی آیات کا ترجمہ لکھیں۔

(v) فرشتوں پر ایمان رکھنے سے انسانی زندگی پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

سوال نمبر 3: تفصیلی جواب دیں۔

- فرشتوں پر ایمان اور ان کی ذمہ داریوں پر مفصل نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ و اساتذہ کرام

- ملائکہ سے متعلق مستند کتب کا مطالعہ کریں۔
- طلبہ گروپ کی صورت میں دنیا، حفاظت، موت، قبر اور آخرت سے متعلق ملائکہ کے کردار و ذمہ داریوں کی معلومات جمع کر کے کمرا جماعت میں پیش کریں۔
- ملائکہ کی صفات اپنی نوٹ بک میں تحریر کریں۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

(د) کُتُبِ سماویہ پر ایمان

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- آسمانی کتب اور صحائف کے جامع تعارف اور نزول کے مقصد سے آگاہ ہو سکیں۔
- وحی کو بطور مستند اور قطعی ذریعۂ علم سمجھ سکیں۔
- آسمانی کتب اور صحائف پر ایمان کے نقلی و عقلی دلائل سمجھ سکیں۔
- آسمانی کتب کی مشترک تعلیمات اخذ کر سکیں۔
- قرآنِ مجید کی تعلیمات کی اہمیت جان کر ان پر عمل کر سکیں۔
- اس بات پر یقین رکھ سکیں کہ گزشتہ آسمانی کتب کی شریعت منسوخ ہو چکی ہے اور قرآنِ مجید ہی واحد آخری آسمانی کتاب ہے جو ہر قسم کی تحریف سے مکمل طور پر محفوظ ہے۔

کتبِ سماویہ سے مراد آسمانی کتابیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت اور راہ نمائی کے لیے انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ پر آسمانی کتابیں اور صحیفے نازل فرمائے۔ انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ پر یہ کتابیں اور صحیفے اس لیے نازل کیے گئے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام سے لوگوں کو آگاہ کریں، اس کے عذاب سے ڈرائیں اور اس کے انعامات کی بشارت دیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ (سُوْرَۃُ النِّسَآء:136)

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ پر اور اُس کے رسول (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) پر ایمان لاؤ اور اُس کتاب پر جو اُس نے اپنے رسول (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) پر نازل فرمائی اور اُن کتابوں پر جو اُس نے پہلے نازل فرمائیں۔"

حضورِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، (قیامت کے روز) اس سے ملاقات اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور آخرت میں دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لے آؤ۔ (صحیح مسلم:09)

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب کا نام تورات، حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب کا نام زبور، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب کا نام انجیل اور حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب کا نام قرآنِ مجید ہے۔ قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی آخری آسمانی کتاب ہے جو سابقہ آسمانی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے۔ قرآن مجید میں سابقہ آسمانی کتب کے مضامین کے ساتھ ساتھ قیامت تک آنے والے انسانوں کی رشد و ہدایت کے لیے تعلیمات موجود ہیں۔

آسمانی کتابوں میں اللہ تعالیٰ کے احکام تفصیل سے بیان کیے گئے جب کہ صحائف میں انھیں مختصر طور پر بیان کیا گیا ہے۔ چار

Web version of PECTAA textbook Not for sale

بڑی کتابوں کے علاوہ جو مختصر یا چند احکامات پر مشتمل کتابیں بعض انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَام پر نازل ہوئیں انھیں صحیفے کہتے ہیں۔قرآنِ مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والے صحیفوں کا خاص طور پر ذکر آیا ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الۡاُوۡلٰی ﴿18﴾ صُحُفِ اِبۡرٰهِیۡمَ وَ مُوۡسٰی ﴿19﴾ (سُوۡرَةُ الۡاَعۡلٰی:18-19)

ترجمہ: "یقیناً یہ (تعلیم) پہلے صحیفوں میں (بھی) ہے۔ (یعنی) ابراہیم (علیہ السّلام) اور موسیٰ (علیہ السّلام) کے صحیفوں میں۔"

انسانوں کی راہ نمائی کے لیے ایک ہدایت نامے کی ضرورت تھی، جس کی روشنی میں وہ اپنی زندگی کے فیصلے کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَام کے ساتھ آسمانی کتابوں کو اس لیے نازل فرمایا تاکہ وہ لوگوں کے لیے آسمانی تعلیمات پر عمل کا مثالی نمونہ بن سکیں۔

اللہ تعالیٰ نے یہ کتابیں اور صحیفے وحی کے ذریعے سے نازل فرمائے۔ وحی کے ذریعے حاصل ہونے والا علم قطعی اور یقینی ہے۔اس میں کسی قسم کا شک نہیں ہو سکتا۔جن چیزوں کو سمجھنے سے انسانی عقل قاصر تھی یا غلطی کر سکتی تھی ان کی تفہیم کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَام پر وحی نازل فرما کر انسانوں پر عظیم احسان فرمایا۔

آسمانی کتب کی مشترکہ تعلیمات

تمام آسمانی کتب میں ایمانیات، عبادات اور اخلاقیات کے مضامین مشترکہ طور پر موجود رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جتنی بھی کتابیں اور صحیفے نازل فرمائے سب میں تین درج ذیل عقیدے مشترکہ طور پر موجود رہے ہیں:

1. توحید
2. رسالت
3. آخرت

لہٰذا اگر کسی مذہب کی تعلیمات میں ان تین بنیادی عقائد کی مخالفت نظر آئے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ بات اللہ تعالیٰ نے نازل نہیں کی بلکہ لوگوں نے اپنی مرضی سے ان کتابوں میں شامل کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگنا، نماز پڑھنا، خشوع وخضوع اختیار کرنا اور اس کے راستے میں خرچ کرنے کی تعلیم بھی تمام آسمانی کتابوں میں موجود رہی ہے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں وضاحت کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے کہ روزہ پہلی امتوں پر بھی فرض تھا۔قرآنِ مجید میں حضرت آدم علیہ السّلام کے بیٹوں ہابیل اور قابیل کے قربانی کرنے کا ذکر ملتا ہے جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قربانی کا حکم بھی سابقہ شریعتوں میں موجود رہا ہے۔

تمام آسمانی کتابوں میں زندگی گزارنے کے لیے اچھے اخلاق کی تعلیم دی گئی۔ سچ بولنا، دوسروں کو ان کا حق دینا، عاجزی کے ساتھ زندگی گزارنا، حلال کھانا، پاک صاف رہنا اور شرم وحیا کے ساتھ زندگی گزارنا تمام آسمانی کتابوں کی مشترکہ تعلیمات میں سے ہیں۔

قرآنِ مجید میں اہلِ کتاب کو کچھ اس طرح دعوت دی گئی ہے:

"(اے نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ فرما دیجیے کہ اے اہلِ کتاب! اُس بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمھارے درمیان مشترک ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ ہم اس کے ساتھ کسی شے کو شریک ٹھہرائیں اور نہ

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

ہم میں سے کوئی اللہ کو چھوڑ کر کسی کو رب بنائے پھر اگر یہ منہ موڑ لیں تو کہہ دیجیے کہ گواہ رہنا کہ ہم تو (اللہ کے) فرماں بردار ہیں" (سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰن: 64)

قرآن مجید کا امتیاز

اسلامی عقیدے کے مطابق قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔اس کے نزول کے بعد تمام آسمانی کتابیں منسوخ ہو گئیں لیکن یہ قیامت تک کے انسانوں کے لیے ہدایت اور راہ نمائی کا سرچشمہ ہے۔

قرآن مجید جس طرح حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا تھا، اب بھی اسی طرح موجود ہے، اس میں ایک حرف کی بھی تبدیلی نہیں ہوئی اور نہ ہی قیامت تک ہوگی کیوں کہ قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید کی حفاظت کا انتظام فرماتے ہوئے اسے لوگوں کے سینوں میں محفوظ کرنے کے ساتھ ساتھ دیگر ذرائع سے بھی اس کی حفاظت کا اہتمام فرمایا ہے۔قرآن مجید کی حفاظت اس کے آخری کتاب ہونے کی ایک دلیل ہے۔

قرآنِ مجید حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ ہے۔قرآن مجید کا ہر حرف، لفظ، آیت اور اس کی تعلیمات معجزہ ہیں۔قرآنِ مجید میں کائنات کے بارے میں جو حقائق بیان کیے گئے ہیں ان کو آج کے ترقی یافتہ دور میں جدید سائنس بھی تسلیم کر رہی ہے۔قرآن مجید دنیا کی وہ واحد کتاب ہے جس کی عظمت کا ہر دور کے مذہبی اور سائنسی علوم کے ماہرین برملا اعتراف کرتے رہے ہیں۔

مشق

سوال نمبر1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) آسمانی کتابوں کے نزول کا مقصد ہے:

(الف) اللہ تعالیٰ کے احکام سے آگاہی (ب) معجزات کا بیان

(ج) معلومات میں اضافہ (د) تاریخی قصوں کا بیان

(ii) وحی کے ذریعے سے حاصل ہونے والا علم ہے:

(الف) سائنسی (ب) قطعی (ج) ظنی (د) کسبی

(iii) تمام آسمانی کتب میں مشترکہ عقیدہ ہے:

(الف) توحیدِ باری تعالیٰ پر ایمان (ب) ختمِ نبوّت پر ایمان

(ج) حدیثِ نبوی پر ایمان (د) قرآنِ مجید پر ایمان

Web version of PECTAA textbook Not for sale

(iv) قرآنِ مجید کے قیامت تک محفوظ ہونے کی بڑی وجہ ہے:

(الف) آخری کتاب ہونا (ب) حفاظتِ الٰہی میں ہونا

(ج) لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہونا (د) عالم گیر کتاب ہونا

(v) تمام آسمانی کتابوں اور صحائف کا خلاصہ موجود ہے:

(الف) قرآنِ مجید میں (ب) زبور میں (ج) انجیل میں (د) تورات میں

سوال 2: مختصر جواب دیں۔

(i) آسمانی کتابوں پر ایمان لانے سے کیا مراد ہے؟

(ii) آسمانی کتابوں کا مختصر تعارف بیان کریں۔

(iii) آسمانی کتابوں کی مشترکہ تعلیمات میں سے دو تحریر کیجیے۔

(iv) وحی کی اہمیت بیان کریں۔

(v) قرآنِ مجید کی خصوصیات کا جائزہ لیں۔

سوال نمبر 3: تفصیلی جواب دیں۔

- کتبِ سماویہ پر ایمان کے موضوع پر ایک جامع مضمون تحریر کیجیے۔

سرگرمیاں برائے طلبہ و اساتذہ کرام

- آسمانی کتب پر ایمان سے متعلق سبق کے علاوہ معلومات تلاش کر کے کمرۂ جماعت میں پیش کریں۔
- قرآنِ مجید اور دیگر آسمانی کتب کی خصوصیات کا موازنہ کریں۔
- قرآنِ مجید میں مندرجہ ذیل مضامین کی نشان دہی کریں۔ کسی ایک سورت کا حوالہ دیں:

مضامین	تخلیق کائنات کا ذکر	حیوانات کا ذکر	فلکیات کا ذکر	نباتات کا ذکر	جنات کا ذکر	ملائکہ کا ذکر
حوالہ سورت						

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

(۵) آخرت پر ایمان

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- عقیدۂ آخرت کے جامع تعارف مختلف مذاہب میں تصورِ آخرت اور عقیدۂ آخرت کے عقلی و نقلی دلائل سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
- برزخ، حشر نشر، میزان، پُل صراط، شفاعت اور حوضِ کوثر کے تصورات کو سمجھ سکیں۔
- جنّت اور جہنّم کی زندگی کا موازنہ کر سکیں۔
- عملی زندگی میں عقیدۂ آخرت کی اہمیت اور اس کے اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- دنیا کے عارضی ہونے اور عقیدۂ آخرت پر ایمان پختہ کر کے فکرِ آخرت کو اپنی زندگی کا اولین مقصد بنا سکیں۔
- عقیدۂ آخرت کے تناظر میں زیادہ سے زیادہ نیکی کرنے والے اور برائیوں سے اجتناب کرنے والے بن کر حصولِ شفاعت کی کوشش کر سکیں۔

لفظ آخرت کے معنی بعد میں آنے والی چیز کے ہیں۔ آخرت پر ایمان سے مراد یہ ہے کہ دنیا کی یہ زندگی ایک دن فنا ہو جائے گی۔ جس کے بعد ایک نئی زندگی شروع ہو گی۔ مرنے کے بعد انسانوں کو جزا و سزا اور حساب و کتاب کے لیے اٹھایا جائے گا جس دن انسانوں کا حساب و کتاب ہو گا اسے "یومِ آخرت" کہتے ہیں۔

یہ دنیا امتحان کی جگہ ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کو اختیار دے کر آزمائش کے لیے اس دنیا میں بھیجا ہے۔ یہ زندگی عارضی ہے۔ موت کے بعد اُخروی زندگی دائمی ہے۔ اس دنیا میں انسان کے اعمال کے پورے نتائج مرتب نہیں ہوتے بلکہ انسان کے اس دنیا کے اعمال کے مکمل نتائج آخرت کی زندگی میں ظاہر ہوں گے۔ اس دنیا کے خاتمے کا ایک دن مقرر ہے، جس طرح ہر چیز فنا ہو جاتی ہے اسی طرح ایک دن یہ دنیا بھی فنا ہو جائے گی اور اس کے بعد ایک نئی زندگی وجود میں آئے گی۔ اس دنیا کے خاتمے کے بعد جب ایک نیا نظام وجود میں آئے گا تو اللہ تعالیٰ انسانوں کو دوبارہ زندگی عطا فرمائے گا۔ انسانوں کے اعمال کا وزن کیا جائے گا اور انھیں نیک اعمال کی جزا اور برے اعمال کی سزا ملے گی۔

عقیدۂ آخرت تمام مذاہب کے عقائد میں سے اہم ترین عقیدہ ہے۔ تمام مذاہب کی تعلیم یہ ہے کہ انسان مرنے کے بعد ہمیشہ کے لیے فنا نہیں ہو گا بلکہ موت کے بعد اسے دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور اسے دنیا کے اچھے اور برے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا البتہ منکرینِ آخرت موت کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے، حساب کتاب اور جنت و دوزخ کا انکار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مشرکین کے شبہات اور اعتراضات ذکر کر کے ان کا عمدہ انداز میں جواب دیا ہے۔ مشرکین مکہ اس شک میں مبتلا تھے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ انسان کے مرنے کے بعد اور اس کے گل سڑ جانے کے بعد انھیں دوبارہ زندہ کیا جا سکتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ (سُوْرَةُ الرُّوْم: 27)

ترجمہ: "اور وہی ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا فرماتا ہے پھر وہی اسے دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ اس پر بہت آسان ہے۔"

Web version of PECTAA textbook Not for sale

قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد انسان کو دوبارہ زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے بہت آسان ہے۔ انسانی عقل بھی عقیدۂ آخرت کو تسلیم کرتی ہے۔ ہر سلیم الفطرت شخص یہ مانتا ہے کہ اعمال کا بدلہ ملتا ہے کسی نے اچھا عمل کیا ہو تو اسے اچھا بدلہ ملے گا اور کسی نے برا عمل کیا ہو تو اسے بُرا بدلہ ملے گا۔ اگر انسان بفرضِ محال یہ تسلیم کر لے کہ موت کے بعد کوئی زندگی نہیں ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ اشرف المخلوقات انسان کو اس کائنات میں عبث پیدا کیا گیا ہے اور اس کے اعمال کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے جب کہ ایسا ہونا محال ہے کہ اس ساری کائنات کو بے کار اور بے مقصد پیدا کیا گیا ہو۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''ہم نے آسمانوں اور زمینوں کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیل کے طور پر نہیں بنایا ہم نے ان کو صرف حق کے ساتھ (با مقصد) پیدا کیا۔'' (سُوْرَۃُ الدُّخَان: 40-38)

چناں چہ عقل سلیم اس بات کو تسلیم کرنے کا تقاضا کرتی ہے کہ ایک دن ایسا ضرور ہونا چاہیے جس دن نیکو کاروں کو ان کے نیک اعمال کی اچھی جزا دی جائے اور بُرے اعمال کرنے والوں کو سزا دی جائے اور وہ دن قیامت کا دن ہے جس دن تمام انسانوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔

انسان کے اعمال کی جزا و سزا کا یہ سلسلہ اس کی موت کے بعد برزخ کی صورت میں شروع ہو جاتا ہے۔ برزخی زندگی کا یہ مرحلہ صُور پھونکنے تک جاری رہے گا۔ قیامت قائم ہونے کے بعد جب تمام انسانوں کو اکٹھا کرنے کے لیے صور پھونکا جائے گا تو برزخی زندگی کا مرحلہ ختم ہو جائے گا اور حشر نشر کا مرحلہ شروع ہو جائے گا۔ تمام لوگ اپنی اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ انھیں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے کے لیے ایک بہت بڑے میدان میں اکٹھا کیا جائے گا۔ اس دن سورج مخلوق کے انتہائی قریب ہوگا اور لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں گے۔ گناہ گاروں کے لیے یہ دن بہت سخت اور ہولناک ہوگا۔ ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی اور ان پر ذلت چھا رہی ہوگی۔ ان کے چہرے غبار آلود ہوں گے اور ان پر سیاہی چڑھی ہوگی جب کہ ایمان والوں کے چہرے نورانی ہوں گے وہ عرش کے سایہ میں ہوں گے اور ان کے دائیں بائیں نور ہوگا اور انھیں جنت کی خوش خبریاں مل رہی ہوں گی۔

اعمال کا وزن کرنے کے لیے ترازو نصب کیا جائے گا اور کسی انسان پر ذرا برابر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ جن لوگوں کے نیک اعمال کا پلڑا بھاری ہوگا ان اہل ایمان کو ان کے اعمال نامے دائیں ہاتھ میں دے کر یہ خوش خبری دی جائے گی کہ تم جنت میں داخلے کے مستحق ہو جب کہ کفار و منافقین اور جن کے گناہوں کا پلڑا بھاری ہوگا ان کے اعمال نامے بائیں ہاتھ میں تھما کر انھیں دوزخ میں جانے کی وعید سنائی جائے گی۔

میدانِ محشر میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کو میٹھے پانی کا حوض عطا کیا جائے گا جس کا پانی جنت کی ایک نہر (کوثر) سے آ رہا ہوگا اور وہ پانی شہد سے زیادہ میٹھا، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور دودھ سے زیادہ سفید ہوگا۔ اہل ایمان نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے ہاتھوں حوض کوثر سے پانی پییں گے جس کی برکت سے انھیں جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہیں لگے گی جب کہ کفار و مشرکین اور مرتدین کو حوض کوثر کے پانی سے محروم کر دیا جائے گا۔

Web version of FECTA textbook
Not for sale

اس کے بعد جنت اور جہنم کا مرحلہ ہوگا۔ اس مرحلہ پر لوگوں کو ایک پل سے گزارا جائے گا جسے پُل صراط یا جَسرِ جهنم کہتے ہیں۔ اس پل کے نیچے جہنم کی آگ کے شعلے بھڑک رہے ہوں گے۔ پل کے دوسری جانب جنت ہوگی۔ نیک لوگ پلک جھپکتے ہی پل سے گزر جائیں گے جب کہ گناہ گاروں کے لیے ان کے گناہوں کے حساب سے پل سے گزرنے میں مشکلات ہوں گی جن کے گناہ زیادہ ہوں گے وہ اس پل سے جہنم میں گر جائیں گے۔

اہلِ ایمان میں سے فاسق و فاجر لوگوں کو ان کی سزا پوری ہونے کے بعد جہنم سے نکال لیا جائے گا جب کہ کفار ہمیشہ کے لیے دوزخ میں رہیں گے۔

روزِ قیامت اور شفاعت

شفاعت کے معنٰی "سفارش" کے ہیں۔ شفاعت کی دو قسمیں ہیں:

شفاعتِ کبریٰ: شفاعت کبریٰ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی خصوصیت ہے۔ اس شفاعت کا فائدہ پوری انسانیت کو ہوگا کیوں کہ اس کی وجہ سے حساب کے انتظار کی سختی ختم ہوجائے گی اور حساب شروع ہو جائے گا۔ اسی شفاعت کو مقامِ محمود کہتے ہیں۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے عرض کیا گیا کہ مقامِ محمود کیا ہے؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: مقامِ محمود شفاعت ہی ہے۔ (جامع ترمذی:3148)

شفاعت صغریٰ: قیامت کے دن نبی کریم خاتم النبیین ﷺ اور دیگر انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وملائکہ، علما و شہداء، صالحین، قرآن مجید اور روزے وغیرہ اللہ تعالیٰ کے حضور انسانوں کی شفاعت کریں گے۔

شفاعت میں زور اور زبردستی نہیں ہوگی، اللہ تعالیٰ پر کسی کا زور نہیں چلے گا، اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا شفاعت کا اذن عطا فرمائے گا۔

عملی زندگی میں عقیدۂ آخرت کے اثرات

عقیدۂ آخرت کے انسانی زندگی پر مرتب ہونے والے اہم اثرات درج ذیل ہیں:

۱۔ نیک اعمال کی طرف رغبت

عقیدۂ آخرت کا حامل شخص یہ یقین رکھتا ہے کہ اس کے تمام اعمال اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اسے ان اعمال کی جزا عطا فرمائے گا لہٰذا وہ نیک اعمال کثرت سے بجالانے کی کوشش کرتا ہے تاکہ قیامت کے دن اس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو۔

۲۔ برائی سے اجتناب

عقیدۂ آخرت پر ایمان رکھنے والے شخص کو یہ یقین ہوتا ہے کہ یہ دنیا دارالعمل ہے اور اس کے ایک ایک اچھے اور بُرے عمل کا بدلہ روزِ قیامت ضرور ملے گا لہٰذا وہ بُرے اعمال سے گریز کرنے لگتا ہے تاکہ آخرت میں سزا سے بچ سکے اور نیک اعمال بجالانے کی کوشش کرتا ہے تاکہ روزِ قیامت ان کی جزا پا سکے۔

۳۔ حقوق کا احترام

عقیدۂ آخرت کا حامل شخص اپنے فرائض اور دوسروں کے حقوق کا احترام کرتا ہے کیوں کہ اسے اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ

Web version of PECTAA textbook Not for sale

دوسروں کے حقوق ادا نہ کرنے کی صورت میں روزِ قیامت اسے جواب دینا پڑے گا اور حقوق العباد ادا نہ کرنے کی صورت میں اس کی نیکیاں اس شخص کو دے دی جائیں گی جس کے حقوق اس نے ادا نہیں کیے تھے یا اُس کے گناہ اس شخص کے اعمال نامے میں ڈال دیے جائیں گے یوں یہ شخص حقوق و فرائض کا احترام کرتا ہے۔

۴۔ صبر و تحمل کا حصول

عقیدۂ آخرت پر ایمان رکھنے سے انسان میں صبر و تحمل پیدا ہوتا ہے کیوں کہ عقیدۂ آخرت پر ایمان رکھنے والے شخص کو یہ یقین ہوتا ہے کہ دنیا میں جتنی بھی تکالیف اور مصیبتیں پیش آئیں گی روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے ہاں انسان کو ان کا اجر ملے گا اور وہ انسان کے لیے بلندی درجات کا باعث بنیں گی لہٰذا وہ ہر طرح کی مصیبت اور تکلیف کا صبر و تحمل سے مقابلہ کرتا ہے۔

۵۔ تعمیرِ سیرت

عقیدۂ آخرت پر یقین رکھنے کی وجہ سے انسان میں عمدہ اخلاق پیدا ہوتے ہیں اور انسانی سیرت و کردار کی تعمیر ہوتی ہے۔ یہ عقیدہ اسے اچھے اخلاق پر ابھارتا ہے۔ یوں وہ اچھے اخلاق کا مظاہرہ کر کے معاشرے میں اخلاقِ حسنہ کے فروغ کا باعث بنتا ہے۔

۶۔ بہادری و سرفروشی

عقیدۂ آخرت پر یقین رکھنے کی وجہ سے انسان کے اندر یہ جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ زندگی اور موت کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ اسے ایک دن موت آنی ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے، اس کی جان اللہ تعالیٰ کی امانت ہے، اس لیے وہ اپنی جان اللہ تعالیٰ کے راستے میں قربان کرنے سے گریز نہیں کرتا اور خوشی سے شہادت کے مرتبے پر فائز ہو جاتا ہے۔

مشق

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) انسانوں کے اعمال کا وزن کیا جائے گا:

(الف) میزان پر (ب) پلِ صراط پر (ج) حوضِ کوثر پر (د) مقامِ محمود پر

(ii) دنیا کی زندگی ہے:

(الف) مثالی (ب) تکمیلِ خواہشات کی (ج) ہمیشہ رہنے والی (د) عارضی

(iii) برزخی زندگی کا مرحلہ ختم ہوتا ہے:

(الف) میزان نصب کرنے پر (ب) پلِ صراط سے گزرنے پر
(ج) حوضِ کوثر پر (د) صور پھونکنے پر

Web version of NECTAA textbook Not for sale

(iv) قیامت کے دن نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی سفارش پر شروع ہوگا:

(الف) جزا و سزا کا عمل (ب) حساب کتاب کا عمل

(ج) پل صراط سے گزرنے کا عمل (د) صُور پھونکنے کا عمل

(v) عقیدۂ آخرت پر ایمان رکھنے والا شخص نظر رکھتا ہے:

(الف) دنیوی نفع پر (ب) دنیوی نقصان پر (ج) حساب کتاب پر (د) اخروی نتائج پر

سوال نمبر 2: مختصر جواب دیں۔

(i) عقیدۂ آخرت کے بارے قرآن مجید کی تعلیمات مختصراً بیان کریں۔

(ii) آخرت میں مسلمانوں کو کس قسم کی نعمتوں سے نوازا جائے گا؟

(iii) قرآن مجید نے مشرکین کے دوبارہ زندہ کیے جانے کے شبہات کا کیسے رد کیا ہے؟

(iv) حوضِ کوثر کے بارے میں مختصراً تحریر کریں۔

(v) شفاعتِ کبریٰ سے کیا مراد ہے؟

سوال نمبر 3: تفصیلی جواب دیں۔

- عقیدۂ آخرت پر مفصل نوٹ تحریر کریں۔

Web version of PECTAA textbook - Not for sale

سرگرمیاں برائے طلبہ و اساتذہ کرام

- عقیدۂ آخرت (برزخ، حشر نشر، میزان، شفاعت، حوضِ کوثر، جنت، جہنم) سے متعلق قرآن و حدیث سے معلومات تلاش کر کے کمرا جماعت میں پیش کریں۔
- عقیدۂ آخرت سے متعلق مستند دینی کتب کا مطالعہ کریں اور مذکورہ موضوعات کے حوالہ جات تحریر کریں۔
- جنت اور جہنم کی زندگی کے موازنے پر مبنی چارٹ بنائیں جس میں ان کے نام، وسعت، ملائکہ کے نام، دروازوں کی تعداد وغیرہ کا ذکر ہو۔
- انسانی زندگی کے دیے گئے مراحل کو ترتیبِ زمانی میں لکھیں۔

عالمِ برزخ	عالمِ حشر	جنت یا جہنم	عالمِ دنیا	عالمِ ارواح	بطنِ مادر

(2) عبادات

(الف) فلسفۂ نماز

حاصلاتِ تعلُّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- نماز کی اہمیت، فلسفے اور احکام کو سمجھ سکیں۔
- نماز میں خشوع وخضوع اور اخلاص کی اہمیت کا ادراک کر سکیں۔
- نماز کے روحانی وجسمانی فوائد اور معاشرتی اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- عملی زندگی میں نماز باجماعت کی پابندی کر سکیں۔
- خشوع وخضوع اور اخلاص کے ذریعے تزکیۂ نفس کر سکیں۔

نماز کی اہمیت

نماز، ارکانِ اسلام میں توحید و رسالت کی شہادت کے بعد اہم ترین رکن ہے۔ احکام اسلام میں نماز کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ قرآن مجید میں نماز قائم کرنے کا حکم کثرت سے وارد ہوا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿31﴾ (سُوْرَةُ الرُّوْم: 31)

ترجمہ: ''اور نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جانا۔''

ارشادِ نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ، شَهَادَةِ أَنْ لَّآ اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ، وَإِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ، وَالْحَجِّ ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ (صحیح بخاری: 8)

ترجمہ: ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم کی گئی ہے: یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں اور بے شک حضرت محمد (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے سچے رسول ہیں، اور نماز قائم کرنا اور زکوۃ دینا اور حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا''

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کو دین کا ستون قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ، وَعَمُوْدُهُ الصَّلٰوةُ (جامع ترمذی: 2616)

ترجمہ: ''دین کی اصل اسلام ہے اور اس کا ستون (عمود) نماز ہے۔''

نماز تمام سابقہ امتوں پر بھی فرض رہی ہے۔ تمام انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام اپنی امتوں کو نماز کی تاکید فرماتے رہے۔ نبی کریم

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی امت کو نماز کی بہت زیادہ تاکید فرمائی، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کے بارے میں سوال میں کیا جائے گا (سنن ابن ماجہ:1425) ۔ نماز کی فرضیت قرآن وسنّت سے ثابت ہے جو شخص نماز کی فرضیت کا انکار کرے یا اس میں شک کرے یا نماز کا مذاق اڑائے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا ۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نماز کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

تم کیا سمجھتے ہو اگر تم میں سے کسی کے گھر کے سامنے نہر ہو جس سے وہ ہر روز پانچ مرتبہ نہاتا ہو، کیا اس (کے جسم) کا کوئی میل کچیل باقی رہ جائے گا؟" صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: اس کا کوئی میل کچیل باقی نہیں رہے گا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہی پانچ نمازوں کی مثال ہے، اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے گناہوں کو صاف کر دیتا ہے۔ (صحیح مسلم:667)

نماز ایک مخصوص عبادت ہے جو کہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو سکھائی ہے اور ارشاد فرمایا کہ نماز اس طرح ادا کرو جیسے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔ (صحیح بخاری:6008)

فلسفۂ نماز

نماز کا بنیادی مقصد اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ایک مضبوط روحانی تعلق قائم کرنا ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ کے قرب کا مؤثر ترین ذریعہ ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی نماز میں ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے۔ (صحیح بخاری:417)

دن میں پانچ مرتبہ نماز ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک گہرا روحانی تعلق قائم ہوتا ہے۔ یہ تعلق بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت، خوف، اور خشیت پیدا کرتا ہے، جو اس کی زندگی کے ہر پہلو پر اثر انداز ہوتا ہے۔ نماز انسان کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنے، اپنی عاجزی کا اظہار کرنے اور اس کی عظمت کا اعتراف کرنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔ نماز انسان کو یاد دہانی کرواتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے اور اسی کے فضل و کرم پر اس کی زندگی کا دارومدار ہے۔ سجدہ، جو نماز کا اہم حصہ ہے، انسان کے دل میں عجز و انکساری کی کیفیت پیدا کرتا ہے اور اسے اپنے نفس کی بڑائی اور غرور سے بچاتا ہے۔ نماز بندے کو برائیوں اور گناہوں سے بچاتی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ (سُوْرَةُ العَنْكَبُوْت:45)

ترجمہ: "بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی اور برے کاموں سے۔"

نماز انسان کے دل کو صاف کرتی ہے، اس کے خیالات اور اعمال کو نیک بناتی ہے، اور اسے ایک صالح زندگی گزارنے کی تحریک دیتی ہے۔

دن میں پانچ مرتبہ نماز ادا کرنے سے انسان اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں ہوتا اور دن میں متعدد بار باوضو ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونا، عاجزی کے ساتھ اس کے حضور کھڑے ہونا، جھکنا اور سجدہ کرنا انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرماں برداری اور محبت کی ضمانت فراہم کرتا ہے اور اس طرح انسان غفلت اور گناہوں سے بچ جاتا ہے۔

Web version of PECTAA textbook Not for sale

نماز کے احکامات

نماز سفر، حضر، تنگی، خوش حالی، خوشی، غمی، صحت، بیماری، جنگ، امن الغرض ہر حالت میں فرض ہے۔ نماز کسی صورت بھی معاف نہیں ہے لیکن امت کی سہولت کی خاطر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے بعض ناگزیر حالات میں نماز کو مختصر پڑھنے یا بیماری کی حالت میں بیٹھ کر، لیٹ کر یا اشاروں کے ساتھ پڑھنے کی رخصت عطا فرمائی ہے۔ ایک دن میں پانچ نمازیں بالترتیب فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء اپنے اپنے اوقات مقررہ میں فرض ہیں۔ نماز ادا کرنے سے پہلے وضو کو نماز کے لیے شرط قرار دیا گیا ہے، یعنی بغیر وضو کے نماز نہیں ہوتی البتہ امت کی سہولت کے لیے سخت بیماری کی حالت میں یا پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کی اجازت دی گئی ہے۔ اسی طرح نماز کی جگہ کا پاک ہونا، جسم اور جسم پر موجود کپڑوں کا پاک ہونا، ستر کا چھپا ہونا، نماز کا وقت ہونا، قبلہ کی طرف رخ کرنا اور نماز کی نیت کرنا، نماز کی شرائط میں سے ہیں۔

نماز کے دوران میں نظروں کو گھمانا، آسمان کی طرف دیکھنا، مسلسل کپڑے درست کرتے رہنا اور انگلیاں چٹخانا، کھنگورتے رہنا، ہلتے جلتے رہنا ناپسندیدہ امور ہیں ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ان امور میں مشغول ہونے سے نماز کا خشوع وخضوع متاثر ہوتا ہے۔ خشوع سے مراد انسان کے ظاہری اعضا کا عاجزی وانکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھک جانا اور خضوع سے مراد انسان کے دل اور خیالات کا اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا ہے۔ خشوع وخضوع کو نماز کی روح قرار دیا گیا ہے۔ خشوع وخضوع کے ساتھ نماز ادا کرنے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿1﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ﴿2﴾ (سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْن: 1-2)

ترجمہ: ''یقیناً ایمان والے کامیاب ہو گئے۔ جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں۔''

حدیثِ مبارک میں خشوع وخضوع کی کیفیت کو یوں بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے سینے سے رونے کی وجہ سے چکی کی آواز کے مانند آواز آتی تھی۔ (سنن ابی داود: 904)

اسی طرح نبی کریم خاتم النبیین ﷺ امت کو بھی نماز میں خشوع وخضوع کی ترغیب دیا کرتے تھے چناں چہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ سے سنا کہ جو مسلمان فرض نماز کا وقت پائے اور اچھی طرح وضو کرے اور خشوع وخضوع سے نماز ادا کرے تو وہ نماز اس کے تمام پچھلے گناہوں کے لیے کفارہ ہو جائے گی۔ (صحیح مسلم: 228) نماز میں خشوع وخضوع کے ساتھ ساتھ اخلاص کی تاکید کرتے ہوئے ریاکاری سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴿2﴾ (سُوْرَةُ الزُّمَر: 2)

ترجمہ: ''تو آپ اللہ کی عبادت کیجیے اس کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے۔''

نماز میں ریاکاری سے بچنے کی تاکید کرتے ہوئے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جس نے ریاکاری سے نماز ادا کی اس نے شرک کیا۔ (مسند احمد: 17140)

نماز قائم کرنے کا فلسفہ بھی یہی ہے کہ نماز کو خشوع وخضوع اور اخلاص کے ساتھ ادا کیا جائے، مکمل شرائط وآداب کو ملحوظ رکھا

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

جائے اور ہر اس عمل سے بچا جائے جو نماز کے ثواب کو ضائع کرنے کا سبب بنے۔

نماز قائم کرنے کے ساتھ ساتھ قرآن و حدیث میں نماز باجماعت ادا کرنے کی تاکید کی گئی ہے چناں چہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ ارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿43﴾ (سُوْرَةُ الْبَقَرَة:43)

ترجمہ: ''اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔''

اس آیتِ مبارکہ میں نماز قائم کرنے کے ساتھ ساتھ رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرنے کی تاکید ہے جو کہ نماز باجماعت ادا کرنے کی صورت ہے۔ احادیثِ مبارکہ میں نماز باجماعت ادا کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے ایک موقع پر ارشاد فرمایا گیا ہے:

باجماعت نماز اکیلے کی پچیس نمازوں کے برابر (فضیلت رکھتی) ہے۔ (صحیح مسلم:649)

اور ایک دوسرے موقع پر باجماعت نماز ادا کرنے (کے ثواب) کو ستائیس نمازوں کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ (صحیح بخاری:645)

دن میں پانچ مرتبہ اذان کی آواز اس بات کی طرف توجہ دلاتی ہے کہ نماز کو باجماعت ادا کیا جائے۔ باجماعت نماز ادا کرنے سے نظم و ضبط کی فضا قائم ہوتی ہے اور پابندیِ قوانین کی تربیت ہوتی ہے۔ اسلام کے معاشرتی نظام کے احیا کا اعلان ہوتا ہے۔ نماز سے اسلام کے حسنِ تہذیب کے تصور کو جلا ملتی ہے۔

نماز کے فوائد

نماز کو مکمل آداب کے ساتھ ادا کرنے سے بے شمار روحانی و جسمانی فوائد حاصل ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے حکم کی فرماں برداری ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم رہتا ہے ذکرِ الٰہی کی صورت میں دل کو سکون اور اطمینان کی دولت میسر آتی ہے، احساسِ بندگی قائم رہتا ہے اور انسان اللہ تعالیٰ کی خوش نودی اور بے شمار اجر و ثواب کا حق دار ٹھہرتا ہے، اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور وہ برائیوں سے بچ جاتا ہے۔ جب انسان نماز کے لیے دن میں پانچ مرتبہ وضو کرتا ہے تو سارا دن ہاتھ، چہرہ اور پاؤں دھلنے سے انسانی جسم ہر قسم کی غلاظت سے پاک صاف اور تر و تازہ رہتا ہے اور انسانی صحت پر اس کے اچھے اثرات پڑتے ہیں۔ اسی طرح نماز کی حالت میں رکوع اور سجود کی ہیئت بھی اپنے اندر بے شمار طبی فوائد رکھتی ہے کہ سجدے کی حالت میں خون سر کی نالیوں میں وافر مقدار میں آسانی سے پہنچ جاتا ہے اور دماغ تر و تازہ ہو جاتا ہے۔

نماز کے ان انفرادی اور روحانی و جسمانی فوائد کے ساتھ ساتھ بے شمار اجتماعی و معاشرتی فوائد بھی ہیں۔ تنہا نماز پڑھنے کی بجائے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی ترغیب و تاکید اسی لیے کی گئی ہے کہ نماز کے اجتماعی و معاشرتی فوائد حاصل ہوں۔ نماز باجماعت ادا کرنے سے اطاعتِ امیر کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ باہمی ہمدردی، محبت اور یگانگت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، دوسرے مسلمان بھائیوں کے حالات سے آگاہی ہوتی ہے جس سے غم گساری کے جذبات پروان چڑھتے ہیں۔ معاشرتی تفاوت کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے اور ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر اکٹھے نماز پڑھنے سے مساوات اور برابری کا درس ملتا ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم قرآن و سنت کی روشنی میں نماز کو خشوع و خضوع کے ساتھ قائم کریں تا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راضی کر سکیں اور دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکیں۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

مشق

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) توحید و رسالت کی شہادت کے بعد اسلام کا اہم ترین رکن ہے:

(الف) نماز (ب) روزہ (ج) حج (د) زکوٰۃ

(ii) ارشادِ باری تعالیٰ کے مطابق بے حیائی اور برائی سے روکنے والا عمل ہے:

(الف) روزہ (ب) حج (ج) عمرہ (د) نماز

(iii) دین کا ستون ہے:

(الف) نماز (ب) صدقہ و خیرات (ج) کمزوروں کی مدد (د) بڑوں کا ادب

(iv) نہر میں غسل کرنے کی مثال میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ترغیب دی ہے:

(الف) پانچوں وقت نماز کی (ب) نمازِ تہجد کی (ج) نمازِ تراویح کی (د) نمازِ جنازہ کی

(v) اطاعتِ امیر کا جذبہ پیدا ہوتا ہے:

(الف) باجماعت نماز ادا کرنے سے (ب) پنج گانہ نماز ادا کرنے سے

(ج) وقت پر نماز ادا کرنے سے (د) نوافل ادا کرنے سے

سوال نمبر 2: مختصر جواب دیں۔

(i) نماز کی اہمیت مختصراً بیان کریں۔

(ii) باجماعت نماز کے عملی زندگی پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

(iii) نماز میں خشوع و خضوع سے کیا مراد ہے؟

(iv) نماز کی کوئی سی دو شرائط تحریر کریں۔

(v) نماز کے کوئی سے دو فوائد تحریر کریں۔

سوال نمبر 3: تفصیلی جواب دیں۔

- نماز کی اہمیت اور اس کے فوائد و ثمرات پر جامع نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ و اساتذہ کرام

- طلبہ مستند کتب کے ذریعے سے اور اپنے بڑوں سے نماز کے احکام و مسائل سمجھیں۔
- نماز میں خشوع و خضوع پیدا کرنے کی تدابیر تلاش کر کے اپنی نوٹ بک میں لکھیں۔
- سبق میں دی گئی نماز کی حکمتوں اور فضائل کے علاوہ مزید تلاش کریں۔
- نماز بے حیائی اور برائی سے روکنے میں کیسے مددگار ہوتی ہے؟ اس موضوع پر تقریر کا اہتمام کریں۔
- نماز باجماعت کے ذریعے سے درج ذیل میں سے آپ نے کون سی صفات و اثرات محسوس کیے؟ نشان دہی کریں۔

وقت کی پابندی	نظم و ضبط	خشوع و خضوع	عاجزی	اللہ تعالیٰ کا خوف محسوس ہونا	مساوات	جسمانی چستی

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

(ب) فلسفۂ زکوٰۃ وصدقات

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- زکوٰۃ کی فرضیت اور حکمتوں کو جان سکیں۔
- عشر اور خمس کے متعلق جان سکیں۔
- زکوٰۃ کے احکام ومسائل، آداب اور عاملین زکوٰۃ کی تحدید کو سمجھ سکیں۔
- زکوٰۃ، عشر اور خمس کی حکمت اور فضائل سے آگاہ ہو سکیں۔
- اسلام کے معاشی نظام میں زکوٰۃ وصدقات کے اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- صاحبِ نصاب ہونے کی صورت میں اپنے گھر والوں، بزرگوں یا علمائے کرام کی مدد سے زکوٰۃ کا حساب کر سکیں۔
- زکوٰۃ وصدقات کو مستحقین تک پہنچانے کا ذریعہ بن سکیں۔
- صدقات اور رفاہِ عامہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے بن سکیں۔

زکوٰۃ کا مفہوم

زکوٰۃ کے لغوی معنٰی، پاک ہونا، نشوونما پانا اور بڑھنے کے ہیں۔ اصطلاح میں زکوٰۃ سے مراد وہ مالی عبادت ہے جو ہر عاقل و بالغ، صاحبِ نصاب مسلمان پر، اڑھائی فیصد کی شرح سے سال میں ایک مرتبہ فرض ہے۔ جو مسلمان زکوٰۃ ادا کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنا مال پاک کر لیتا ہے اور اس کا دل بھی دولت کی ہوس سے پاک ہو جاتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمۡ وَتُزَكِّيۡهِمۡ (سُوۡرَةُ التَّوۡبَة: 103)

ترجمہ: "آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے مال میں سے صدقہ لیجیے تا کہ آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) انھیں پاک کریں اور اس کے ذریعہ ان کا تزکیہ کریں۔"

زکوٰۃ کی فرضیت

زکوٰۃ یکم رمضان المبارک 2 ہجری کو فرض ہوئی۔ زکوٰۃ کا مکمل نظام 9 ہجری فتح مکہ کے بعد نافذ ہوا۔ زکوٰۃ فرض حکم ہے، اس کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بعض عرب قبائل نے مسلم حکومت کو زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان کے خلاف جہاد کیا اور اسلام کے اس حکم کو نافذ کیا۔

زکوٰۃ کے لازم ہونے کے لیے ضروری ہے کہ انسان عاقل، بالغ مسلمان اور آزاد ہو اور اسے صاحب نصاب ہوئے ایک قمری سال گزر چکا ہو اور اس کا مال، قرض اور بنیادی ضروریاتِ زندگی مثلاً گھر کے سامان، کھانے، پینے اور پہننے سے زائد ہو۔ یاد رہے کہ مال زکوٰۃ کا نصاب سال کے شروع اور آخر میں اگر پورا ہو تو زکوٰۃ فرض ہو گی سال کے دوران اس مال میں کمی ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ سال کے

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

آخر میں موجود تمام مال پر زکوۃ دینا لازم ہوگی۔

نصاب زکوٰۃ

زکوٰۃ کا نصاب ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولے سونا یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی قیمت کے برابر ہے، جس پر اڑھائی فی صد (چالیسواں حصہ) زکوٰۃ ہے۔ جانوروں پر زکوٰۃ کا نصاب پانچ اونٹ، 30 گائے اور بھینسیں اور 40 بکریاں ہیں جن پر سال گزرنے کے بعد ان کی مقررہ شرح کے ساتھ زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے۔ یہاں جانوروں سے مراد وہ جانور ہیں جو نسل بڑھانے کی نیت سے رکھے ہوں اور وہ جانور جو سال کے اکثر حصہ میں جنگل وغیرہ میں چرتے ہوں ایسے جانور جو خرید و فروخت کے لیے رکھے ہوں وہ مال تجارت ہیں ان پر مال تجارت کے احکام لاگو ہوں گے۔

اس کے علاوہ نقدی، مال تجارت اور ضرورت سے زائد تمام اشیاء پر بھی اڑھائی فی صد کی شرح سے سال کے بعد زکوۃ ادا کرنا لازم ہے۔ مال تجارت سے مراد وہ سامان ہے جسے تجارت کی نیت سے خریدا گیا ہو اس پر زکوۃ لازم ہوگی۔ صاحبِ نصاب مسلمان کو اپنے تمام اثاثہ جات کا حساب لگا کر پوری ذمہ داری کے ساتھ ہر سال زکوۃ ادا کرنی چاہیے۔

مصارفِ زکوٰۃ (زکوٰۃ کہاں خرچ کی جائے)

دینِ اسلام نے زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دینے کے ساتھ ساتھ ان مصارف کی طرف بھی راہ نمائی فرمائی ہے جن کو زکوٰۃ کا مال دیا جائے گا۔ مصارفِ زکوٰۃ آٹھ ہیں:

- فقرا
- مساکین
- عاملین (زکوٰۃ اکٹھی کرنے والا عملہ)
- تالیفِ قلوب (اسلام کی طرف رغبت کے لیے دل جوئی)
- غلام آزاد کرنے کے لیے
- قرض داروں کا قرض ادا کرنا
- فی سبیل اللہ (فروغ دین کے امور)
- مسافر

عُشر

عشر کا لغوی معنیٰ "دسواں حصہ" (10 فی صد) ہے۔ دینی اصطلاح میں یہ زمینی پیداوار کی زکوٰۃ ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۚ (سُوْرَةُ الْاَنْعَام: 141)

ترجمہ: اور اس کی کٹائی کے دن اس کا حق ادا کرو۔

جو زمین بارش یا چشموں سے سیراب ہو اس پر عشر یعنی پیداوار کا دسواں حصہ (10 فی صد) ہے اور جس زمین کو کنویں کے پانی یا مصنوعی طریقے سے سیراب کیا جائے اس پر نصف عشر یعنی پیداوار کا بیسواں حصہ (5 فی صد) ہے۔

سرکاری ٹیکس وغیرہ ادا کرنے سے عشر ادا نہیں ہوتا۔ عشر بھی زکوٰۃ کی طرح ہی ہے، فرق صرف یہ ہے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے اور عشر زمینی پیداوار کا، زکوٰۃ کی ادائی کے لیے مال یا سامان وغیرہ پر سال کا گزرنا ضروری ہے جب کہ عشر میں سال کا گزرنا ضروری نہیں بلکہ اگر دو یا

Web version of PECTAA textbook Not for Sale

زائد مرتبہ فصل ہوتی ہے تو ہر مرتبہ عشر ادا کرنا ضروری ہے۔

خُمس

خمس سے مراد مال کا پانچواں حصہ ہے۔ وہ مال جو دشمنانِ اسلام سے جنگ کے دوران ہاتھ آئے اسے "مالِ غنیمت" کہتے ہیں۔ مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ، اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ، آپ خاتم النبیین ﷺ کے رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

> اور جان لو کہ تم جو کوئی چیز غنیمت میں حاصل کرو تو بے شک اس کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور رسول (خاتم النبیین ﷺ) کے لیے اور رسول (خاتم النبیین ﷺ) کے رشتہ داروں کے لیے اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں (کے لیے) ہے۔ (سُورۃُ الْاَنْفَال: 41)

عاملینِ زکوٰۃ کی ذمہ داری

جو لوگ زکوٰۃ وصول کر کے انھیں مستحقین میں تقسیم کرنے کا بیڑہ اٹھاتے ہیں، انھیں اس فریضے کو انتہائی دیانت داری سے ادا کرنا چاہیے۔ اجتماعی اموال میں خیانت کا جرم بہت سنگین جرم ہے۔ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی کوئی ذمہ داری عطا کی اور اس کا انتقال اس حال میں ہوا کہ وہ اس ذمہ داری میں خیانت اور کھوٹ سے کام لے رہا تھا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنّت کو حرام فرما دے گا۔ (صحیح بخاری: 7151) ذاتی طور پر زکوٰۃ ادا کرنے کی بجائے محلہ اور حکومتی سطح پر اہلِ خیر حضرات زکوٰۃ کو جمع کر کے مصارفِ زکوٰۃ میں تقسیم کرنے کا اہتمام کریں۔

اسلام کے معاشی نظام میں زکوٰۃ کی اہمیت

اسلام کے معاشی نظام میں زکوٰۃ کو وہی حیثیت حاصل ہے جو انسانی جسم میں روح کو حاصل ہے۔ زکوٰۃ سے غربت اور بے روزگاری کا خاتمہ ہوتا ہے اور فلاحی معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ دولت گردش میں رہتی ہے جس سے انسانوں کی بنیادی ضروریات پوری ہوتی رہتی ہیں اور دولت صرف چند ہاتھوں تک محدود نہیں رہتی۔

زکوٰۃ کے نظام سے جرائم اور ظلم کے خاتمے میں مدد ملتی ہے۔ گداگری رک جاتی ہے۔ زکوٰۃ ادا ہونے سے طبقاتی تقسیم ختم ہو جاتی ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے سے انسان کے پاس باقی رہ جانے والا مال پاک ہو جاتا ہے اور اس کی برکت سے انسان باطنی بیماریوں مثلاً بخل وغیرہ سے پاک ہو جاتا ہے۔ اگر زکوٰۃ و صدقات، عشر اور خمس کا نظام صحیح معنٰی میں نافذ کر دیا جائے تو غربت کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے سے امیر لوگوں کے مال میں برکت آتی ہے، بیماریاں اور آفتیں دور ہونے کے ساتھ ساتھ غریبوں کا بھی بھلا ہوتا ہے اور انھیں زندگی گزارنے کے لیے ضروری اسباب میسر آ جاتے ہیں۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

مشق

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) ارشادِ ربانی کے مطابق زکوٰۃ کی فرضیت کا مقصد ہے:

(الف) پاکیزگی (ب) گردشِ دولت (ج) غربت کا خاتمہ (د) نفرتوں کا خاتمہ

(ii) منکرینِ زکوٰۃ کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اقدام کیا:

(الف) جہاد کا (ب) جلاوطنی کا (ج) قید کا (د) بائیکاٹ کا

(iii) مصنوعی طریقے سے سیراب ہونے والی زمین پر عشر کی شرح ہے:

(الف) اڑھائی فی صد (ب) پانچ فی صد (ج) سات فی صد (د) دس فی صد

(iv) مالِ غنیمت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا حصہ کہلاتا ہے:

(الف) عشر (ب) خمس (ج) صدقہ فطر (د) جزیہ

(v) زکوٰۃ ادا کرنے سے معاشرے سے ختم ہو جاتی ہے:

(الف) غربت (ب) بدسلوکی (ج) بدانتظامی (د) فضول خرچی

سوال نمبر 2: مختصر جواب دیں۔

(i) کوئی سے چار مصارفِ زکوٰۃ تحریر کریں۔

(ii) سونے اور چاندی پر زکوٰۃ کا نصاب تحریر کریں۔

(iii) عاملینِ زکوٰۃ کی ذمہ داریاں بیان کریں

(iv) اسلام کا نظامِ زکوٰۃ طبقاتی نظام کے خاتمے کا کیسے ضامن ہے؟

(v) اگر دس (10) تولے سونے کی قیمت تیس (30) لاکھ ہو تو اس پر کتنی زکوٰۃ ہوگی؟

سوال نمبر 3: تفصیلی جواب دیں۔

- زکوٰۃ کے احکام و مسائل اور معاشرتی اثرات پر نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ و اساتذہ کرام

- طلبہ اپنے گھر والوں، بزرگوں یا علمائے کرام کی مدد سے زکوٰۃ کا حساب کریں۔
- زکوٰۃ کے علاوہ فقرا و مساکین کی مدد کرنے کے دیگر طریقے اپنی نوٹ بک میں لکھیں۔
- زکوٰۃ و عشر کی حکمتیں تلاش کریں اور کمرا جماعت میں ساتھیوں کو بتائیں۔
- زکوٰۃ و صدقات، غربت ختم کرنے اور معاشی توازن قائم کرنے میں کیسے مددگار ثابت ہوتے ہیں؟۔ اس موضوع پر تحقیق کر کے کمرا جماعت میں مباحثے کا اہتمام کریں۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

(ج) فلسفۂ صَوم

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- مختلف مذاہب میں روزے کا فلسفہ، اسلام میں روزے کی فرضیت، فضیلت، احکام و مسائل (ادا، قضا، کفارہ اور فدیہ) اور اقسام سمجھ سکیں۔
- رمضان المبارک میں کیے جانے والے مسنون اعمال مثلاً قیام اللیل، کثرتِ صدقات، تلاوتِ قرآن مجید، مسنون دعائیں، اعتکاف، شبِ قدر اور فطرانہ کی حکمتوں سے آگاہ ہو سکیں۔
- عملی زندگی پر روزے کے اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- آداب کے ساتھ روزہ رکھ کر تقویٰ اور صبر جیسی صفات اپنانے والے بن سکیں۔
- رمضان المبارک کے مسنون اعمال (تلاوتِ قرآن، اعتکاف، صدقہ و خیرات اور فطرانہ) وغیرہ کا اہتمام کرنے والے بن سکیں۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

روزے کا مفہوم

قرآنِ مجید میں روزے کو صوم کہا گیا ہے ہیں۔ صوم کا معنیٰ ہے: رُک جانا۔ صبحِ صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک کھانے پینے اور بعض دوسری جائز خواہشات سے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے روکے رکھنا، روزہ کہلاتا ہے۔

روزے کی فرضیت و اہمیت

روزہ اسلام کا اہم رکن ہے، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر رمَضان المبارک کے روزے فرض فرمائے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿183﴾ (سُوْرَةُ الْبَقَرَة: 183)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم (نافرمانی سے) بچ سکو۔“

احادیث مبارکہ میں بھی رمضان شریف کے روزوں کی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

جس کسی نے رَمَضان کے روزے ایمان اور احتساب (برائیوں سے اجتناب) کی نیت سے رکھے اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ (صحیح بخاری: 1901)

قرآنِ مجید میں یہ بات واضح انداز میں بیان کی گئی ہے کہ روزے پچھلی امتوں پر بھی فرض کیے گئے تھے۔ اب بھی مختلف مذاہب کے ماننے والے لوگ روزہ رکھتے ہیں، اگرچہ ان کے روزوں کی نوعیت اور وقت مسلمانوں کے روزوں سے مختلف ہے۔

روزے کے احکام و مسائل

رمضان المبارک کے روزے ہر عاقل، بالغ، صحت مند اور مقیم مسلمان پر فرض ہیں۔ اگر کوئی مریض یا مسافر ہونے کی وجہ سے رمضان کا روزہ چھوڑ دے تو وہ بعد میں اس روزے کی قضا کرے گا۔ جو مسلمان اتنا بیمار ہو کہ اس کے کبھی بھی تن درست ہونے کی امید نہ ہو تو وہ ہر روزے کا فدیہ دے گا۔ روزے کا فدیہ ایک مسکین کو دو وقت یعنی صبح شام کا کھانا کھلانا ہے۔

اگر کوئی شخص جان بوجھ کر رمضان کا روزہ توڑ دے تو اس پر قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوتے ہیں، کفارے میں اس پر مسلسل ساٹھ روزے رکھنا اور قضا کے طور پر مزید ایک روزہ رکھنا ضروری ہوگا، اگر درمیان میں ایک روزہ بھی رہ جائے تو از سرِ نو روزے رکھنا لازم ہوں گے، اگر اس کی قدرت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو فدیہ دے گا۔ ایک مسکین کو ساٹھ دن صدقۂ فطر کے برابر غلہ وغیرہ دیتا رہے یا ایک ہی دن ساٹھ مسکینوں میں سے ہر ایک کو صدقۂ فطر کی مقدار دے دے، دونوں طرح جائز ہیں یا صدقۂ فطر کی مقدار غلہ یا قیمت دینے کے بجائے ساٹھ مسکینوں کو ایک دن صبح و شام یا ایک مسکین کو ساٹھ دن صبح و شام کھانا کھلا دے۔

روزے کی اقسام

روزے کی تین قسمیں ہیں:

- **فرضِ معیّن:** جو روزہ لازم ہو اور اس کو ادا کرنے کا وقت متعین ہو جیسے رمضان کا روزہ اور نذرِ معیّن کا روزہ
- **فرضِ غیر معیّن:** جو روزہ لازم ہو اور اس کو ادا کرنے کا وقت متعین نہ ہو جیسے کفارے کا روزہ، قضا کا روزہ اور نذرِ غیر معیّن کا روزہ
- **نفلی روزہ:** نو ذوالحجہ یعنی یومِ عرفہ کا روزہ اور نویں و دسویں محرم الحرام کا روزہ۔

رمضان المبارک کے مسنون اعمال

اسلامی مہینوں میں فضیلت والا مہینا رمضان کا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مہینے میں نیکیوں کے ثواب کو ستر (70) گنا تک بڑھا دیتا ہے۔ رمضان المبارک انتہائی فضیلت والا مہینا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رمضان کا مہینا آیا تو میں نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول! اگر میں لیلۃ القدر کو پا لوں تو اس میں کیا دعا کروں ؟ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا، یہ دعا کیجیے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ (جامع ترمذی: 3513)

ترجمہ: "اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے، معافی کو پسند کرتا ہے، پس مجھے معاف فرما دے۔"

رمضان میں عشاء کی نماز کے بعد تراویح ادا کی جاتی ہے، جس میں مکمل قرآن مجید کی تلاوت ہوتی ہے۔ تراویح کو "قیام اللیل" بھی کہا جاتا ہے۔ قرآنِ مجید اور رمضان المبارک کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ اس مہینے میں قرآن مجید کا نزول ہوا۔ رمضان المبارک میں قرآن مجید کی تلاوت کرنا مسنون عمل ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم رمضان المبارک میں قرآنِ مجید کی تلاوت کا کثرت سے اہتمام فرمایا کرتے تھے اور حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ قرآن مجید کا دور فرمایا کرتے تھے۔ آخری رمضان المبارک میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے دو

Web version of PECTAA textbook Not for sale

مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام سے دور فرمایا تھا۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ یوں تو پورا سال ہی رات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت فرماتے تھے، لیکن رمضان المبارک کے آخری عشرے میں آپ خاتم النبیین ﷺ عبادت کا غیر معمولی اہتمام فرماتے تھے اور اپنے گھر والوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہو جانے کی تلقین فرماتے تھے۔

رمضان المبارک کے آخری دس دن مسجد میں اعتکاف کرنا نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی سنّت ہے۔ ان دنوں میں شب قدر بھی تلاش کرنی چاہیے۔ شب قدر رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوتی ہے۔ یہ بہت ہی خیر و برکت والی رات ہے، قرآن مجید میں شب قدر کو ایک ہزار مہینوں سے بہتر رات قرار دیا گیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ③ (سُوْرَةُ الْقَدْر:3)

ترجمہ: ”شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔“

رمضان المبارک مکمل ہونے پر عید کی نماز سے پہلے صدقۂ فطر ادا کیا جاتا ہے۔ ہر صاحبِ نصاب مسلمان پر اپنے اور اپنے نابالغ بچوں کا صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے۔ صدقۂ فطر رمضان کی تکمیل کا شکرانہ ہے۔ اس کی وجہ سے نادار لوگ بھی عید کی خوشیوں میں شریک ہو جاتے ہیں۔

عملی زندگی میں روزے کے اثرات

روزہ رکھنے سے انسان میں تقویٰ پیدا ہوتا ہے اور یہ انسان کو گناہوں سے بچاتا ہے اور نیکی کی طرف راغب کرتا ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: روزہ گناہوں کے مقابلے میں ڈھال ہے۔ (صحیح بخاری:7492)

رَمَضان المبارک صلح کا مہینا ہے، اس میں جھگڑوں سے بچنے کا بھی خاص حکم دیا گیا ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے:

اگر کوئی شخص تم سے لڑائی کرنا چاہے تو اس سے کہہ دو کہ میں روزے سے ہوں۔ (صحیح بخاری:1894)

اس پاکیزہ مہینے میں جب امیر و غریب، آقا و غلام، حاکم و محکوم مسلسل ایک ماہ تک روزے رکھتے ہیں تو اُن میں برابری اور مساوات کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ ایک ہی وقت میں سحر و افطار سے معاشرے میں ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے اور غریب و امیر کا فرق مٹنے لگتا ہے۔ روزہ دار جب سارا دن بھوکا پیاسا رہتا ہے تو افطاری کے وقت اسے سادہ سے سادہ چیز بھی انتہائی لذیذ محسوس ہوتی ہے، اس سے روزے دار میں سادگی اور قناعت کی صفت پیدا ہوتی ہے۔ روزے دار کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ روزہ رکھنے کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور انسان کی صحت بھی درست رہتی ہے۔

مقررہ وقت پر سحر و افطار کا اہتمام روزے دار کو وقت کا پابند بناتا ہے۔ وقت کے بارے میں یہ احتیاط ہماری زندگی میں نظم و ضبط پیدا کرتی ہے۔ ایک ماہ کی یہ مشق روزے دار کو اس بات کا عادی بنا دیتی ہے کہ وہ اپنی بقیہ زندگی کے اُمور بھی وقت پر انجام دے۔

ساری دنیا کے طبیب اس بات پر متفق ہیں کہ معدہ کا ہر وقت بھرا رہنا بہت سی بیماریوں کو جنم دیتا ہے۔ روزے میں جب انسان کا معدہ خالی ہوتا ہے تو انسان کئی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ جسم کے اعضا میں قوتِ مدافعت پیدا ہوتی ہے۔ انسانی جسم فاضل رطوبتوں اور فاسد مادوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

روزہ تربیت کا بہترین نظام ہے۔ اس میں اخلاق و عادات کی اصلاح کے تمام پہلو موجود ہیں۔ طلبہ کے لیے روزے کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے کیوں کہ ذہانت اور حافظے کا تعلق انسان کی خوراک کے توازن اور اس کے معدے کی درستی کے ساتھ بھی ہے۔ روزہ نظامِ ہضم کی درستی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ گویا روزے سے ہمارا جسم صحت مند رہتا ہے اور ہماری روح بھی پاکیزہ ہو جاتی ہے۔

ہمیں رمضان المبارک کے روزوں کا بھرپور اہتمام کرنا چاہیے تاکہ ہم روحانی و جسمانی بیماریوں سے نجات حاصل کر سکیں اور دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کر سکیں۔

مشق

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) روزے کو عربی میں کہتے ہیں:

(الف) صلوٰۃ (ب) صمت (ج) صوم (د) سوم

(ii) جس روزے کو ادا کرنا لازم ہو اور اس کا وقت مقرر ہو اس کو کہتے ہیں:

(الف) فرضِ معیّن (ب) فرضِ غیر معیّن (ج) مباح (د) نفلی

(iii) صاحبِ نصاب مسلمان پر عید الفطر کی نماز سے پہلے ادا کرنا ضروری ہے:

(الف) صدقۂ فطر (ب) فدیہ (ج) کفارہ (د) زکوٰۃ

(iv) جان بوجھ کر رمضان المبارک کا روزہ توڑنے والے شخص پر لازم ہے:

(الف) قضا (ب) کفارہ (ج) قضا اور کفارہ دونوں (د) فدیہ

(v) مقررہ وقت پر سحر و افطار سے انسان کو درس ملتا ہے:

(الف) نظم و ضبط کا (ب) عفو و درگزر کا (ج) استقامت کا (د) سخاوت کا

سوال نمبر 2: مختصر جواب دیں۔

(i) صوم (روزے) کا معنیٰ و مفہوم تحریر کریں۔
(ii) روزے کا فدیہ تحریر کریں۔
(iii) رمضان المبارک کے روزے کو فرضِ معیّن روزہ کیوں کہا جاتا ہے؟
(iv) ماہِ رمضان کے دو مسنون عمل تحریر کریں۔
(v) روزے کے انسانی صحت پر کوئی سے دو اثرات تحریر کریں۔

سوال نمبر 3: تفصیلی جواب دیں۔

- اسلامی تعلیمات کی روشنی میں صوم (روزے) پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ و اساتذہ کرام

- روزے کے احکام و مسائل (مفسدات، مکروہات) کی تفصیل اپنے والدین سے اور مساجد وغیرہ میں جا کر سیکھیں۔
- روزے سے تقویٰ کا حصول کیسے ہوتا ہے؟ اس موضوع پر مذاکرے کا اہتمام کریں۔
- دیگر مذاہب میں روزے کے تصور کے بارے میں معلومات مستند ذرائع سے حاصل کریں۔

Web version of PECTAA textbook Not for sale

(د) فلسفہ حج و قربانی

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- حج کی فرضیت، حکمت اور فلسفے کو سمجھ سکیں۔
- حج کے احکام و مسائل (شرائط، مناسک، اقسام وغیرہ) جان سکیں۔
- قربانی کے فضائل، احکام اور مسائل سمجھ سکیں۔
- حرمین شریفین کی حاضری کے آداب اور عملی زندگی پر حج کے انفرادی و اجتماعی اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- صاحبِ استطاعت ہونے کی صورت میں آداب کے ساتھ حج اور قربانی کرنے والے بن سکیں۔
- فلسفہ حج کو سمجھتے ہوئے اجتماعیت کی روح کے مطابق زندگی گزار سکیں۔

اسلام کے نظامِ عبادات میں نماز روزہ اور زکوٰۃ کے ساتھ حج بھی ایک اہم اور جامع عبادت ہے۔ حج کے لغوی معنٰی ”ارادہ کرنا“ کے ہیں۔ اصطلاح میں صاحبِ استطاعت مسلمان کا ایامِ حج میں مناسکِ حج ادا کرنے کے لیے بیت اللہ کی زیارت کا ارادہ کرنا حج کہلاتا ہے۔

حج کی فرضیت، حکمت اور فلسفہ

حج کی فرضیت کا حکم ہجرت کے نویں سال نازل ہوا۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں ایک حج اور چار عمرے ادا فرمائے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿97﴾ (سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰن:97)

ترجمہ: ”اور اللہ تعالیٰ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا (فرض) ہے جو کوئی بھی اِس کی طرف جانے کی اِستطاعت رکھتا ہو اور جس کسی نے کفر کیا تو بے شک اللہ تعالیٰ جہان (والوں) سے بے نیاز ہے۔“

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: حج مبرور (مقبول حج) کی جزا جنّت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ جس نے حج کیا اور اس نے کوئی فحش اور بے ہودہ بات نہیں کی اور نہ ہی کوئی گناہ کا کام کیا تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ (جامع ترمذی:933)

حج ایک ایسی جامع عبادت ہے جو بیک وقت روحانی، بدنی اور مالی عبادات پر مشتمل ہے حج کے مناسک میں احرام باندھنا، منیٰ جانا، وقوفِ عرفات، مزدلفہ میں قیام، جمرات کو کنکریاں مارنا، قربانی کرنا، حلق کرنا، طواف اور سعی کرنا شامل ہے۔

مرد اور عورت پر حج لازم ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ مسلمان ہو، بالغ ہو، عاقل ہو، تن درست ہو اور اتنے مال کا مالک ہو کہ حج کے زادِ راہ کے علاوہ اس کے پاس اہلِ خانہ کی گزر بسر کے لیے مناسب رقم موجود ہو۔ مرد کے لیے دو بغیر سلی سفید چادروں کا لباس (احرام)

Web version of PECTAA textbook Not for sale

پہننا بھی حج کی شرائط میں شامل ہے۔

حج کے مناسک سے مراد حج میں کیے جانے والے اعمال ہیں اور یہ مناسک آٹھ (8) ذوالحجہ "یوم الترویہ" سے شروع ہو کر تیرہ (13) ذوالحجہ کو اختتام پذیر ہوتے ہیں۔ آدابِ حج میں یہ بات شامل ہے کہ ہر قسم کی غیر اخلاقی حرکتوں، گالی گلوچ، اور جھگڑے سے اجتناب کیا جائے اور بعض حلال امور جیسے شکار اور تعلقِ زوجیت سے بھی منع کیا گیا ہے۔

احکام و مسائل

جو شخص مکہ مکرمہ کے علاوہ کسی بھی ملک سے حج کرنے جاتا ہے تو اس کے لیے لازم ہے کہ وہ میقات سے احرام باندھ کر حرم کی حدود میں داخل ہو۔ میقات سے مراد خانہ کعبہ کے چاروں سمتوں میں موجود وہ مقامات ہیں جہاں سے احرام باندھے بغیر حرم کی حدود میں داخل ہونا منع ہے۔ پاکستان سے جانے والے لوگوں کا میقات "یلملم" ہے جو خانہ کعبہ سے ایک سو اٹھائیس (128) کلومیٹر کی مسافت پر ہے۔

پاکستان سے جانے والے مسلمان اگر پہلے مکہ جائیں تو انھیں جہاز کے میقات کی حدود کے اندر داخل ہونے سے پہلے احرام باندھ لینا چاہیے، جس کے لیے گھر سے، ہوائی اڈے سے یا جہاز میں (میقات سے پہلے) باندھنا چاہیے۔ پاکستان سے مدینہ منوّرہ جانے کی صورت میں احرام نہیں باندھا جائے گا۔

حج کرنے والا شخص اگر مکہ مکرمہ کا رہائشی ہے تو وہ چوں کہ احرام کی پابندیوں سے پہلے ہی آزاد ہے، اس لیے وہ 8 ذوالحجہ کو صرف حج کی نیت سے احرام باندھ کر مناسکِ حج ادا کرتا ہے اس لیے اس کو مُفرِد یعنی صرف حج کرنے والا کہا جاتا ہے اور حج کی اس قسم کو، حجِ افراد، کہا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص میقات سے یہ نیت کر کے احرام باندھتا ہے کہ وہ عمرہ کر کے احرام اتارے گا اور 8 ذوالحجہ کو حج کے مناسک کی ادائی کے لیے دوبارہ احرام باندھے گا تو اس کو "حجِ تمتّع" کہتے ہیں اور اگر عمرہ اور حج دونوں کی اکٹھی نیت کرتا ہے تو اس کو "حجِ قران" کہا جاتا ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجِ قران ادا فرمایا اور یہ حج فضیلت والا ہوتا ہے۔

عازمینِ حج آٹھ (8) ذوالحجہ (یوم الترویہ) کو فجر کی نماز کے بعد احرام باندھ کر دو رکعت نماز پڑھتے ہیں اور حج کی نیت کرتے ہیں اور تلبیہ کے درج ذیل الفاظ بآوازِ بلند ادا کرتے ہیں:

لَبَّيْكَ، اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ

ترجمہ: "میں حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، تیرے ہی لیے تعریفیں ہیں، نعمتیں اور بادشاہت تیری ہی ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔"

اس کے بعد منیٰ کے میدان کی طرف نکل جاتے ہیں، منیٰ مکہ مکرمہ سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے، اگلے دن فجر کی نماز پڑھ کر حاجی وہاں سے میدانِ عرفات جاتے ہیں، جہاں حج کا مرکزی رکن وقوفِ عرفہ ادا کرتے ہیں، وقوفِ عرفہ کا معنی "عرفات کے میدان

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

میں ٹھہرنا" ہے، جہاں حج کا خطبہ سنا جاتا ہے، ظہر اور عصر کی نماز اکٹھی ادا کی جاتی ہے اور مغرب کا وقت شروع ہوتے ہی مغرب کی نماز پڑھے بغیر مزدلفہ روانہ ہوتے ہیں۔ وہاں رات کو پہنچ کر مغرب اور عشاء اکٹھی ادا کرتے ہیں، مزدلفہ کے میدان سے جمرات کو مارنے کے لیے کنکریاں چنتے ہیں اور فجر کی نماز ادا کر کے سورج نکلنے کا انتظار کیے بغیر منٰی کی طرف روانہ ہوجاتے ہیں۔ وہاں تین جمرات میں سے آخری جمرہ جس کو "جمرہ عقبہ" کہتے ہیں، سات کنکریاں مار کر قربانی کر کے حلق یا قصر کرواتے ہیں۔

حلق کا مطلب سر منڈوانا اور قصر کا مطلب بال چھوٹے کروانا ہے پھر حاجی احرام اتار کر غسل وغیرہ کر کے اپنا روزمرہ کا لباس پہن سکتے ہیں۔ بارہ (12) ذوالحجہ کی مغرب تک حاجی تین راتیں منٰی میں ہی گزارتے ہیں اور ہر روز تین جمرات کو سات سات کنکریاں مارتے ہیں۔ اسی دوران کسی بھی وقت حرم کعبہ جا کر طواف اور صفا و مروہ کے مقام پر سعی کرلیں تو حج مکمل ہوجاتا ہے۔ اس طواف کو "طواف زیارت" کہتے ہیں۔ اگر کوئی 12 ذوالحجہ کو مغرب تک منٰی سے روانہ نہ ہوسکے تو اسے تیرہ (13) ذوالحجہ کو بھی رمی (کنکریاں مارنا) کرنا ہوگی۔

مکہ مکرّمہ اور مدینہ منوّرہ کو "حرمین" کہا جاتا ہے۔ اس کا مطلب "دو عزت والی جگہیں" ہے جو لوگ حج اور عمرہ کے لیے جاتے ہیں، وہ مدینہ منورہ میں روضہء رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری دیتے ہیں اور درود وسلام کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔ مسجد نبوی خصوصاً ریاض الجنہ میں نوافل ادا کرتے ہیں۔ مسجد نبوی کے سامنے تاریخی قبرستان "بقیع غرقد" جس کو عرف عام میں جنت البقیع کہا جاتا ہے اس میں مدفون اہلِ بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور مشاہیر اسلام کی قبور پر حاضری دیتے ہیں۔

حج عالمِ اسلام کے اتحاد اور مساوات کا مظہر ہے۔ حج کے موقع پر امیر و غریب کا فرق مٹ جاتا ہے، دنیا بھر کے مسلمانوں کے درمیان اخوت و بھائی چارے اور اتفاق و اتحاد کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ حج کے موقع پر مسلمانوں میں آپس کے تعلقات، سیاست، تجارت، دفاع، تعلیم اور دیگر شعبوں میں تعاون اور ہم آہنگی کی فضا پروان چڑھتی ہے۔ یہ بات حج کے آداب میں شامل ہے کہ تمام حجاج کرام، لڑائی جھگڑے، گالی گلوچ، فتنہ و فساد اور بے پردگی سے اجتناب کریں۔

قربانی

قربانی سے مراد اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لیے عید الاضحیٰ کے دنوں میں مخصوص جانور کو نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جدِامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنّت کے مطابق ذبح کرنا ہے۔ عید الاضحیٰ کے دن قربانی سے زیادہ فضیلت والا کوئی عمل نہیں ہے۔ یہ دن سال کا افضل ترین دن شمار ہوتا ہے۔ قربانی نہ کرنے پر احادیثِ مبارکہ میں سخت وعید آئی ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

> جس شخص کو قربانی کی وسعت ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔ (سنن ابن ماجہ: 3123)

عید کی نماز سے پہلے قربانی نہیں کی جاسکتی، اپنے ہاتھ سے قربانی کرنا افضل ہے اگر کوئی شخص اپنے ہاتھ سے جانور ذبح نہ کرسکتا ہو تو کوئی دوسرا مسلمان اس کی جگہ جانور ذبح کرسکتا ہے مگر اجازت ضروری ہے۔

قربانی کا فلسفہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے اپنی خواہشات کو قربان کردیا جائے اور اس بات کا عہد کیا جائے کہ

اگر ہمیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان بھی قربان کرنی پڑے تو ہم دریغ نہیں کریں گے۔

مشق

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) مناسکِ حج میں سے ہے:

(الف) احرام باندھنا (ب) غسل کرنا (ج) وضو کرنا (د) خوش بو لگانا

(ii) حدودِ حرم کا وہ مقام جہاں سے احرام باندھا جاتا ہے، کہلاتا ہے:

(الف) میقات (ب) عرفات (ج) مشعر حرام (د) مزدلفہ

(iii) وہ حج جس میں حج اور عمرہ کے لیے اکٹھے احرام باندھا جاتا ہے، کہلاتا ہے:

(الف) حجِ قران (ب) حجِ تمتّع (ج) حجِ مبرور (د) حجِ اکبر

(iv) حج کا رُکنِ اعظم ہے:

(الف) وقوفِ عرفات (ب) احرام باندھنا (ج) طواف کرنا (د) سعی کرنا

(v) عید الاضحیٰ کے دن کا سب سے افضل عمل ہے:

(الف) لوگوں سے عید ملنا (ب) صاف ستھرے کپڑے پہننا (ج) غسل کرنا (د) قربانی کرنا

سوال نمبر 2: مختصر جواب دیں۔

(i) حج کی فرضیت بیان کریں۔

(ii) کوئی سے چار مناسکِ حج تحریر کریں۔

(iii) حج کی شرائط تحریر کریں۔

(iv) قربانی کا فلسفہ بیان کریں۔

(v) حج اُمتِ مسلمہ میں اجتماعیت کے فروغ کا کیسے سبب بنتا ہے؟

سوال نمبر 3: تفصیلی جواب دیں۔

- حج و قربانی کے احکام و مسائل پر جامع نوٹ تحریر کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ و اساتذہ کرام

- حج کے احکام و مسائل (مفسدات، مکروہات) کی تفصیلات اپنے والدین اور مساجد وغیرہ سے سیکھیں۔
- حج اور قربانی کے فلسفہ پر کمرا جماعت میں مباحثے کا اہتمام کریں۔
- احرام باندھنے کی اور تلبیہ کہنے کی عملی مشق کریں۔
- حج کے درج ذیل مناسک کو ترتیبِ زمانی کے اعتبار سے لکھیں۔

تلبیہ	میقات / احرام باندھنا	رمی جمرات	حلق یا قصر
طوافِ زیارت	ھدی (قربانی)	وقوف عرفات	طوافِ وداع

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

باب سوم

سیرتِ طیبہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ

(الف) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ بطور مثالی سربراہِ خاندان

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے بطور مثالی سربراہِ خاندان (تعلیمی اور تربیتی) کردار کے متعلق جان سکیں۔
- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے بطور سربراہِ خاندان مختلف افراد (بزرگوں، ازواج، اولاد، بہن بھائیوں و دیگر اراکینِ خاندان) سے حسنِ تعامل کو سمجھ سکیں۔
- سیرت النبی خاتم النبیین ﷺ کی روشنی میں سربراہِ خاندان کی ذمہ داریوں پر عمل کے فوائد و ثمرات کا جائزہ لے سکیں۔
- سیرتِ نبوی خاتم النبیین ﷺ سے سربراہ خاندان کی عملی مثالیں جان کر انھیں اپنی عملی زندگی میں شامل کرتے ہوئے معاشرے اور خاندان کے استحکام میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔
- سیرتِ نبوی خاتم النبیین ﷺ کی روشنی میں سربراہ خاندان کی ذمہ داریوں کو خوش اُسلوبی سے ادا کرنے کے ثمرات حاصل کر کے دنیوی راحت اور اخروی سعادت حاصل کر سکیں۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی حیاتِ طیبہ سے انسانی زندگی کے لیے جو کامل ترین اسوہ اور نمونہ ملتا ہے اس کا ایک پہلو آپ خاتم النبیین ﷺ کی خاندانی زندگی ہے۔ بطور سربراہ خاندان، نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا کردار مثالی ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے کردار میں ایسا اخلاقی نظم و ضبط موجود ہے جو انسانی احساسات اور جذبات کو متوازن رکھتا ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے خاندان کے مختلف رشتوں اور تعلقات کو نبھانے میں محبت و شفقت کے ساتھ تعلیمی و تربیتی ذمہ داریوں کو بہ طریق احسن پورا فرمایا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اہل و عیال بالخصوص بچوں کی تعلیم و تربیت کا نہ صرف حکم ارشاد فرمایا بلکہ اپنے اُسوۂ حسنہ سے مثالی کردار فراہم کیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا جو آپ خاتم النبیین ﷺ کے چچازاد بھائی تھے اور آپ خاتم النبیین ﷺ سے عمر میں کافی چھوٹے تھے، آپ خاتم النبیین ﷺ نے ان کو بچپن ہی میں اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق رکھنا سکھایا اور ان کی تربیت فرمائی کہ زندگی میں جب بھی کچھ سوال کرنے کی نوبت آئے تو صرف اللہ تعالیٰ سے سوال کرنا، اور زندگی میں جب بھی مدد کی ضرورت ہو تو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ بچوں کو معاشرتی آداب سکھاتے تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اپنے سوتیلے بیٹے سیدنا عمر بن ابی سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اے بچے! کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھا کرو، اپنے دائیں ہاتھ اور سامنے سے کھایا کرو۔ ایک مرتبہ حضرت حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو دیکھا کہ

انھوں نے صدقہ کی کھجوروں کے ڈھیر سے ایک کھجور اٹھا کر اپنے منھ میں ڈال لی، نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فوراً ان کے منھ سے وہ کھجور نکال دی اور فرمایا کہ تمھیں پتا نہیں کہ ہم اہلِ بیت صدقہ نہیں کھاتے۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اپنے چچاؤں، پھوپھیوں اور خاندان کے دیگر بزرگوں کا بے حد احترام فرماتے تھے، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ بوڑھے مسلمان کی تعظیم کرنا اللہ تعالیٰ کی تعظیم کا حصہ ہے۔ (سنن ابی داود:4843)

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنے چچا حضرت ابوطالب کی وفات کے سال کو "عام الحزن" قرار دیا۔ ان کی وفات کے بعد آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اکثر ان کی بھلائیوں کو یاد فرماتے تھے۔ غزوۂ احد میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہید ہونے پر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنی پھوپھی سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو روتے دیکھا تو بے اختیار آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنی پھوپھی کو تسلی دیتے ہوئے صبر کی نصیحت فرمائی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد جناب ابوقحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پاس لے کر آئے تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: "آپ نے انھیں کیوں تکلیف دی، آپ انھیں گھر ہی میں رہنے دیتے میں خود وہاں آ جاتا۔"

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اپنی ازواج کے ساتھ بے مثال حسنِ سلوک فرماتے اور دوسروں کو بھی اس کی تاکید فرماتے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

> خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي (جامع ترمذی:3895)
>
> **ترجمہ:** "تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہے اور میں اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہوں۔"

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اپنی ازواجِ مطہرات کے ساتھ انتہائی مشفقانہ برتاؤ فرماتے تھے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا معمول تھا کہ ہر روز تمام ازواجِ مطہرات کے گھروں میں تشریف لے جاتے ہر ایک کی ضرورت معلوم فرماتے اور اسے پورا فرماتے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہمیشہ تمام بیویوں میں عدل فرماتے۔ سفر پر جانا ہوتا تو ازواجِ مطہرات کے مابین قرعہ اندازی فرماتے اور جن کا نام نکلتا انھیں ساتھ لے جاتے۔ سبھی کی دل جوئی فرماتے، ہمیشہ حسنِ سلوک فرماتے اور ان کی ضروریات مساویانہ انداز میں پوری فرماتے۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اپنی بیٹیوں کے ساتھ بھی انتہائی محبت اور شفقت کا برتاؤ فرماتے۔ رسالت کی ذمہ داریوں کے باوجود اپنی بیٹیوں کا بہت زیادہ خیال رکھتے۔ ان کی شادی کے بعد بھی ان سے ملاقات کے لیے تشریف لے جاتے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ملاقات کے لیے حاضر ہوتیں تو انتہائی شفقت کا برتاؤ فرماتے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب رسولِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پاس تشریف لاتیں تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اٹھ کر ان کی طرف بڑھتے، انھیں بوسہ دیتے، اپنی جگہ پر بٹھاتے اور جب آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ان کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ اپنی جگہ سے اٹھتیں، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا بوسہ لیتیں اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو اپنی جگہ پر بٹھاتیں (جامع ترمذی:3872)۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سفارش پر ان کے شوہر کو امان بخشی۔ غزوہ بدر کے موقع پر اپنی بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تیمارداری کے لیے ان کے شوہر

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ میں چھوڑا اور واپسی پر نہ صرف ان کو بدری صحابہ میں شامل کیا بلکہ ان کو مالِ غنیمت میں سے بھی حصہ عطا فرمایا۔

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے حقیقی بیٹے تو بچپن ہی میں وفات پا گئے تھے۔ البتہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے منھ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی خدمت میں رہتے تھے، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس قدر شفقت اور محبت سے نوازا کہ انھوں نے اپنے حقیقی والدین کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بچپن بھی نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی تربیت میں گزرا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم ان کے ساتھ بھی کمال شفقت اور محبت کا برتاؤ فرماتے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی نواسی امامہ بنت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہما نماز کی حالت میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی گود میں آ کر بیٹھ جاتیں۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم تمام بچوں کے ساتھ شفقت و محبت کا برتاؤ فرماتے۔

سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صاحبزادی سیدہ شیما رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی رضاعی بہن تھیں، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے پاس تشریف لائیں تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے انتہائی اکرام کا مظاہرہ فرمایا، ان کے لیے اپنی چادر بچھائی اور ادب و احترام کا برتاؤ فرمایا۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے اپنی رضاعی بہن حضرت سیدہ شیما رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سفارش پر ان کے قبیلے کے قیدیوں کو رہا فرمایا۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کی ان مثالوں سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیں بھی اپنے خاندان کے مختلف رشتوں کے حقوق کا پاس رکھنا چاہیے۔ اس سے نہ صرف خاندانی رشتے مضبوط ہوتے ہیں بلکہ صلہ رحمی کا اجر و ثواب بھی ملتا ہے اور صلہ رحمی ایسا عمل ہے جس کے بارے میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَأَنْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ (صحیح بخاری: 5985)

ترجمہ: "جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے رزق میں فراخی ہو اور اس کی عمر میں برکت ہو اسے چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔"

ہمیں سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے اس پہلو پر عمل کرتے ہوئے خاندانی رشتوں کا احترام کرنا چاہیے اور خاندانی رشتوں کو مضبوط کرنا چاہیے تاکہ ہمارا خاندانی نظام مستحکم ہو اور ہم دنیا اور آخرت کے فوائد حاصل کر سکیں۔

مشق

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو نصیحت فرمائی:

(الف) صرف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے کی
(ب) اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کی
(ج) غریبوں کا خیال رکھنے کی
(د) ہمسایوں کا خیال رکھنے کی

Web version of PECTAA textbook Not for sale

(ii) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حضرت عمر بن ابی سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو نصیحت فرمائی:

(الف) کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کی　　(ب) اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کرنے کی

(ج) کسی سے سوال نہ کرنے کی　　(د) بزرگوں کا احترام کرنے کی

(iii) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حضرت ابو طالب کی وفات کے سال کو قرار دیا:

(الف) عام الحزن　　(ب) عام الھم　　(ج) عام الفیل　　(د) عام الھجرۃ

(iv) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے صدقہ کی کھجور کھانے سے منع فرمایا:

(الف) حضرت حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو　　(ب) حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو

(ج) حضرت عمر بن ابی سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو　　(د) حضرت زید بن حارثہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو

(v) غزوۂ بدر میں شمولیت کے بغیر بھی بدری صحابی کا درجہ دیا گیا:

(الف) حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو　　(ب) حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو

(ج) حضرت زید بن حارث رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو　　(د) حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو

سوال نمبر 2: مختصر جواب دیں۔

(i) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی کیسے تربیت فرمائی؟

(ii) فرمانِ نبوی کی روشنی میں کھانے کے دو آداب تحریر کریں۔

(iii) خاندان کے سربراہ کے لیے سیرت طیبہ میں کیا عملی راہ نمائی ہے؟

(iv) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی اپنی اولاد کے ساتھ محبت کا کوئی ایک واقعہ تحریر کریں۔

(v) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حضرت شیما رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے کیسا سلوک کیا؟

سوال نمبر 3: تفصیلی جواب دیں۔

- سربراہِ خاندان کی حیثیت سے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے مثالی کردار پر جامع نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ و اساتذہ کرام

- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے سربراہِ خاندان کے حسنِ معاملات کے چند ایسے واقعات طلبہ کو سنائیں جو سبق میں شامل نہ ہوں۔
- روز مرہ زندگی میں سربراہِ خاندان کی ایسی دس خوبیوں کی فہرست بنائیں جن کو اپنا کر ایک مثالی خاندان کی تشکیل کی جا سکتی ہے۔
- طلبہ درج ذیل میں سے سربراہِ خاندان کے درست رویوں کی نشان دہی کریں۔ نیز یہ بھی بتائیں کہ ان رویوں کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

  ☆ مشاورت　☆ بے جا سختی　☆ نگرانی　☆ بے جا تنقید　☆ حوصلہ افزائی　☆ اظہارِ رائے کی آزادی
- سربراہِ خاندان کی ذمہ داریوں میں سے پانچ ایسی ذمہ داریوں پر نشان لگائیں جو آپ اپنے اندر پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

  ☆ بلوں کی ادائیگی　☆ پودوں کی دیکھ بھال　☆ سودا سلف کی خریداری　☆ باورچی خانہ کی دیکھ بھال

  ☆ گھر کی صفائی　☆ تنازعات کا حل　☆ مشاورت　☆ ہجوم والی جگہوں پر افرادِ خانہ کی نگرانی

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

(ب) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ بطور مثالی سربراہِ ریاست

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- سیرتِ نبوی خاتم النبیین ﷺ کی روشنی میں سربراہِ ریاست کے اوصاف اور کردار کی عملی مثالیں جان سکیں۔
- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی بطور سربراہِ ریاست نبوی منہج (امر بالمعروف و نہی عن المنکر، امن و امان، جہاد فی سبیل اللہ، ترقی، استحکام اور بین الاقوامی تعلقات) کے بارے میں شعور حاصل کر سکیں۔
- ریاستِ مدینہ کے تناظر میں سیرتِ نبوی خاتم النبیین ﷺ سے نظم و نسق کی مثالیں سمجھ سکیں۔
- سیرتِ نبوی خاتم النبیین ﷺ کی روشنی میں سربراہِ ریاست کی ذمہ داریوں کی ادائی کے فوائد و ثمرات کا جائزہ لے سکیں۔
- سیرتِ نبوی خاتم النبیین ﷺ سے سربراہِ ریاست کی عملی مثالوں کو بوقتِ ضرورت اپنے کردار کا حصہ بنا سکیں۔
- سربراہِ ریاست کے نمایاں اوصاف کو مختلف سربراہی حیثیتوں میں عملی طور پر اپنا کر اپنی دنیا و آخرت کو سنوار سکیں۔

زندگی کے دوسرے شعبوں کی طرح سربراہِ حکومت کے طور پر بھی نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی مبارک زندگی ایک مثالی نمونہ ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ریاستِ مدینہ کی بنیاد رکھی اور پھر اس ریاست کی مضبوطی، پھیلاؤ، داخلی و خارجی امن اور شہریوں کی بھلائی کے لیے جو حکمتِ عملی ترتیب دی وہ تمام حکمرانوں کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی حکمتِ عملی کا ستون اس بنیاد پر قائم تھا کہ قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے۔

ریاستِ مدینہ کے قیام کا مقصد اللہ تعالیٰ کی ہدایات پر مبنی نظام کا قیام تھا۔ میثاقِ مدینہ، مؤاخاتِ مدینہ اور مسجدِ نبوی کی تعمیر وہ ابتدائی اقدامات تھے جو آپ خاتم النبیین ﷺ نے اس ریاست کی بنیاد کے لیے اٹھائے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے مؤاخاتِ مدینہ کے ذریعے سے مسلمانوں کو آپس میں متحد کیا اور سب سے پہلے تحریری معاہدے میثاقِ مدینہ کے ذریعے سے مدینہ منورہ میں بسنے والے یہودیوں کے ساتھ امن کا معاہدہ کیا گیا، جس کی وجہ سے مدینہ منورہ امن و سلامتی کا گہوارہ بن گیا۔ ریاستی امور کی انجام دہی کے لیے مسجدِ نبوی کو مرکزی حیثیت دی گئی۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے جس تدبر و فراست کے ساتھ ریاستِ مدینہ کا انتظام چلایا وہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے مثالی سربراہِ ریاست کا بہترین عکاس ہے۔ داخلی امور میں حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ نے امن و امان، استحکام، ترقی اور اخلاقی تربیت کی طرف خصوصی توجہ رکھی، جب کہ خارجی امور میں آپ خاتم النبیین ﷺ نے دشمنانِ اسلام سے باخبر رہنے اور مدینہ منورہ کا دفاع مضبوط بنانے، دوسری ریاستوں کو اسلام کی دعوت دینے اور ان سے تعلقات بہتر بنانے کی کوشش فرمائی۔ مثالی سربراہِ ریاست کی حیثیت سے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی حکمتِ عملی کے بنیادی عناصر درج ذیل ہیں:

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

۱۔ اشاعتِ اسلام

حضورِ اکرم خاتم النبیین ﷺ کی ریاستی حکمتِ عملی میں سب سے زیادہ اہمیت اسلام کی اشاعت، دین کی تبلیغ اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو حاصل تھی۔ مسلم ریاست میں دینی تعلیم وتبلیغ کا ایک مربوط انتظام تھا جو اسلامی حکومت کا بنیادی فریضہ ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے حضرت سعید بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تدریس پر مامور فرمایا۔ صُفّہ ایک باقاعدہ درس گاہ تھی جہاں پر تعلیم وتربیت کا مستقل انتظام تھا، یہاں سے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ مختلف قبائل میں اشاعتِ اسلام اور دینی تعلیم وتربیت کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو روانہ فرمایا کرتے تھے۔

۲۔ احترامِ انسانیت

مدینہ منورہ میں قائم مثالی ریاست کا ایک اہم پہلو احترامِ انسانیت تھا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے معاشرتی امن کے قیام کے لیے تشدد سے منع فرمایا اور ایک دوسرے کا احترام کرنے کا درس دیا۔

نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب شخص وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے کنبے کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔" (شعب الایمان:2528)

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "جس نے اسلامی ریاست میں بسنے والے کسی غیر مسلم پر ظلم کیا، یا اس کا حق مارا، یا اس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالا، یا اس کی دلی رضامندی کے بغیر اس کی کوئی چیز لی تو میں قیامت کے دن اس مسلمان کے خلاف غیر مسلم کے حق میں وکیل بنوں گا۔" (سنن ابی داؤد:3052)

۳۔ ریاستِ مدینہ کا نظم ونسق

اسلامی ریاست کو خلفشار اور انتشار سے بچانے اور اس کے استحکام کے لیے حضورِ اکرم خاتم النبیین ﷺ نے مسلسل تدابیر فرمائیں۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے مؤاخاتِ مدینہ اور میثاقِ مدینہ کے ذریعے سے مدینہ منورہ کو اندرونی اور بیرونی طور پر مستحکم فرمایا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ایک تدبیر یہ اختیار فرمائی کہ عرب میں جو شخص، خاندان یا قبیلہ مسلمان ہو وہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ یا مضافات میں آ بسے، تاکہ آبادی بڑھنے سے فوجی وسیاسی پوزیشن مضبوط ہو۔ اس طرزِ عمل سے مسلمانوں کی فوجی قوت میں اضافہ ہوا اور نومسلموں کی تعلیم وتربیت کی راہ ہموار ہوئی۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ریاست کے مختلف امور انجام دینے کے لیے چند شعبے بھی قائم فرمائے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ مختلف معاملات میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن سے مشورہ کیا کرتے تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے انتظامی اُمور کی انجام دہی اور فروغِ دین کے لیے مختلف علاقوں میں گورنر مقرر فرمائے۔ اس ضمن میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن بھیجے جانے کا واقعہ مشہور ہے۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

سرکاری کام کرنے والوں کے لیے حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ نے تنخواہوں کا نظام جاری فرمایا، لیکن انھیں صرف اتنی تنخواہ ملتی تھی جس سے ان کی ضرورت پوری ہو سکے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے یہ تعلیم دی کہ جس شخص کو بھی کوئی عہدہ، منصب، ذمہ داری یا اقتدار سونپا گیا ہے، یہ اس کے لیے ایک اعزاز سے زیادہ ذمہ داری کا درجہ رکھتا ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

"تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے۔ ہر ایک سے اس کی ذمہ داریوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔" (صحیح بخاری: 893)

ہجرت کے بعد مدینہ منورہ کی ریاست کے چاروں طرف ایسے لوگ آباد تھے جو اس ریاست سے کھلی دشمنی یا ناپسندیدگی کے جذبات رکھتے تھے۔ دشمن کے حالات سے باخبر رہنے کے لیے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے سُراغ رسانی کا ایک نظام مرتب کیا، جس کے ذریعے سے آپ خاتم النبیین ﷺ دشمنوں کے احوال، ارادوں اور منصوبوں سے آگاہ رہتے تھے۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے دشمنانِ اسلام کے ریاست مدینہ کے خلاف ناپاک عزائم ناکام بنانے کے لیے مختلف تدابیر اختیار فرمائیں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے شام جانے والی تجارتی شاہراہ کی ناکہ بندی فرمائی جس سے قریش کی معاشی قوت کمزور ہو گئی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے متعدد قبائل کے ساتھ سفارتی تعلقات استوار کیے تاکہ مسلمانوں کے دوست زیادہ ہوں اور ان کی پوزیشن مستحکم ہو۔ صلح حدیبیہ کو رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی خارجہ پالیسی کا شاہ کار کہا جاتا ہے۔

حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ کی خارجہ پالیسی کا اہم اصول دعوتِ اسلام کا فروغ تھا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اسلامی دعوت کو پوری دنیا میں پھیلانے کے لیے مختلف بادشاہوں اور حکمرانوں کو دعوتی خطوط لکھے۔ ان خطوط کے ذریعے سے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے اپنی دعوت رُوئے زمین کے بہت سے بادشاہوں تک پہنچا دی۔ جن بادشاہوں نے اسلامی دعوت کو قبول کیا اللہ تعالیٰ نے انھیں عزت بخشی اور جنھوں نے انکار کیا ان کا اقتدار زیادہ دیر تک نہ چل سکا۔ پھر ایک وقت آیا کہ یہ تمام علاقے مسلم ریاست کا حصہ بن گئے۔

مشق

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) ریاستی امور کی انجام دہی کے لیے مرکزی حیثیت حاصل تھی:

(الف) صفہ کے چبوترے کو (ب) مسجد نبوی کو
(ج) دار ارقم کو (د) مسجد قُبا کو

(ii) ریاستِ مدینہ میں دین کی تعلیم کے لیے جو درس گاہ قائم کی گئی اس کا نام تھا:

(الف) دار ارقم (ب) دار العلوم (ج) صفہ (د) دار الہجرۃ

(iii) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گورنر بنایا گیا:

(الف) ایران کا (ب) یمن کا (ج) مصر کا (د) شام کا

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

(iv) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی خارجہ پالیسی کا شاہ کار ہے:

(الف) میثاقِ مدینہ (ب) مؤاخات مدینہ (ج) صلح حدیبیہ (د) فتح مکہ

(v) مؤاخاتِ مدینہ کا سب سے اہم مقصد تھا:

(الف) مہاجرین کی آبادکاری (ب) مسلمانوں کی تعلیم وتربیت

(ج) بیرونی انتشار کا خاتمہ (د) امن وامان کا قیام

سوال نمبر 2: مختصر جواب دیں۔

(i) دشمنوں کے حالات سے باخبر رہنے کے لیے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے کیا اقدامات فرمائے؟

(ii) مدینہ منورہ کے اردگرد آباد قبائل کے ساتھ معاہدوں کی وجہ سے اسلامی ریاست کو کیا فوائد حاصل ہوئے؟

(iii) ریاستِ مدینہ کے تعلیمی نظام میں ہمارے لیے کیا راہ نمائی ہے؟

(iv) عہدِ نبوی میں سرکاری ملازمین کو بیت المال سے کتنی تنخواہ ملتی تھی؟

(v) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی خارجہ پالیسی کے کیا اثرات مرتب ہوئے؟

سوال نمبر 3: تفصیلی جواب دیں۔

- سربراہِ ریاست کی حیثیت سے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے کارناموں پر روشنی ڈالیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ واساتذہ کرام

- اساتذہ کرام طلبہ کو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے سربراہِ ریاست کے چند عملی اقدامات کے واقعات سنائیں جو سبق میں شامل نہ ہوں۔
- اسوۂ حسنہ کی روشنی میں سربراہِ خاندان کے ان اوصاف کی فہرست بنائیں جس کے نتیجے میں ایک مثالی فلاحی ریاست بن سکتی ہے۔
- نیچے دیے گئے سربراہِ ریاست کے رویوں میں سے درست اور غلط کی نشان دہی کریں۔ نیز یہ بھی بتائیں کہ ان رویوں کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

خوش اخلاقی	اپنی رائے مسلط کرنا	مشاورت	تکبر	لوگوں کی خبر گیری	اختیارات کا ناجائز استعمال

- سربراہِ ریاست کے رویوں میں سے پانچ ایسے رویوں پر نشان لگائیں جو آپ اپنے اندر پیدا کرنا چاہتے ہیں، نیز یہ بھی بتائیں کہ وہ رویے کن افراد کے ساتھ اختیار کریں گے:

رویے	حوصلہ افزائی	عدل وانصاف کی فراہمی	یکساں مواقع کی فراہمی	مشاورت	محاسبہ	سزا	خیر خواہی	قانون کی پاسداری
افراد								

Web version of PECTAA textbook Not for sale

(ج) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ بطور مثالی سپہ سالار

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- سیرتِ نبوی خاتم النبیین ﷺ کی روشنی میں سپہ سالار کے اوصاف اور ذمہ داریوں سے واقف ہو سکیں۔
- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی جہاد میں بطور سپہ سالار (امن وصلح کی ترجیح، مشاورت اور اعلائے کلمۃ اللہ) تعلیمات کو جان سکیں۔
- سیرتِ نبوی خاتم النبیین ﷺ کی روشنی میں آدابِ جہاد، مقتولین کے بارے میں احکام، قیدیوں اور مفتوحین کے ساتھ حسن سلوک کو جان سکیں۔
- سیرتِ نبوی خاتم النبیین ﷺ کی روشنی میں سپہ سالار کی ذمہ داریوں پر عمل کرنے کے فوائد وثمرات کا جائزہ لے سکیں۔
- سیرتِ نبوی خاتم النبیین ﷺ سے سپہ سالار کی ذمہ داریوں کی عملی مثالیں جان کر اسلام کے تصورِ جہاد اور دہشت گردی میں فرق کر سکیں۔
- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں بطور سپہ سالار خصوصیات کو بوقت ضرورت اپنی عملی زندگی میں شامل کر سکیں۔
- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی بطور سپہ سالار خصوصیات کو روزمرہ زندگی میں اپنا کر معاشرے کے امن وامان اور استحکام میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی مبارک زندگی انسانی معاشرے کے ہر فرد کے لیے اسوۂ کامل کی حیثیت رکھتی ہے، کوئی طالب علم ہو یا استاد، تاجر ہو یا مزدور، حکمران ہو یا سپہ سالار نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں اس کے لیے مکمل راہ نمائی موجود ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے اسوۂ حسنہ میں دیگر خوبیوں کے ساتھ ساتھ ایک کامیاب جرنیل اور سپہ سالار کے تمام اوصاف اور خوبیاں موجود ہیں۔ بطور سپہ سالار آپ خاتم النبیین ﷺ نے انتہائی کم افرادی قوت کے ساتھ بہت زیادہ کامیابیاں حاصل کیں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی جنگی حکمت عملی بہترین اور بے مثال تھی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی فتوحات کا راز ایمان وتقویٰ، شجاعت وبہادری، بے مثال اعصابی و نفسیاتی قوت اور حربی مہارت میں پوشیدہ تھا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ شجاعت وبہادری کا بے مثال نمونہ تھے۔ غزوۂ احد اور غزوۂ حنین میں سخت ترین حالات کے باوجود آپ خاتم النبیین ﷺ میدان میں ڈٹ کر دشمن کو للکارتے رہے، آپ خاتم النبیین ﷺ ایک بہترین منصوبہ ساز تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے انتہائی قلیل تعداد اور کم ترین وسائل کے ساتھ غزوہ بدر میں دشمن کو شکست فاش دی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے غزوۂ خندق کے موقع پر وسائل کی قلت کے باوجود اندرونی و بیرونی دشمنوں کا نہ صرف مقابلہ کیا بلکہ انھیں ناکام واپسی پر مجبور کیا۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ جنگی رازوں کی اس طرح حفاظت فرماتے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے ارادوں اور منصوبوں کی کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوتی تھی۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ خاتم النبیین ﷺ دشمن کو اطلاع ملنے سے پہلے مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ ایسے جوہر شناس تھے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں موجود صلاحیتوں کے مطابق انھیں فرائض تفویض کرتے جنھیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بخوبی سرانجام دیتے۔ چناں چہ آپ خاتم النبیین ﷺ کی عسکری زندگی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ میں ایک کامیاب سپہ سالار کے تمام اوصاف موجود تھے۔ ایک جرنیل اور سپہ سالار کی ذمہ داری ہے کہ وہ دور اندیشی، تدبر اور بصیرت سے کام

Web version of PCTAA textbook
Not for sale

لے کر بہترین منصوبہ بندی کرے۔ اسے جنگی فنون میں مہارت حاصل ہو، وہ قابل ترین افسروں کا تقرر کرے، فوج میں نظم وضبط کو یقینی بنائے، سپاہیوں کی حوصلہ افزائی کرے، ان سے ہمدردانہ تعلق کو اپنی ترجیح بنائے، فوج کو جدید ترین ہتھیاروں اور ٹیکنالوجی سے لیس کرے، اس کی مناسب تربیت کا اہتمام کرے، مستعد و چاک و چوبند رکھے اور لڑائی کے موقع پر جرأتِ ایمانی اور بہادری کا مظاہرہ کرے۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں بہت سے غزوات و سرایا پیش آئے جن میں بطور سپہ سالار تقریباً اٹھائیس (28) غزوات میں آپ خاتم النبیین ﷺ نے اسلامی لشکر کی قیادت فرمائی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ امکانی حد تک لڑائی سے گریز فرماتے تھے اور امن کا راستہ تلاش کرتے تھے۔ ہجرتِ مدینہ کے بعد میثاقِ مدینہ، نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی امن پسندی کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

کفار کی طرف سے جنگوں کی ابتدا ہوئی تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے اپنا دفاع کیا اور اقدامی لڑائی سے گریز کیا۔ جب جہاد کی اجازت مل گئی تو دین اسلام کی سربلندی کے لیے کوششیں تیز کر دی گئیں۔ اس میں ذاتی مفاد کی کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی۔ مسلمانوں کو یہ بھی حکم دیا گیا کہ اگر دشمن صلح پر آمادہ ہو تو صلح کر لو۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ (سُوْرَةُ الْاَنْفَال:61)

ترجمہ: "اور اگر وہ (کفار) صلح کی طرف مائل ہوں تو آپ (خاتم النبیین ﷺ) بھی اس کی طرف مائل ہو جائیے اور اللہ ہی پر بھروسا رکھیے۔"

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے احکام کی روشنی میں لڑائی اور صلح میں سے ہمیشہ صلح کو ترجیح دی۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر چودہ سو (1400) جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کے ساتھ تھے اور موت پر بھی بیعت کر چکے تھے لیکن آپ خاتم النبیین ﷺ نے لڑائی کے بجائے دشمن کی شرائط پر صلح کر لی۔ مختصر یہ کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کی تعلیم یہ تھی کہ جہاں تک ہو سکے لڑائی سے گریز کیا جائے لیکن اگر لڑائی ضروری ہو تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے ڈٹ جانے، صبر کرنے اور جرأت و بہادری کے ساتھ مقابلے کا درس دیا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو تعلیم دی کہ:

دشمن کے ساتھ جنگ کی خواہش اور تمنا دل میں نہ رکھا کرو بلکہ اللہ تعالیٰ سے امن و عافیت کی دعا کیا کرو البتہ جب دشمن سے مقابلہ ہو ہی جائے تو پھر صبر و استقامت کا مظاہرہ کرو، یاد رکھو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔ (صحیح بخاری:2966)

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے سامنے ایسی صورت حال ہوتی تو آپ خاتم النبیین ﷺ صبر اور جرأت و بہادری کا مظاہرہ فرماتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشاورت کرتے، ان کی آراء سنتے اور ان کی مشاورت سے مناسب اقدامات کرتے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے غزوۂ احد کے موقع پر نوجوان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے مدینہ منورہ سے باہر نکل کر کھلے میدان میں لڑنے کا فیصلہ فرمایا۔ غزوۂ خندق کے موقع پر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کو اہمیت دیتے ہوئے خندق کھود کر شہر کے اندر رہتے ہوئے دفاع کا فیصلہ کیا گیا۔

آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ لڑائی میں کسی عمر رسیدہ بزرگ، کم سن بچے اور کسی خاتون کو قتل نہ کیا جائے۔ آپ

Web version of PECTAA textbook Not for sale

خاتم النبیین ﷺ نے جنگی قیدیوں سے برا سلوک کرنے سے منع فرمایا، مقتولین کے اعضا کاٹنے سے روکا، جہاد کے لیے جاتے ہوئے راستہ بند کرنے کی بھی ممانعت فرمائی۔ کسی دشمن کو آگ میں جلانے سے منع فرمایا، لڑائی سے غیر متعلقہ لوگوں سے لڑائی نہ کرنے کی تلقین فرمائی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو رات کی تاریکی میں دشمن پر حملہ کرنے، مذہبی راہنماؤں کو قتل کرنے، دیگر مذاہب کی پُر امن عبادت گاہوں کو نقصان پہنچانے اور سرسبز درختوں کو کاٹنے سے منع فرمایا۔

غزوۂ بدر کے موقع پر وہ لوگ قیدی بن کر آئے جنھوں نے تکالیف دے کر آپ خاتم النبیین ﷺ اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے ساتھیوں کو ہجرت پر مجبور کیا تھا، آپ خاتم النبیین ﷺ نے ان پر ظلم و تشدد کرنے کے بجائے انھیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حوالے کرتے ہوئے ان کے ساتھ رحم دلی اور نرمی کا حکم فرمایا۔ اسی طرح فتح مکہ کے موقع پر آپ خاتم النبیین ﷺ نے جانی دشمنوں سے بدلہ لیے بغیر ان کے لیے عام معافی کا اعلان فرمایا۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے بطور سپہ سالار جو ذمہ داریاں ادا فرمائیں ان پر عمل پیرا ہونے سے متعدد فوائد و ثمرات حاصل ہوتے ہیں چند اہم فوائد درج ذیل ہیں:

- آپ خاتم النبیین ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کی پیروی سے فتح کا حصول ممکن ہوتا ہے۔
- کم سے کم نقصان کے ساتھ زیادہ سے زیادہ مقاصد اور فوائد کا حصول ممکن ہوتا ہے۔
- اسلامی ریاست اور معاشرے کا دفاع مضبوط ہوتا ہے۔
- سپاہیوں کی حوصلہ افزائی کرنے سے فوج کا حوصلہ بلند ہوتا ہے۔
- بطور سپہ سالار آپ خاتم النبیین ﷺ کی سیرت طیبہ پر عمل درآمد کرنے سے اسلامی معاشرے میں امن و امان کو فروغ ملتا ہے۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی بطور سپہ سالار سرگرمیوں کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کی تمام تر جہادی سرگرمیوں کا بنیادی مقصد کمزور لوگوں کا دفاع، مظلوموں کی مدد، اسلام کی نشر و اشاعت اور اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی تھا، تاکہ مخلوق اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے سائے میں پر امن زندگی گزار سکے۔ ذاتی اغراض و مقاصد یا مفادات کا حصول، لوگوں کو خوف زدہ کرنا یا ان کے مال و اسباب پر قبضہ کرنے جیسی کارروائیاں دہشت گردی کے زمرے میں آتی ہیں۔ ہمیں اس طرح کی کارروائیوں کی مذمت کرنے اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی سیرت طیبہ کی تعلیمات کو فروغ دینے کی ضرورت ہے تاکہ ہم معاشرے کے امن و امان اور استحکام میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

مشق

سوال نمبر1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے پر عمل کیا گیا:

(الف) غزوۂ حنین میں (ب) غزوۂ تبوک میں (ج) غزوۂ بدر میں (د) غزوۂ خندق میں

(ii) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم دشمن کو اطلاع ملنے سے پہلے مکہ مکرمہ پہنچ گئے:

(الف) غزوۂ خندق میں (ب) فتح مکہ میں (ج) غزوۂ احد (د) غزوۂ حنین میں

(iii) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے طاقت کے باوجود کفار کے ساتھ معاہدہ کرنے سے ہمیں سبق ملتا ہے:

(الف) امن پسندی کا (ب) میانہ روی کا (ج) سخاوت کا (د) عدل وانصاف کا

(iv) خواتین، بچوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کرنے کا شمار ہوتا ہے:

(الف) آدابِ جہاد میں (ب) آدابِ تجارت میں (ج) آدابِ سفر میں (د) آدابِ مجلس میں

(v) اسوۂ حسنہ کی روشنی میں جہاد فی سبیل اللہ کا مقصد ہے:

(الف) اعلائے کلمۃ اللہ (ب) دیگر علاقوں کا حصول (ج) مالِ غنیمت کا حصول (د) قیدیوں کا حصول

سوال نمبر2: مختصر جواب دیں۔

(i) بطور سپہ سالار نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے دو اوصاف لکھیں۔

(ii) صلح حدیبیہ میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے کردار کو بیان کریں۔

(iii) جنگ کے آداب کے حوالے سے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کیا ہدایات جاری کرتے تھے؟

(iv) قیدیوں سے حسنِ سلوک کے بارے میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی تعلیمات تحریر کریں۔

(v) اسلام کے تصورِ جہاد اور دہشت گردی میں فرق واضح کریں۔

سوال نمبر3: تفصیلی جواب دیں۔

- بطور سپہ سالار نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اوصاف اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی تعلیمات پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ واساتذہ کرام

- طلبہ کو نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے سپہ سالار کی خصوصیات کے چند واقعات سنائیں جو سبق میں شامل نہ ہوں۔
- روزمرہ زندگی میں ہم نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی بطور سپہ سالار خصوصیات کو کب اور کہاں اپنا سکتے ہیں؟
- مستشرقین کی طرف سے جہاد پر کیے گئے اعتراضات کے مدلل جوابات پر مذاکرہ کروائیں جس سے جہاد اور دہشت گردی میں فرق واضح ہو۔

Web version of PECTAA textbook Not for sale

(د) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی معاشی تعلیمات

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- سیرتِ نبوی خاتم النبیین ﷺ کی روشنی میں اسلام کے معاشی اصول اور ان کی اہمیت جان سکیں۔
- سیرتِ نبوی خاتم النبیین ﷺ کی روشنی میں کسبِ حلال کے مختلف ذرائع مثلاً تجارت، زراعت اور ہنر مندی کی اہمیت و فضیلت جان سکیں۔
- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی معاشی تعلیمات کی روشنی میں ارتکازِ دولت کی مذمت، ذخیرہ اندوزی، سود کا خاتمہ، ملاوٹ اور خیانت سے اجتناب وغیرہ کو سمجھ سکیں۔
- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی معاشی تعلیمات پر عمل کے فوائد و ثمرات کا جائزہ لے سکیں۔
- سیرتِ نبوی خاتم النبیین ﷺ کی معاشی تعلیمات کی مثالوں سے سبق حاصل کرتے ہوئے ان کا عملی مظاہرہ کر سکیں۔
- نبوی آداب کے مطابق معاشی سرگرمیوں کو اپنا کر معاشرے کے معاشی استحکام میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

اسلام کے معاشی اصول

اسلام جس طرح اخلاقی، معاشرتی اور روحانی معاملات میں راہ نمائی کرتا ہے اسی طرح معیشت سے متعلق بنیادی اُصول و قوانین بھی وضع کرتا ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی حیاتِ طیبہ معیشت کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے قائم کردہ معاشی نظام کا بنیادی مقصد انسان کی فلاح و بہبود ہے۔ چناں چہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے جو معاشی اُصول وضع فرمائے ان میں سب سے بنیادی اُصول یہ ہے کہ ساری کائنات کا رازق اللہ تعالیٰ ہے۔ معاشرے کا ہر فرد یہ حق رکھتا ہے کہ وہ جس قسم کی چاہے جائز معاشی سرگرمی اختیار کر سکتا ہے اور اپنی استعداد اور قابلیت کے مطابق رزق کما سکتا ہے۔ البتہ ان معاشی سرگرمیوں میں شریعت کی قائم کردہ حدود کا خیال رکھنا لازمی اور ضروری ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے مال و دولت کے حصول کے لیے دوسروں کے استحصال سے منع فرمایا ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے سود، ذخیرہ اندوزی، سٹے بازی، جوا اور رشوت جیسی صورتوں کی مکمل نفی فرمائی ہے۔

اسلام کا معاشی نظام اخلاقی اقدار پر مبنی ہے جو نہ تو رہبانیت کی تعلیم دیتا ہے اور نہ ہی خالص مادہ پرستانہ ذہنیت پیدا کرتا ہے کہ انسان مال و دولت کمانے کی سرگرمیوں میں مشغول ہو کر آخرت کو فراموش کر دے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ایسا معاشی نظام قائم فرمایا جس کی بنیاد تقویٰ، ایثار، سخاوت، خیر خواہی، ہمدردی، گردشِ دولت، انفاق فی سبیل اللہ، عدل، احسان اور ایک دوسرے کے ساتھ نیکی کے کاموں میں تعاون پر رکھی گئی ہے۔ زکوٰۃ، خمس، فطرانہ، صدقہ و خیرات، میراث کی تقسیم، مالِ غنیمت کی تقسیم، مالِ فے اور قربانی وغیرہ گردشِ دولت کی مختلف صورتیں ہیں تاکہ ارتکازِ دولت نہ ہو۔ ان پر عمل پیرا ہو کر مثالی فلاحی معاشرہ قائم کیا جا سکتا ہے۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

ذرائع معاش

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے نہ صرف خود تجارت فرمائی بلکہ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور امت کو بھی اس کی ترغیب دی ہے۔

ارشادِ نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہے: سچا اور دیانت دار تاجر قیامت کے دن انبیائے کرام، صدیقین اور شہدا کے ساتھ ہوگا۔ (جامع ترمذی:1209)

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اعلانِ نبوت سے قبل حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مالِ تجارت لے کر گئے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی دیانت داری کی بنا پر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بہت زیادہ نفع ہوا۔

زراعت بھی کسبِ حلال کا جائز ذریعہ ہے۔ انصارِ مدینہ کی اکثریت زراعت کے پیشے سے وابستہ تھی۔ دینِ اسلام نے کھیتی باڑی کرنے اور پھل دار درخت لگانے کی ترغیب دی ہے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا فرمان ہے:

> جو مسلمان کوئی درخت لگاتا ہے یا کوئی کھیت اگاتا ہے اس سے کوئی پرندہ، انسان یا جانور کھائے تو وہ اس کا صدقہ ہو جاتا ہے یعنی اس کے لیے اجر و ثواب کا باعث بنتا ہے۔ (صحیح بخاری:2320)

حلال رزق کمانے کا ایک ذریعہ ہنر مندی ہے۔ جس شخص کے پاس تجارت کے لیے سرمایہ نہ ہو وہ ہنر مندی سے کام لے کر حلال اور جائز روزی کما سکتا ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنے ہاتھ کی محنت کی کمائی کو بہترین کمائی قرار دیا ہے۔

سیّدنا داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں کی ہنر مندی سے زرہیں بناتے تھے۔ اسی طرح حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے۔ جائز ذرائع کو اختیار کر کے رزق کمانے سے نہ صرف حلال رزق حاصل ہوتا ہے بلکہ افرادِ معاشرہ کی ضروریات بھی پوری ہوتی ہیں۔ گویا ہنر مندی فرد کی ذاتی ترقی کے ساتھ ساتھ معاشرتی فلاح و بہبود کا بھی باعث بنتی ہے۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

ناجائز ذرائع معاش سے اجتناب

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے عطا کردہ معاشی نظام کا نمایاں ترین اصول ناجائز ذرائع سے اجتناب کرنا ہے اس ضمن میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارتکازِ دولت کی مذمت کرتے ہوئے اس سے اجتناب کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ ارتکازِ دولت سے مراد دولت کا مخصوص طبقے یا چند افراد کے ہاتھوں میں جمع ہونا ہے اور دوسروں تک اس کے فوائد کا نہ پہنچنا ہے۔ قرآن مجید میں ایسے شخص کو دردناک عذاب کا مستحق قرار دیا گیا ہے جو دولت کو خزانہ بنا کر رکھتا ہے اور معاشرے کو اس کے فوائد سے محروم کرتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

> وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٣٤﴾ (سُوْرَةُ التَّوْبَة:34)
>
> ترجمہ: ”اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو آپ انھیں دردناک عذاب کی خوش خبری دیجیے۔“

اجناس یا دیگر اشیائے ضروریہ کو مہنگے داموں فروخت کرنے کے لیے جمع کر کے رکھنا ذخیرہ اندوزی کہلاتا ہے۔ نبی کریم

خاتم النبیین ﷺ نے ایسے شخص پر لعنت فرمائی ہے جو ذخیرہ اندوزی کرتا ہے۔

قرآن مجید میں سود کو صریحاً حرام قرار دیتے ہوئے اسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ کھلی جنگ قرار دیا گیا ہے۔ سودی نظام سے معاشرے میں عدم مساوات اور معاشی ظلم بڑھتا ہے۔ سود کی ترویج سے امیر، امیر تر اور غریب، غریب تر ہوتا ہے اس لیے انسانیت کو معاشی استحصال سے بچانے کے لیے سود کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ملاوٹ اور خیانت سے بھی منع فرمایا ہے۔ ملاوٹ دھوکا دہی کی ایک شکل ہے جس سے خریدار کو نقصان پہنچتا ہے۔ اس لیے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے اور ملاوٹ کرنے والے کے بارے میں فرمایا ہے کہ جس نے ملاوٹ کی اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اسی طرح نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے خیانت کی مذمت فرمائی ہے اور بددیانت شخص کے دین کو ناقابلِ اعتبار اور خیانت کو منافق کی نشانی قرار دیا ہے۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی معاشی تعلیمات اور اسوۂ حسنہ کی پیروی سے معاشرے سے غربت اور استحصال کا خاتمہ ہوتا ہے۔ لوگوں کے معاشی حقوق محفوظ ہوتے ہیں۔ دولت کی منصفانہ تقسیم ممکن ہوتی ہے۔ غریب طبقے کو معاشی تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ امیر اور غریب کے مابین فاصلہ کم ہوتا ہے۔ کاروبار میں شفافیت بڑھتی ہے اور معاشرے میں بدامنی کی جگہ خوش حالی اور سکون آتا ہے۔

مشق

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) اسلام کے معاشی نظام کا بنیادی اصول ہے:

(الف) اللہ تعالیٰ کو رازق ماننا (ب) ملازمت اختیار کرنا (ج) تجارت کو فروغ دینا (د) کھیتی باڑی کرنا

(ii) انصارِ مدینہ کی اکثریت کا پیشہ تھا:

(الف) کان کنی (ب) زراعت (ج) ملازمت (د) ماہی گیری

(iii) اسلام نے منع کیا ہے:

(الف) ذخیرہ اندوزی سے (ب) تجارت سے (ج) گلہ بانی سے (د) ماہی گیری سے

(iv) ارتکازِ دولت سے مراد ہے:

(الف) دولت کا چند ہاتھوں میں جمع ہونا (ب) دولت کی منصفانہ تقسیم

(ج) ناجائز ذرائع سے دولت کا حصول (د) زیادہ منافع کمانا

(v) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ کھلی جنگ قرار دیا گیا ہے:

(الف) سود کو (ب) غیبت کو (ج) ملاوٹ کو (د) بہتان کو

Web version of PECTAA textbook Not for sale

سوال نمبر 2: مختصر جواب دیں۔

(i) اسلامی معاشی نظام کے کوئی سے دو اصول بیان کریں۔

(ii) کھیتی باڑی سے متعلق اسلامی تعلیمات تحریر کریں۔

(iii) ارتکازِ دولت معاشی نظام میں بگاڑ کا سبب ہے، وضاحت کریں۔

(iv) اسلام میں سود کی مذمت کس طرح بیان کی گئی ہے؟

(v) اسلام کی معاشی تعلیمات پر عمل کے دو فوائد تحریر کریں۔

سوال نمبر 3: تفصیلی جواب دیں۔

- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی معاشی تعلیمات پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ و اساتذہ کرام

- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے اسوہ حسنہ سے معاشی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کے چند ایسے واقعات طلبہ کو سنائیں جو سبق میں شامل نہ ہوں۔
- معاشی استحکام کے انفرادی اور اجتماعی سطح پر اثرات کا جائزہ لیں۔
- سیرتِ طیبہ کی روشنی میں دورِ جدید کے معاشی ذرائع (ای کامرس وغیرہ) کے اخلاقیات پر مذاکرہ کروائیں۔
- درج ذیل معاشی سرگرمیوں میں سے آپ کن کن میں حصہ لیتے رہے ہیں، ان کی نشان دہی کریں۔ نیز یہ بھی بتائیں کہ یہ کام آپ نے کب کیے؟ کس کی مدد سے کیے اور ان کے کیا اثرات مرتب ہوئے؟ یہ بھی بتائیں کہ اس میں آپ نے سیرتِ طیبہ پر کیسے عمل کیا؟

کمیٹی ڈالنا	پیسے جمع کرنا	شراکت داری	والدین کے کاروبار میں معاونت	ای کامرس	کھانے پینے اور دیگر اشیا کی خرید و فروخت

- سیرت نبوی خاتم النبیین ﷺ کی روشنی میں کامیاب معاشی سرگرمیوں کے لیے پانچ ایسی خوبیوں پر نشان لگائیں جو آپ اپنے اندر پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ نیز یہ بھی بتائیں کہ وہ خوبیاں آپ کن کن کاموں سے پیدا کریں گے۔

خوبیاں		خود اعتمادی		دیانت داری	وعدے کی پاسداری	ملاوٹ اور ذخیرہ اندوزی سے پرہیز	
مل جل کر کام کرنا	مناسب قیمت پر اشیا کی خرید و فروخت	مستقل مزاجی اور محنت سے کام کرنا		وقت کی پابندی			

Web version of PECTAA textbook Not for sale

باب چہارم

اخلاق و آداب

(الف) اجتماعی خیر خواہی اور احترامِ انسانیت

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- اجتماعی خیر خواہی اور احترامِ انسانیت کے معنیٰ و مفہوم سے آگاہ ہو سکیں۔
- قرآن و سنّت کی روشنی میں اجتماعی خیر خواہی اور احترامِ انسانیت کی اہمیت و فضیلت کو سمجھ سکیں اور تحقیرِ انسانیت کی مروجہ صورتوں سے اجتناب کر سکیں۔
- سیرتِ نبوی خاتم النبیین ﷺ، خطبہ حجۃ الوداع، سیرتِ اہلِ بیت اطہار اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اجتماعی خیر خواہی اور احترامِ انسانیت کی مثالیں سمجھ سکیں۔
- عملی زندگی میں اجتماعی خیر خواہی اور احترامِ انسانیت کے معاشرتی فوائد و ثمرات کا جائزہ لے سکیں۔
- سیرتِ نبوی سے اجتماعی خیر خواہی اور احترامِ انسانیت کی مثالوں سے سبق حاصل کرتے ہوئے انھیں اپنی زندگیوں کا حصہ بنا سکیں۔
- عملی زندگی کے معاملات میں اجتماعی خیر خواہی اور احترامِ انسانیت کے کاموں میں شمولیت اختیار کر کے معاشرتی فلاح و بہبود میں اپنا کردار ادا کر کے اپنی دنیا و آخرت بہتر بنا سکیں۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

اجتماعی خیر خواہی

اجتماعی خیر خواہی سے مراد اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق کے بارے میں نیک خواہش رکھنا اور ان کا بھلا سوچنا ہے۔ تمام انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ اپنی قوموں کے خیر خواہ تھے۔ حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"میں تمھیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور میں تمھارے لیے امانت دار خیر خواہ ہوں۔" (سُوْرَةُ الْأَعْرَاف: 68)

قرآنِ مجید کی ایک سورت کا نام "سُوْرَةُ النَّمل" ہے، نمل عربی زبان میں چیونٹی کو کہتے ہیں۔ اس سورت کا نام اس چیونٹی کے نام پر رکھا گیا ہے جس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر کی آمد پر باقی چیونٹیوں کو خبردار کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: یہاں تک کہ جب وہ چیونٹیوں کی وادی پر آئے تو ایک چیونٹی نے کہا اے چیونٹیو! اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ سلیمان (علیہ السلام) اور ان کا لشکر تمھیں کچل نہ دیں اور ان کو خبر بھی نہ ہو۔ (سُوْرَةُ النَّمل: 18)

لوگوں کی خیر خواہی اور ان کے لیے نفع رسانی اس قدر عظیم عمل ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو حیاتِ جاودانی عطا کرتے ہیں۔

قرآن مجید میں ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

وَ اَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ (سُوْرَۃُ الرَّعۡد:17)

ترجمہ: "اور وہ چیز جو لوگوں کو نفع دیتی ہے تو وہ زمین میں ٹھہر جاتی ہے۔"

نبی اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اَلدِّیۡنُ النَّصِیۡحَۃُ (صحیح مسلم:55)

ترجمہ: "دین خیر خواہی کا نام ہے۔"

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انسانی طبقات میں سے کمزور طبقات کے ساتھ مہربانی اور حُسنِ سلوک کی خاص تاکید فرمائی۔ معاشرے میں عورت، غلام اور یتیم کمزور طبقات شمار ہوتے ہیں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر ان کے ساتھ حُسنِ سلوک کی خاص تاکید فرمائی، عورتوں کے حوالے سے فرمایا کہ میں تمھیں عورتوں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ کا خوف دلاتا ہوں ان کو تم نے اللہ کے نام پر لیا ہے ان کے حقوق کا خیال رکھو۔ اسی طرح غلاموں کے حوالے سے فرمایا جو خود کھاؤ، پیو اور پہنو وہی اپنے غلاموں کو بھی کھلاؤ، پلاؤ اور پہناؤ۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیواؤں اور مسکینوں کے کام آنے والا اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کے برابر ہے یا رات بھر عبادت اور دن کو روزے رکھنے والے کے برابر ہے۔ (صحیح بخاری:5353)

انسان تو انسان ہیں، جانوروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے پر بھی ہمیں اجر و ثواب ملتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا جانوروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے پر بھی ہمیں اجر ملے گا؟ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "ہاں، ہر جان دار کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا اجر ہے۔" (صحیح بخاری:2363)

احترامِ انسانیت

احترامِ انسانیت کا معنیٰ ہے، "سارے انسانوں کی عزّت کرنا۔" ایک انسان ہونے کے ناتے ہر شخص قابلِ احترام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اور یقیناً ہم نے آدم (علیہ السلام) کی اولاد کو عزّت بخشی" (سورۃ بنی اسرائیل:70)

قرآنِ مجید کا اوّلین خطاب ساری انسانیت سے ہے۔ تمام انسانوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا احترامِ انسانیت ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "جس نے اسلامی ریاست میں بسنے والے کسی غیر مسلم پر ظلم کیا، یا اس کا حق مارا، یا اس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالا، یا اس کی دلی رضامندی کے بغیر اس کی کوئی چیز لی تو میں قیامت کے دن اس مسلمان کے خلاف غیر مسلم کے حق میں وکیل بنوں گا۔" (سنن ابی داؤد:3052)

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے غیر مسلم کی جان کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: جس نے کسی معاہد کو ناحق قتل کیا، وہ

Web version of PCTAA textbook Not for sale

جنّت کی خوش بو بھی نہ سونگھ سکے گا۔ (صحیح بخاری:3166)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عمل سے یہ مثالیں قائم فرمائیں کہ خلیفہ قوم کا خادم اور قوم کا خیر خواہ ہوتا ہے۔ جب منصبِ خلافت کے لیے اُن کا انتخاب ہوا تو محلے کی ایک لڑکی بہت فکر مند ہوئی جس کی بکریوں کا دودھ دوہنے کی خدمت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ذمہ لے رکھی تھی، اس لڑکی نے فکر مندی سے کہا: "اب ہماری بکریاں کون دوہے گا؟" حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! میں دوہوں گا، مجھے امید ہے کہ خلافت کی ذمہ داری مجھے مخلوقِ خدا کی خدمت گزاری سے نہیں روکے گی۔" حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانۂ خلافت میں مدینہ منورہ کے مضافات میں ایک نابینا بوڑھی عورت کی خدمت کیا کرتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رعایا کی خیر خواہی اور جواب دہی کا اس قدر احساس تھا کہ فرمایا کرتے تھے: اگر دریائے فرات کے کنارے کوئی بکری مر گئی تو قیامت کے دن اس کے بارے میں مجھ سے سوال کیا جائے گا۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معمولات میں یہ بات ملتی ہے کہ وہ کھانا کھانے لگتے تو کسی فقیر اور مسکین شخص کو بھی اپنے ساتھ کھانے میں شریک کرتے اور اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے۔ ایک مرتبہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کچھ فقیر اور غریب لوگوں نے دعوت کی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی حوصلہ افزائی اور اظہارِ محبت کے لیے ان کے پاس تشریف لے گئے اور وہیں کھانا تناول فرمایا۔

تحقیرِ انسانیت کی مختلف صورتیں

دوسروں کو حقیر سمجھنا، ان کا مذاق اڑانا، جملے کسنا، نام بگاڑنا، ذات پات اور رنگ و نسل کی بنیاد پر انسان کے مقام و مرتبہ کا فیصلہ کرنا احترامِ انسانیت کے خلاف ہے۔ کسی کی شکل و صورت یا جسمانی کیفیت کی بنا پر اس کا مذاق اڑانا یا اس پر طنز کرنا اتنا معیوب عمل ہے جو کسی بھی مہذب معاشرے میں قابلِ قبول نہیں۔ جو لوگ دوسروں کی غیبت کرتے ہیں، انھیں طعنہ دیتے ہیں یا ان کی کسی کمی پر انھیں طنز کرتے ہیں وہ دراصل احترامِ انسانیت کی صفت سے محروم ہیں۔ کسی انسان کو اس کے حق سے محروم رکھنا یا اس کا حق چھین لینا بھی اس کی تحقیر اور توہین کے مترادف ہے۔ کسی انسان کی بیماری کا مذاق اڑانا بھی بہت بڑا گناہ ہے، ہمیں تو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ مریض کی بیمار پرسی اور اس کی خدمت کریں۔

کسی کی مالی حیثیت، شکل و صورت، رنگ و نسل یا کسی بھی خامی یا عیب کی وجہ سے اس کا مذاق اڑانا بھی تحقیرِ انسانیت کی ایک صورت ہے، آج کل لوگ مذاق کے نام پر دوسروں کی تحقیر کرتے ہیں اور ان کا تماشا بنانے کی کوشش کرتے ہیں، ہنسی مزاح میں بھی کسی کے عیب کا مذاق اڑانا جائز نہیں ہے۔ ہر مسلمان کو دوسروں کے حقوق کی پاسداری اس طرح کرنی چاہیے جیسا کہ محسنِ انسانیت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ سے ثابت ہے۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

خیر خواہی اور احترامِ انسانیت کے فوائد و ثمرات

اجتماعی خیر خواہی اور احترامِ انسانیت کی عادت اپنانے سے حاصل ہونے والے فوائد و ثمرات میں سے چند درج ذیل ہیں:

- بھائی چارے، محبت اور یک جہتی کو فروغ ملتا ہے۔
- معاشرے میں برداشت پیدا ہوتی ہے کیوں کہ عدم برداشت معاشرے کے لیے زہرِ قاتل ہے۔
- لوگوں کو ان کے حقوق ملنے لگتے ہیں اور ہر ایک کی معاشی حالت بہتر ہو جاتی ہے۔
- لڑائی جھگڑوں اور مقدموں پر وقت اور روپیا پیسا برباد ہونے سے بچ جاتا ہے۔
- نفرت کا خاتمہ ہوتا ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔
- معاشرے میں خیر خواہی اور احترام کے جذبات فروغ پانے سے ہر ایک کی جان، مال اور عزت و آبرو محفوظ ہو جاتی ہے۔

مشق

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) حدیثِ مبارک کی روشنی میں دین نام ہے:

(الف) صبر کا (ب) خیر خواہی کا (ج) مشقت کا (د) محنت کا

(ii) "سُورَۃُ النَّمل" میں چیونٹیوں کے جذبے کو بیان کیا گیا ہے:

(الف) اتحاد (ب) مل جل کر رہنا (ج) خیر خواہی (د) محنت

(iii) سارے انسانوں کی عزت کرنا کہلاتا ہے:

(الف) احترامِ انسانیت (ب) کفایت شعاری (ج) میانہ روی (د) استقامت

(iv) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ اس مسلمان کے خلاف قیامت کے دن غیر مسلم کے وکیل بنیں گے:

(الف) جس نے غیر مسلم پر ظلم کیا (ب) جس نے کنجوسی کا مظاہرہ کیا

(ج) جس نے غیر مسلم کو کھانا نہ کھلایا (د) جس نے غیر مسلم سے ٹیکس وصول کیا

(v) اجتماعی خیر خواہی سے معاشرے میں فروغ ملتا ہے:

(الف) بھائی چارے کو (ب) فضول خرچی کو

(ج) میانہ روی کو (د) شجر کاری کو

Web version of PECTAA textbook Not for sale

سوال نمبر 2: مختصر جواب دیں۔

(i) اجتماعی خیر خواہی کا مفہوم تحریر کریں۔

(ii) احترامِ انسانیت کا مفہوم بیان کریں۔

(iii) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی سے اجتماعی خیر خواہی کی ایک مثال تحریر کریں۔

(iv) تحقیرِ انسانیت کی مروّجہ صورتوں میں سے دو صورتیں تحریر کریں۔

(v) اجتماعی خیر خواہی اور احترامِ انسانیت کے دو فائدے تحریر کریں۔

سوال نمبر 3: تفصیلی جواب دیں۔

- اجتماعی خیر خواہی اور احترامِ انسانیت معاشرتی فلاح و بہبود کی ضامن ہیں، وضاحت کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ و اساتذہ کرام

- طلبہ خطبہ حجۃ الوداع کی روشنی میں احترامِ انسانیت اور اجتماعی خیر خواہی کے چیدہ چیدہ نکات کی فہرست مرتب کریں۔
- طلبہ کو رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ، سیرتِ اہلِ بیتِ اطہار اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زندگیوں سے اجتماعی خیر خواہی کے چند ایسے واقعات سنائیں جو سبق میں شامل نہ ہوں۔
- روزمرہ زندگی میں ہم جن جن اجتماعی خیر خواہی کے کاموں میں شمولیت اختیار کر سکتے ہیں، ان کی فہرست بنائیں۔
- درج ذیل میں سے اجتماعی خیر خواہی کے کاموں میں سے آپ کن کن کاموں میں حصہ لیتے رہے ہیں، ان کی نشان دہی کریں۔ نیز یہ بھی بتائیں کہ ان کاموں کے کیا اثرات مرتب ہوئے؟

محلے/کمرا جماعت کی صفائی	شجر کاری مہم	ناداروں کی مدد	پارکوں کی صفائی	معذوروں کی امداد	ہسپتال میں عوام کی راہ نمائی

- اجتماعی خیر خواہی کے کاموں میں سے پانچ ایسی خوبیوں پر نشان لگائیں جو آپ اپنے اندر پیدا کرنا چاہتے ہیں، نیز یہ بھی بتائیں کہ وہ خوبیاں کن کن کاموں سے پیدا ہوتی ہیں:

خوبیاں	احترامِ انسانیت	ایثار	حقوق العباد کی پاسداری	خدمتِ خلق	جانوروں کا خیال	رحم دلی	حسنِ اخلاق	سخاوت
اجتماعی خیر خواہی کے کام								

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

(ب) اخلاقی رذائل سے اجتناب

(تعصّب، خود پسندی، فحش گوئی، منشیات کا استعمال، رشوت ستانی، بدعنوانی

حاصلاتِ تعلُّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- اخلاقی رذائل (تعصب، خود پسندی، فحش گوئی، منشیات کا استعمال، رشوت ستانی، بدعنوانی) کے معنی و مفہوم سے آگاہ ہو سکیں۔
- قرآن و سنت کی روشنی میں مذکورہ اخلاقی رذائل کی مذمت کے بارے میں جان سکیں۔
- سیرت نبوی خاتم النبیین ﷺ، سیرت اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مذکورہ اخلاقی رذائل سے اجتناب کی تلقین کے بارے میں جان سکیں۔
- اس بات کا جائزہ لے سکیں کہ مذکورہ اخلاقی رذائل اپنانے سے معاشرے میں کون کون سے بگاڑ پیدا ہو سکتے ہیں اور ان کا تدارک کس طرح کیا جا سکتا ہے۔
- قرآن و سنت کی روشنی میں مذکورہ اخلاقی رذائل کی مذمت سے آگاہ ہو کر روز مرہ زندگی میں ان سے اجتناب کرنے والے بن سکیں۔
- روز مرہ زندگی کے معاملات میں مذکورہ خلاقی رذائل سے اجتناب کر کے معاشرے کی بہتری میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

Web version of PECTAA textbook Not for sale

رذائل عربی زبان کا لفظ ہے جو کہ رذیلۃ سے مشتق ہے جس کا معنی ہے برا، کمینہ، گھٹیا۔ اخلاقی رذائل سے مراد وہ بری عادات و اطوار ہیں جو معاشرتی فساد و بگاڑ اور اخروی عذاب کا باعث بنتے ہیں۔ ذیل میں چند اخلاقی رذائل کا ذکر کیا جا رہا ہے:

تعصّب

تعصب سے مراد اپنے گروہ یا جماعت کی بے جا طرف داری کرنا ہے۔ حق و باطل اور صحیح و غلط کے درمیان فرق کیے بغیر اپنے گروہ، جماعت، قبیلے یا عزیز و اقارب کا ناحق ساتھ دینا تعصب کہلاتا ہے۔

اسلام نے تعصب کے برعکس اسلامی اخوت و بھائی چارے کا درس دیا ہے۔ مسلمانوں کو ایک جماعت بنانے اور اتحاد و اتفاق کی لڑی میں پرونے کے لیے تعصب کا قلع قمع کیا گیا ہے اور مساوات کی تلقین کی گئی ہے۔ اس کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا (سُوْرَةُ الْحُجُرٰتِ: 13)

ترجمہ: ''اے لوگو! بے شک ہم نے تمھیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا فرمایا اور ہم نے تمھیں (مختلف) قومیں اور قبیلے بنایا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔''

خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے برابری و مساوات اور اخوت و بھائی چارے کی تلقین فرماتے

ہوئے ارشاد فرمایا:

"تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے، تم میں سے کسی کو کسی پر کوئی برتری حاصل نہیں ہے سوائے تقویٰ و پرہیز گاری کے۔"

دینِ اسلام کی مساوات پر مبنی تعلیمات کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مواخاتِ مدینہ کے موقع پر بے مثال اخوت و بھائی چارے کا مظاہرہ کیا۔

تعصب کی مذمت بیان کرتے ہوئے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ شخص ہم میں سے نہیں جو کسی عصبیت کی طرف بلائے، وہ شخص بھی ہم میں سے نہیں جو عصبیت کی بنیاد پر لڑائی لڑے، اور وہ شخص بھی ہم میں سے نہیں جو تعصب کا تصور لیے ہوئے مرے (سنن ابی داود: 5121)۔ تعصب سے معاشرے میں حق و باطل کی تمیز ختم ہو جاتی ہے، اتحاد و اتفاق اور بھائی چارے کا خاتمہ ہو جاتا ہے، قتل و غارت اور فساد کا دور دورہ ہوتا ہے، اتحادِ ملی کا شیرازہ بکھر جاتا ہے۔ خود غرضی اور مفاد پرستی جیسی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ بحیثیت پاکستانی ہمیں صوبائی، لسانی اور مذہبی تعصبات سے بالاتر ہو کر پاکستان کی ترقی و خوش حالی میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔

خود پسندی

خود پسندی ایک مہلک بیماری ہے جو انسان کے اخلاق کو بگاڑ دیتی ہے۔ خود پسندی میں مبتلا شخص صرف اپنی ذات کو پسند کرتا ہے، اپنی سوچ، فکر اور ذات کو دوسروں پر ترجیح دیتا ہے، وہ اپنے آپ کو سب سے بہتر اور اعلیٰ و افضل سمجھتے ہوئے یہ چاہتا ہے کہ اس کی ہر جگہ تعریف کی جائے، اس کو عزت دی جائے اور اس کا ادب و احترام کیا جائے۔ خود پسندی کی وجہ سے انسان ذاتی مفاد، ریاکاری اور تکبر جیسے رذائل میں مبتلا ہوتا ہے۔ قرآنِ مجید میں خود پسندی کا شکار لوگوں کی مذمت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَّ يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ

(سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰن: 188)

ترجمہ: "اور وہ چاہتے ہیں کہ ان کی (ایسے کاموں پر بھی) تعریف کی جائے جو انھوں نے کیے ہی نہیں تو آپ ہرگز نہ سمجھیں کہ وہ عذاب سے بچ جائیں گے۔"

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تربیت یافتہ صحابہ کرام اور اہلِ بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم خود پسندی کو ناپسند فرماتے تھے۔ ہمیشہ عاجزی و انکساری اختیار کرتے اور جو نعمت میسر ہوتی اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرتے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار رہتے۔

فحش گوئی

فحش گوئی کا مطلب بے ہودہ کلام کرنا، گالی دینا اور غیر اخلاقی گفت گو کرنا ہے۔ فحش گوئی زبان کے گناہوں میں سے ہے۔ بدزبانی سے مراد صرف کسی کو گالی دینا ہی نہیں ہوتا بلکہ اس سے مراد ہر وہ بات یا جملہ ہے جس سے کسی بھی طرح، کسی کی بھی دل آزاری ہو اور اسے تکلیف پہنچتی ہو۔ اسی لیے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کامل مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔ (صحیح بخاری: 10)

Web version of PECTAA textbook Not for sale

اسلام میں کسی کو برا بھلا کہنے یا برے القاب سے پکارنے سے منع کیا گیا ہے۔

اسلام میں بدزبانی اور فضول بحث و مباحثہ کی بھی حوصلہ شکنی کی گئی ہے اور اس سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

> وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (سُوْرَةُ الْاَنْعَام: 151)
>
> ترجمہ: ''اور بے حیائی کی باتوں کے قریب مت جاؤ جو ان میں سے ظاہر ہیں اور جو پوشیدہ ہیں۔''

منشیات کا استعمال

منشیات سے مراد وہ تمام چیزیں ہیں جو نشہ کا سبب بنتی ہیں۔ نشہ انسان کے اعصاب کو مفلوج کر دیتا ہے اور متعدد اخلاقی رذائل کا سبب بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو سوچنے سمجھنے اور اچھے و برے میں تمیز کرنے کی صلاحیت اور شعور عطا فرما رکھا ہے لیکن نشہ سے انسان کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے جس سے انسان اچھے اور برے میں فرق نہیں کر پاتا، یہی وجہ ہے کہ اسلام میں ہر نشہ آور چیز کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ منشیات کے استعمال سے بے شمار طبی بیماریاں اور اخلاقی برائیاں جنم لیتی ہیں اور یہ اخلاقی برائیاں انفرادی اور اجتماعی بگاڑ کا سبب بنتی ہیں۔ اس لیے نشہ آور اشیا کی حرمت بیان کرتے ہوئے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

> ترجمہ: اے ایمان والو! بے شک شراب اور جوا اور بت اور جوئے کے تیر (سب) ناپاک شیطانی کام ہیں لہٰذا ان سے بچو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ (سُوْرَةُ الْمَآئِدَة: 90)

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے نشے کی ممانعت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

> ترجمہ: ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ حرام ہے۔ (صحیح مسلم: 2003)

اسلام نے تمام نشہ آور اشیا کو حرام قرار دیا ہے۔ ہمیں ان تمام چیزوں سے محفوظ رہنا چاہیے جو نشے کا باعث بنتی ہیں۔ چرس، افیون وغیرہ کے استعمال کے لیے سگریٹ پہلی سیڑھی کا کام کرتی ہے۔ اس طرح تمباکو نوشی اور سگریٹ کینسر اور اس جیسے دیگر موذی امراض کا باعث بنتی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ سگریٹ نوشی کی حساسیت کو سمجھتے ہوئے اس سے اجتناب کیا جائے۔ موجودہ دور میں نوجوان نسل میں شیشے کا استعمال کثرت سے بڑھ رہا ہے جو ان کی صحت کے لیے انتہائی نقصان دہ ہے۔

بدعنوانی اور رشوت ستانی

بدعنوانی کے مفہوم میں ہر وہ عمل شامل ہے جس میں کسی بھی طرح کسی کا حق غصب کیا جاتا ہے اور ایسے شخص کو فائدہ پہنچایا جاتا ہے جو اس کے لائق اور حق دار نہیں ہوتا جب کہ رشوت بدعنوانی کی ایسی قسم ہے کہ جس میں غلط مفاد حاصل کرنے کے لیے کسی صاحب اختیار کو ہدیہ، تحفہ یا معاوضہ وغیرہ دیا جاتا ہے۔ عموماً ایسا ہوتا ہے کہ مختلف سرکاری یا غیر سرکاری معاملات میں کسی بھی محکمے میں ناجائز مفاد حاصل کرنے کی خاطر معاوضہ دیا جاتا ہے، اس سے حق دار کی حق تلفی ہوتی ہے۔ رشوت ستانی اور بدعنوانی سے لوگوں میں مایوسی، بے راہ روی، ظلم و زیادتی اور ناانصافی پھیل جاتی ہے۔ معاشرتی امن و سکون تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ ملکی سطح پر بدعنوانی و رشوت ستانی کے ذریعے اقتدار اور اختیار ایسے

لوگوں کے ہاتھ چلا جاتا ہے جو اہل نہیں ہوتے اور اپنے مفادات کی خاطر ملک و ملت کو داؤ پر لگا دیتے ہیں۔ خیانت، بددیانتی، غبن اور ہیرا پھیری بدعنوانی کی مختلف صورتیں ہیں۔ قرآن مجید نے رشوت ستانی کو حرام قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

ترجمہ: اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقہ سے نہ کھاؤ اور (نہ ہی) اس (مال) کو (بطور رشوت) حکام تک پہنچاؤ کہ تم جانتے بوجھتے لوگوں کے مال کا کچھ حصہ گناہ کے ساتھ کھاؤ۔ (سُوْرَةُ الْبَقَرَة:188)

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے رشوت دینے والے اور لینے والے دونوں کو اس جرم میں برابر کا شریک ٹھہرایا اور دونوں پر لعنت فرمائی ہے (سنن ابی داؤد:3580)۔ سرکاری ملازمین یا صاحب اختیار لوگ رشوت کے مال کو تحفہ کا نام دے کر قبول کرتے ہیں جب کہ ایسے تحفہ کو جو سرکاری ملازمت کے دوران لیا جاتا ہے اس سے بھی منع کیا گیا ہے۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ہمیشہ اسی شخص کو کوئی بھی ذمہ داری یا عہدہ عطا کیا جو اس کا اہل ہوتا۔ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں بھی اسی اصول کو پیش نظر رکھا گیا اور رشوت و اقربا پروری یا بددیانتی کی حوصلہ شکنی کی گئی یہی وجہ ہے کہ انتہائی قلیل مدت میں ریاستِ مدینہ کی سرحدیں، افریقہ سے ایشیا اور ایشیاء سے یورپ تک پہنچ گئیں۔

اسلام امن عامہ کا داعی ہے اور ہر اس عادت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتا ہے جو امن عامہ میں رکاوٹ بنتی ہے۔ اسلام میں منشیات کے استعمال، فحش گوئی اور تعصب جیسی بری عادات سے نفرت دلانے کے ساتھ ساتھ رشوت ستانی و بدعنوانی کو بھی معاشرے سے ختم کرنے کے لیے سخت وعیدیں سنائی گئی ہیں اور اسلام نے لوگوں میں ایثار و قربانی، مساوات اور اخوت کی وہ شمع روشن کی کہ جس سے رشوت کا سرے سے ہی خاتمہ ہو جاتا ہے۔

آج بھی اگر ہم ترقی کرنا چاہتے ہیں اور اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں ان نبوی سنہری اصولوں کو اپنانا ہوگا اور تعصب، خود پسندی، فحش گوئی، منشیات کے استعمال، رشوت ستانی اور بدعنوانی وغیرہ جیسی برائیوں سے نجات حاصل کرنا ہوگی۔

مشق

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) اپنے گروہ کی بے جا حمایت کرنا کہلاتا ہے:

(الف) تعصب (ب) بدعنوانی (ج) فحش گوئی (د) خود پسندی

(ii) انسانوں کو مختلف قبیلوں اور قوموں میں تقسیم کرنے کی وجہ ہے:

(الف) لوگوں کی پہچان (ب) عہدوں کی تقسیم (ج) ایثار و قربانی (د) ہدایت فراہم کرنا

(iii) اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت و شرف کے لیے کسوٹی قرار دیا گیا ہے:

(الف) صلہ رحمی کو (ب) تقویٰ کو (ج) شرم و حیا کو (د) سخاوت کو

Web version of PECTAA textbook Not for sale

(iv) اپنی ذات کو پسند کرنا اور دوسروں پر ترجیح دینا کہلاتا ہے:

(الف) تعصب (ب) خود پسندی (ج) رشوت (د) بدعنوانی

(v) ہر وہ بات جو کسی مسلمان کی تکلیف کا باعث بنے، شامل ہے:

(الف) فحش گوئی میں (ب) تعصب میں (ج) رشوت ستانی میں (د) حسد میں

سوال نمبر 2: مختصر جواب دیں:

(i) خود پسندی کی مذمت میں اللہ تعالیٰ کا ایک فرمان تحریر کریں۔

(ii) موجودہ دور میں منشیات کی کوئی سی دو صورتیں تحریر کریں۔

(iii) تعصب کے کوئی سے دو معاشرتی نقصانات تحریر کریں۔

(iv) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور میں کس طرح میرٹ کو فروغ دیا گیا؟

(v) رشوت ستانی کیسے دوسروں کے حقوق کو سلب کرتی ہے؟

سوال نمبر 3: درج ذیل پر نوٹ لکھیں۔

- تعصب
- منشیات
- رشوت ستانی اور بدعنوانی
- فحش گوئی

سرگرمیاں برائے طلبہ و اساتذہ کرام

- اخلاقی رذائل (عصبیت، خود پسندی، فحش گوئی، منشیات کا استعمال، رشوت ستانی، بدعنوانی) کے گناہ اور نقصانات کے متعلق مذاکرہ کرائیں۔
- عملی زندگی سے مثالیں دیں کہ ہم کیسے اخلاقی رذائل (عصبیت، خود پسندی، فحش گوئی، منشیات کا استعمال، رشوت ستانی، بدعنوانی) سے بچتے ہوئے خلوص اور خیر خواہی کا رویہ اپنا سکتے ہیں۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

(ج) معاشرتی تعلقات کے اخلاق وآداب

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- معاشرتی تعلقات کے معنی ومفہوم اور اہمیت وفضیلت سے آگاہ ہوسکیں۔
- سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور سیرت اہل بیت اطہار وصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے معاشرتی تعلقات کے اخلاق وآداب کی روشن مثالیں سمجھ سکیں۔
- روزمرہ زندگی میں معاشرتی تعلقات بشمول سوشل میڈیا کے استعمال کے آداب اور حدود وقیود کو سمجھ سکیں۔
- سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سیرت اہل بیت اطہار وصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے معاشرتی تعلقات کے آداب کی مثالیں جان کر اپنے قول وفعل کا جائزہ لے سکیں۔
- روزمرہ معاملات اور گھریلو زندگی میں معاشرتی تعلقات کے آداب اپنا کر معاشرتی فوائد وثمرات کی اہمیت کا جائزہ لے سکیں۔

معاشرت کے معنی مل جل کر زندگی بسر کرنا کے ہیں جب کہ تعلق، میل جول، لگاؤ اور ربط کو کہتے ہیں۔ معاشرے کے مختلف افراد کے باہمی ربط، میل جول اور مل جل کر زندگی بسر کرنے کو معاشرتی تعلقات کہا جاتا ہے۔ روزمرہ زندگی میں انسان کا واسطہ مختلف افراد سے پڑتا ہے ان سب سے بہتر برتاؤ رکھنا، ان کے حقوق وفرائض ادا کرنا اور اچھے رویے کا اظہار کرنا اسلامی تعلیمات کا تقاضا ہے۔ انسانی زندگی میں معاشرتی تعلقات انسان کی فطری ضرورت ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو معاشرت پسند بنایا ہے۔ ایک انسان کے لیے تنہا زندگی گزارنا ناممکن ہے۔ معاشرے میں مختلف افراد کے ساتھ میل جول اور معاشرتی تعلقات ایک کامیاب معاشرتی زندگی کی بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مختلف افراد کے ساتھ میل جول اور معاشرتی تعلقات انسان کی مشکلات حل کرنے کے ساتھ ساتھ انسان کے فہم وشعور میں اضافے کا باعث بنتے ہیں۔ جس سے معاشرے میں باہمی تعاون کو فروغ ملتا ہے اور ایک مضبوط معاشرہ وجود میں آتا ہے۔

اسلام محبت، بھائی چارے، اخلاص، بھلائی، خیر خواہی، ہمدردی اور ایثار کو فروغ دینے والا دین ہے اور یہ تمام اعمال مضبوط معاشرتی تعلقات کی بنیاد ہیں۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ان جذبات کو فروغ دینے کا حکم دیا اور ان پر اجر وثواب کی نوید سنائی ہے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے سلام کو عام کرنے کا حکم دیا، تعلقات میں پہل کرنے کی ترغیب دی اور مسلمان کو مسلمان کا بھائی قرار دے کر ان کے باہمی تعلق کی مضبوطی پر زور دیا۔ مسلمانوں کے باہمی حقوق مقرر کر کے ان کو ادا کرنے کی تلقین فرمائی۔ یہ تمام اقدامات معاشرتی تعلقات کی مضبوطی اور وسعت کی بنیاد ہیں۔ اسلام نے ان اقدامات پر اجر وثواب مقرر کر کے بہترین معاشرت کی بنیاد فراہم کی ہے۔ معاشرے کی بنیادی اکائی خاندان ہے اور بہتر معاشرتی تعلقات کی بنیاد خاندانی تعلقات ہیں۔ احادیث مبارکہ کے مفہوم کے مطابق جو کوئی رشتہ داری کو جوڑتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جوڑتا ہے اور جو اسے توڑتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح پڑوسیوں کے ساتھ حسنِ سلوک بھی مضبوط معاشرتی تعلقات کی بنیاد ہے جس کی نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

Web version of PECTAA textbook Not for sale

نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! وہ ایمان والا نہیں، وہ ایمان والا نہیں، وہ ایمان والا نہیں جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔
(صحیح بخاری: 6016)

نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ کے حکمران ہونے کے باوجود تمام شہریوں سے اور معاشرے کے تمام طبقات سے مثالی معاشرتی تعلق رکھتے تھے۔ آپ ﷺ محلے داروں کے حقوق اور ہمسایوں کی ضروریات کا خیال رکھتے، بیماروں کی عیادت فرمایا کرتے اور کوئی جنازہ ہوتا تو اس میں شرکت فرمایا کرتے تھے۔ یتیم اور بیوائیں بوقت ضرورت آپ ﷺ کی بارگاہ میں رسائی رکھتی تھیں۔ آپ ﷺ کے نہ صرف مسلمانوں سے اچھے تعلقات تھے بلکہ مدینہ منورہ کے یہود سے بھی آپ ﷺ کے معاشرتی تعلقات قائم تھے اور آپ ﷺ ان سے لین دین بھی کرتے تھے۔ ایک یہودی لڑکا آپ ﷺ کی خدمت کیا کرتا اور آپ ﷺ سے محبت کرتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ بیمار ہوا تو آپ ﷺ اس کی عیادت کے لیے اس کے گھر تشریف لے گئے تھے۔ آپ ﷺ غیر مسلموں کے ساتھ تحائف کا تبادلہ بھی کیا کرتے تھے اور بوقت ضرورت ان کی میزبانی بھی فرمایا کرتے تھے۔ حبشہ سے سفیر آئے تو آپ ﷺ نے بہ نفس نفیس ان کی مہمان نوازی کی اور ارشاد فرمایا: ''جب مسلمان حبشہ گئے تھے تو ان لوگوں نے میرے ساتھیوں کی خدمت کی تھی اس لیے میرا فرض ہے کہ میں بھی ان کی خدمت کروں۔'' ایک شخص مسجد کی صفائی کرتا تھا، وہ فوت ہو گیا، لوگوں نے آپ ﷺ کو اطلاع کیے بغیر اس کا جنازہ پڑھایا اور اسے دفن کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی غیر موجودگی کے بارے میں دریافت فرمایا۔ آپ ﷺ کو اس کی وفات اور تدفین کی اطلاع دی گئی تو آپ ﷺ نے ناراضی کا اظہار فرمایا اور اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور دعا فرمائی۔

دیہاتیوں کے ساتھ بھی آپ ﷺ تحفے تحائف کا تبادلہ فرماتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی اس کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ کئی دیہاتی ایسے تھے جن کے ساتھ نبی کریم ﷺ کا دوستانہ تعلق تھا۔ حضرت زاہر بن حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیہات کے رہنے والے تھے، وہ جب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو نبی کریم ﷺ کے لیے دیہات سے تحائف لاتے، جب واپس جاتے تو نبی کریم ﷺ بھی انھیں تحائف عطا فرماتے۔ آپ ﷺ ان سے خوش طبعی اور مزاح بھی فرمایا کرتے اور کہتے زاہر ہمارا دیہاتی اور ہم اس کے شہری دوست ہیں۔ معاشرتی تعلق کی ابتدا اسلام کرنے سے ہوتی ہے، آپ ﷺ نے سلام کو عام کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ آپ ﷺ کے سامنے کوئی شخص آتا تو آپ ﷺ اس سے مصافحہ فرماتے اور اس وقت تک اپنا ہاتھ نہ کھینچتے جب تک سامنے والا خود نہ کھینچتا، پھر اس وقت تک اس سے چہرہ نہ پھیرتے جب تک وہ چہرہ نہ پھیرتا۔ (جامع ترمذی: 2490)

نبی کریم ﷺ کی تربیت کے مطابق صحابہ کرام و اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی لوگوں سے حسن معاشرت کا برتاؤ کرتے اور معاشرتی تعلقات رکھتے تھے۔ لوگ بلا جھجک ان سے ملتے اور ضروریات کے لیے درخواست کرتے تھے۔

نبی کریم ﷺ کی تعلیمات اور اُسوۂ حسنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں معاشرتی تعلقات کو مضبوط بنانے اور فروغ

Web version of PECTAA textbook Not for sale

دینے کے لیے دوسروں کی عزتِ نفس کا خیال رکھنا چاہیے۔ دوسروں کا مذاق اڑانے، عیب جوئی اور بدگمانی سے بچنا چاہیے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے معاشرتی تعلقات کو نقصان پہنچانے والے ان اعمال سے منع فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے جھوٹ، حسد، بہتان، تکبر و غرور اور دھوکا دہی سے بھی منع فرمایا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے:

جس نے دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں (جامع ترمذی:1315) دوسروں کو حقیر سمجھنے اور حق بات نہ ماننے کی مذمت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ تکبر ہوتا ہے (صحیح مسلم:265)۔ قطع تعلقی سے مسلمانوں کو باز رہنے کی تلقین کرتے ہوئے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تعلق توڑنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا (صحیح بخاری:5984)۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے خیر خواہی، ہمدردی، اخلاص، بھلائی اور ایثار کا حکم دیا کیوں کہ اس سے معاشرتی تعلقات کو فروغ ملتا ہے۔

موجودہ دور میں معاشرتی تعلقات کے بہت سے نئے پہلو اور نئی صورتیں بالخصوص سوشل میڈیا کے مختلف ذرائع وجود میں آچکے ہیں۔ ہمیں اس حوالے سے بھی اسلامی اخلاقی تعلیمات کو مدنظر رکھنا چاہیے اور ان کے ذریعے کسی کی عزت پر حملے کرنے، کسی کے راز افشا کرنے، کسی کی نجی زندگی سے متعلق مواد شیئر کرنے، جھوٹ کی تشہیر کرنے، کسی کی اجازت کے بغیر اس کی تصاویر شیئر کرنے، لوگوں کے درمیان برائیوں کی نشر و اشاعت کرنے اور معاشرتی تعلقات کو خراب کرنے والے افعال سے گریز کرنا چاہیے۔ سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر سنسنی خیز افواہیں پھیلانا، لوگوں کو بدامنی پر اکسانا اور گمراہ کن خبریں پھیلانا بھی شرعی اعتبار سے مذموم افعال ہیں۔ اسی طرح سوشل میڈیا کے ایسے گروپوں میں شمولیت اختیار کرنا بھی مذموم فعل ہے جو اخلاق سوز سرگرمیوں کو فروغ دینے والے ہوں۔ ایسے گروپوں میں شمولیت غفلت اور وقت کے ضیاع کا باعث بنتی ہے اور اس کا نتیجہ فکری انحراف اور انارکی کی صورت میں نکلتا ہے، ایک مسلمان کو نہ صرف ایسے افعال سے باز رہنا چاہیے بلکہ ایسے لوگوں اور گروپس سے بھی گریز کرنا چاہیے جو اپنے مذموم مقاصد کے لیے اسے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔

ہمیں سوشل میڈیا کے مختلف ذرائع کا مثبت استعمال یقینی بنانا چاہیے۔ سوشل میڈیا کے تمام ذرائع معاشرے میں بھلائی کے فروغ میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ ہم ان کے ذریعے اپنی آواز اور نظریات کو چند سیکنڈوں میں پوری دنیا تک پہنچا سکتے ہیں۔ اسی طرح ہم ان سے جدید ترین علوم، سائنس و ٹیکنالوجی اور جدید مہارتیں سیکھ کر ملک و قوم کی خدمت کر سکتے ہیں۔ ہمیں اس طرح کی مثبت سرگرمیوں کو فروغ دینا چاہیے تا کہ ہمارے معاشرے میں خیر اور بھلائی کا فروغ ممکن ہو۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

مشق

سوال نمبر 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) دوسروں کو حقیر سمجھنا علامت ہے:

(الف) جھوٹ کی (ب) حسد کی (ج) تکبر کی (د) بدعنوانی کی

(ii) حدیث مبارک، "تعلق توڑنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا" میں مفہوم بیان کیا گیا ہے:

(الف) اخلاص کا (ب) سخاوت کا (ج) معاشیات کا (د) معاشرت کا

(iii) معاشرے کی بنیادی اکائی ہے:

(الف) قوم　(ب) مدرسہ　(ج) خاندان　(د) علاقہ

(iv) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے جس شخص کی قبر پر دعا فرمائی وہ تھا:

(الف) مسجد کی صفائی کرنے والا　(ب) دودھ فروخت کرنے والا

(ج) بیماروں کی عیادت کرنے والا　(د) ہمسایوں کی خدمت کرنے والا

(v) حبشہ سے آنے والے سفیر کی خدمت کی:

(الف) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے　(ب) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

(ج) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے　(د) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

سوال نمبر 2: مختصر جواب دیں۔

(i) معاشرتی تعلقات کا معنی و مفہوم بیان کریں۔

(ii) معاشرتی تعلقات کے بارے میں سیرت طیبہ سے ایک مثال بیان کریں۔

(iii) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ غیر مسلموں سے کس طرح کے معاشرتی تعلقات رکھتے تھے؟

(iv) اسلام نے معاشرتی تعلقات کی مضبوطی اور وسعت کے لیے کیا اقدامات کیے ہیں؟

(v) سوشل میڈیا معاشرتی تعلقات کو کیسے متاثر کرتا ہے؟

سوال نمبر 3: تفصیلی جواب دیں۔

- معاشرتی تعلقات کی اہمیت اور اخلاق و آداب پر جامع نوٹ لکھیں۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

سرگرمیاں برائے طلبہ و اساتذہ کرام

- معاشرتی تعلقات کے آداب سے سبق حاصل کرتے ہوئے سوشل میڈیا پر دوسروں کی کردار کشی کے گناہ اور نقصانات کے متعلق مذاکرہ کرائیں۔
- روزمرہ زندگی میں ہم اپنے گھر، خاندان یا محلے کے جن تنازعات اور جھگڑوں میں مصالحت اور صلح صفائی میں اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں، ان کی فہرست بنائیں۔
- معاشرتی تعلقات کو نقصان پہنچانے والے عیوب کی نشان دہی کریں مثلاً: استہزا، بدگمانی وغیرہ

باب پنجم

حسنِ معاملات و معاشرت

(الف) حقوق العباد

(اساتذۂ کرام، معاون عملہ، زوجین، اولاد، بیوہ)

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- حقوق العباد کا معنی و مفہوم اور اہمیت جان سکیں۔
- قرآن و حدیث کی روشنی میں اساتذہ، معاون عملہ، زوجین، اولاد اور بیوہ کے حقوق کے بارے میں جان سکیں۔
- سیرت نبوی ﷺ، سیرت اہلِ بیت اطہار اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مذکورہ حقوق العباد کی پاس داری کی مثالیں سمجھ سکیں۔
- مذکورہ حقوق کی عدم ادائیگی کے دنیوی اور اخروی نقصانات کا جائزہ لے سکیں۔
- عملی زندگی میں انسانوں کے حقوق ادا کرنے والے بن سکیں۔
- آخرت میں حقوق العباد کی جواب دہی کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے حقوق کی عدم ادائیگی سے اجتناب کر سکیں۔

حقوق العباد سے مراد ہے بندوں کے حقوق۔ اسلام میں حقوق اللہ کے بعد حقوق العباد کو بہت اہمیّت دی گئی ہے۔ حقوق العباد کی اہمیت اس اعتبار سے بھی بہت زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہے گا تو روزِ قیامت اپنے حقوق یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کی ادائی میں غفلت کو تو معاف کر دے گا، لیکن حقوق العباد اس وقت تک معاف نہیں ہوں گے، جب تک وہ شخص جس کی حق تلفی ہوئی ہوگی، خود معاف نہ کر دے یا ادا نہ کر دیے جائیں۔ ذیل میں چند حقوق العباد بیان کیے جا رہے ہیں:

ا۔ اساتذۂ کرام کے حقوق

اساتذہ کرام قوم کے محسن ہیں۔ اساتذہ بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرتے ہیں۔ تمام مہذب معاشروں میں استاد کی عزّت کی جاتی ہے۔ اسلامی نظامِ زندگی میں اساتذہ کرام کا مقام بہت بلند ہے۔ استاد کو باپ کی طرح قابلِ احترام قرار دیا گیا ہے۔

استاد کا شرف جاننے کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا بات ہوگی کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا (سنن ابن ماجہ:229)

ترجمہ: "بے شک مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے"

Web version of PECTAA textbook Not for sale

حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے استاذ کے بہت سارے حقوق بیان کیے ہیں، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

- استاذ کا احترام کریں۔
- دورانِ کلاس استاذ کے سامنے آپس میں بات نہ کریں۔
- اگر کوئی استاذ کی برائی کر رہا ہو تو اپنے استاذ کا دفاع کریں۔
- اپنے استاذ کے عیب چھپائیں اور اپنے استاذ کے اوصاف بیان کریں۔
- استاذ کی موجودگی میں اگر کوئی شخص سوال کرے تو استاذ سے پہلے جواب نہ دیں۔

علاوہ ازیں طلبہ کے لیے ضروری ہے کہ جہاں تک ممکن ہو استاذ کی خدمت کریں، استاذ اگر ڈانٹ دے یا سرزنش کرے تو اس کو خندہ پیشانی سے برداشت کریں اور اپنی اصلاح کی کوشش کریں۔ طلبہ کو چاہیے کہ استاذ کی بات کو دھیان اور توجہ سے سنیں اور استاذ کے لیے ہمیشہ دعائے خیر کرتے رہیں۔

۲۔ معاونِ عملہ

ریاست اور ریاست میں موجود ذیلی اداروں کا نظم و نسق چلانے کے لیے مختلف افراد مختلف مناصب پر فائز ہوتے ہیں۔ ان افراد میں بعض ایسے ہوتے ہیں جنھیں کوئی بڑی اور اہم ذمہ داری تو نہیں سونپی جاتی لیکن وہ دیگر ذمہ دار افراد کی ذمہ داریوں کی ادائی میں ان کی معاونت کرتے ہیں۔ ایسے افراد کو معاونِ عملہ کہتے ہیں۔

اسلامی نظامِ زندگی میں معاونِ عملہ کو یہ ہدایات دی گئیں ہیں کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو اچھے طریقے سے نبھائیں اور اعلیٰ مناصب والوں کے لیے یہ لازم کیا گیا کہ وہ اپنے ماتحتوں، خادموں اور ملازموں کے ساتھ اچھا سلوک کریں، ان کی عزتِ نفس کا خیال رکھیں اور ان کا حق ادا کرتے رہیں۔ دونوں سے قیامت کے دن ان کی ذمہ داریوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

ماتحتوں، ملازمین اور زیردست افراد کے ساتھ حسنِ سلوک کا معاملہ کرنا تعلیماتِ نبویہ کا اہم عنصر ہے۔ حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ نے اس کی اس قدر تاکید فرمائی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق وصال کے وقت آپ خاتم النبیین ﷺ کی زبان پر یہ الفاظ تھے: "نماز کا اہتمام کرنا اور اپنے ماتحتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔" (سنن ابی داود: 4889)

رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تمھارا خادم تمھارے لیے کھانا لے کر آئے تو اسے اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاؤ، اگر ساتھ نہ بھی بٹھاؤ تو اسے اپنے کھانے میں سے ضرور دو۔ (سنن ابن ماجہ: 3289)

رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے خدمت گزاروں اور ماتحتوں کے ساتھ جس قدر حسنِ سلوک کی تاکید فرمائی ہے اس کی مثال آپ خاتم النبیین ﷺ سے پہلے کے کسی دستور، آئین یا نظامِ زندگی میں نہیں ملتی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

"تمھارے یہ بھائی تمھارے خدمت گزار اور تمھارے لیے اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں تمھاری

Web version of PECTAA textbook Not for sale

سرپرستی میں دیا ہے۔ جس کے پاس اس کا کوئی ایسا بھائی ہو تو جو خود کھائے وہ اسے کھلائے، جو خود پہنے وہ اسے پہنائے، انھیں ایسے کاموں کا پابند نہ بنائے جس کی وہ طاقت نہ رکھتے ہوں۔ اگر ان پر کوئی مشکل کام ڈالو تو اس میں ان کی مدد بھی کرو۔" (صحیح مسلم:4315)

معاون عملے اور ملازمین کے حقوق

معاون عملے اور ملازمین کے چند حقوق درج ذیل ہیں:

- اپنے ماتحتوں اور ملازمین کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے۔
- ضرورت مند ملازمین کی مالی خدمت کرنی چاہیے۔
- ملازمین کی دل آزاری سے ممکن حد تک پرہیز کرنا چاہیے۔
- ملازمین کی ضروریات کا خصوصی خیال رکھنا چاہیے۔
- ملازمین کو بے جا سزا دینے اور انھیں ڈانٹ ڈپٹ کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔
- تہواروں کے موقع پر ملازمین کے لیے خصوصی رعایت اور اضافی تنخواہ کا انتظام کرنا چاہیے۔

اسلامی نظام زندگی میں معاون عملہ کو یہ ہدایات دی گئیں ہیں کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو اچھے طریقے سے نبھائیں اور اعلیٰ مناصب والوں کے لیے یہ لازم کیا گیا کہ وہ اپنے ماتحتوں، خادموں اور ملازموں کے ساتھ اچھا سلوک کریں، ان کی عزّتِ نفس کا خیال رکھیں اور ان کا حق ادا کرتے رہیں۔ دونوں سے قیامت کے دن ان کی ذمہ داریوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

۳۔ زَوجین کے حقوق

زوجین سے مراد شوہر اور بیوی ہیں۔ میاں بیوی دونوں پر ایک دوسرے کے حقوق کو ادا کرنا ضروری ہے، اس کے بغیر پرسکون زندگی کا حصول ناممکن ہے، شریعتِ مطہرہ میں میاں بیوی کے باہمی حقوق کو بہت اہمیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور دونوں کو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی بہت تاکید کی گئی ہے۔

(الف) شوہر کے حقوق

جو عورت شوہر کی فرماں برداری اور اِطاعت گزاری کرے اس کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے اور جو اپنے شوہر کی نافرمانی کرے احادیثِ مبارکہ میں ایسی عورت سے متعلق سخت وعیدیں آئی ہیں، رسول کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: اگر میں کسی کو یہ حکم کر سکتا کہ وہ کسی (غیر اللہ) کو سجدہ (یہاں سجدہ سے مراد احترام و تعظیم ہے) کرے تو میں یقیناً عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ (سنن ابی داود:2140)

رسولِ کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: جس عورت نے پانچوں وقت کی نماز پڑھی، رمضان کے روزے رکھے، اپنی عزت و عصمت کی حفاظت کی اور اپنے خاوند کی فرماں برداری کی تو (اس عورت کے لیے یہ بشارت ہے کہ) وہ جس دروازے سے چاہے جنّت میں داخل ہو جائے۔ (مسند احمد:1661)

Web version of PECTAA textbook Not for sale

بیوی کو چاہیے کہ وہ اپنے شوہر کو اپنے سے بالاتر سمجھے، اس کی وفادار اور فرماں بردار رہے، اس کی خیر خواہی اور رضا جوئی میں کمی نہ کرے، اپنی دنیا اور آخرت کی بھلائی اس کی خوشی سے وابستہ سمجھے۔

(ب) بیوی کے حقوق

قرآنِ کریم اور احادیثِ مبارکہ میں عورتوں کے حقوق بھی بڑی اہمیت کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں، شوہر پر عورت کے حقوق ادا کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کا برتاؤ کرو پھر اگر تم اُنھیں ناپسند کرو تو ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ نے اُس میں کوئی بہت بڑی بھلائی رکھ دی ہو۔" (سُورۃ النساء: 19)

رسولِ کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: مومنین میں سے کامل ترین ایمان اس شخص کا ہے جو ان میں سے بہت زیادہ خوش اخلاق ہو، اور تم میں بہتر وہ شخص ہے جو اپنی عورتوں کے حق میں بہتر ہے۔ (جامع ترمذی: 1162)

خاوند کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی بیوی کی دل جوئی کرے، اس سے محبت کا اظہار کرے، اس کی تعریف و تحسین کرے اور اس کا خوب خیال رکھے۔ بیوی کو نظر انداز کرنے یا حقیر سمجھنے سے خاندانی نظام پر انتہائی برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔
شوہر کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کو اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی نعمت سمجھے، اس کی قدر اور اس سے محبت کرے، اگر اس سے غلطی ہو جائے تو چشم پوشی سے کام لے، صبر و تحمل اور دانش مندی سے اس کی اصلاح کی کوشش کرے، اپنی استطاعت کی حد تک اس کی ضروریات اچھی طرح پوری کرے اور اس کی راحت رسانی کی کوشش کرے۔

۴۔ اولاد کے حقوق

اولاد اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ اولاد کی وجہ سے انسان کی زندگی میں رونق آتی ہے۔ بیٹا ہو یا بیٹی، دونوں ہی دنیا کی خوشی اور چاہت کا سامان ہیں۔ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ اپنی اولاد سے بہت محبت فرماتے تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اپنی صاحب زادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جنّت کی عورتوں کی سردار قرار دیا۔

رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے اولاد سے محبت کرنے اور ان کے درمیان عدل کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو۔ (صحیح بخاری: 2587)

اولاد کے حقوق میں سے چند حقوق درج ذیل ہیں:

- بچے کا سب سے پہلا حق یہ ہے کہ اس کا اچھا نام رکھا جائے۔ اچھا نام وہ ہوتا ہے جس کا معنی یا نسبت اچھی ہو۔
- اولاد کی تعلیم و تربیت کا بہترین انتظام کیا جائے۔ اچھی تعلیم و تربیت وہ ہوتی ہے جس میں بچے کو روحانی اور جسمانی علم سکھایا جائے۔
- بچوں کو زندگی گزارنے کے آداب اور اچھی عادات سکھائی جائیں۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

- اولاد کی غلطیوں سے ہر ممکن حد تک درگزر کیا جائے البتہ جہاں سرزنش کی ضرورت ہو وہاں مناسب انداز میں سرزنش بھی کی جا سکتی ہے۔
- بے جا غصہ اور ڈانٹ ڈپٹ سے اجتناب کیا جائے۔
- اولاد کے درمیان انصاف سے کام لیا جائے۔
- اگر کوئی بچہ زیادہ توجہ کا مستحق ہے تو اسے زیادہ توجہ دی جائے۔

بیوہ کے حقوق

بیوہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کا خاوند فوت ہو جائے۔ اسلام سے قبل بیوہ عورتوں کے ساتھ انتہائی ظالمانہ سلوک کیا جاتا تھا۔ بیوہ کو مالِ وراثت سمجھا جاتا تھا۔ بعض مذاہب میں بیوی سے زندہ رہنے کا حق بھی چھین لیا جاتا۔ اس کو شادی کی اجازت نہ تھی۔ اسلام میں بیوہ کو دوسرے نکاح کا حق دیا گیا ہے اور اس سے حُسنِ سلوک کی خصوصی تاکید کی گئی ہے۔

رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے:

> بیوہ اور مسکین کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے یا اس شخص کی طرح ہے جو دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو قیام کرتا ہے۔ (صحیح بخاری: 5353)

رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے امت کی تعلیم کے لیے بیوہ عورتوں کے احترام کی جو مثالیں قائم فرمائی ہیں، ان میں یہ بھی ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے نکاح میں آنے والی خواتین جو کہ امت کی مائیں ہیں، ان میں اکثر بیوہ تھیں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے نہ صرف ان سے نکاح فرمایا بلکہ ان کے ساتھ حسنِ معاشرت کی بہترین مثالیں قائم فرمائیں۔

> حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ اس بات میں کوئی عار محسوس نہیں فرماتے تھے کہ کسی بیوہ یا مسکین کے ساتھ چل کر جائیں اور ان کی ضرورت پوری کر دیں۔ (سنن نسائی: 1414)

اسلام نے بیوہ عورتوں کے لیے کئی حقوق مقرر کیے ہیں، ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

- حاملہ نہ ہونے کی صورت میں بیوہ کی عدت کی مدت کو دائمی سوگ کے بجائے صرف چار ماہ دس دن تک محدود کر دیا گیا ہے۔ اگر حاملہ ہے تو عدت وضع حمل ہوگی۔
- خاوند کی میراث میں بیوہ کا حصہ مقرر کیا گیا ہے۔
- بیوہ کا مال ہتھیانا سخت جرم قرار دیا گیا ہے۔
- بیوہ سے متعلق نحوست کے تصوّر کو ختم کیا گیا اور ہر معاملے کو انسان کی تقدیر کے ساتھ جوڑا گیا۔
- بیوہ کو شادی کرنے اور اپنی مرضی سے زندگی گزارنے کا اختیار دیا گیا ہے۔
- بیوہ عورتوں کو وُرثا کے بے جا جبر سے آزاد کیا گیا ہے۔
- بیوہ کی کفالت ریاست اور معاشرے کے ذمہ دار افراد کا فریضہ قرار دیا گیا ہے۔

جب کوئی انسان لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اور ان کے حقوق ادا کرتا ہے تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کی اچھی تربیت ہوئی ہے اور وہ اچھا انسان ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم دوسروں کے حقوق کا احترام کرتے ہوئے ان کو ادا کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں تاکہ ہم دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو سکیں۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

مشق

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) وصال کے وقت نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر الفاظ جاری تھے:

(الف) اپنے ماتحتوں کا خیال رکھنا (ب) ہمسایوں کے حقوق ادا کرنا

(ج) بزرگوں کی عزت کرنا (د) صدقہ وخیرات کرنا

(ii) جنتی عورتوں کی سردار ہیں:

(الف) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا (ب) حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(ج) حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا (د) حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(iii) اولاد کا سب سے پہلا حق ہے:

(الف) عقیقہ کرنا (ب) تعلیم وتربیت (ج) شادی (د) اچھا نام رکھنا

(iv) حدیثِ مبارک میں بیوہ اور مسکین کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والے کو قرار دیا گیا:

(الف) سخی (ب) محسن (ج) مجاہد (د) صابر

(v) بیوہ کی عدّت مقرر کی گئی ہے:

(الف) دو ماہ دس دن (ب) تین ماہ دس دن (ج) چار ماہ دس دن (د) ایک سال

سوال نمبر 2: مختصر جواب دیں۔

(i) آپ اپنے اساتذہ کرام کا کیسے احترام کرتے ہیں؟

(ii) خاوند کے دو حقوق تحریر کیجیے۔

(iii) بیوی کے دو حقوق تحریر کیجیے۔

(iv) اولاد کے دو حقوق تحریر کریں۔

(v) بیوہ کے دو حقوق تحریر کریں۔

(vi) معاون عملہ کے دو حقوق بیان کریں۔

سوال نمبر 3: درج ذیل پر نوٹ لکھیں۔

- اساتذہ کے حقوق
- معاون عملہ کے حقوق
- زوجین کے حقوق
- اولاد کے حقوق
- بیوہ کے حقوق

سرگرمیاں برائے طلبہ واساتذہ کرام

- سیرت نبوی، سیرت اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مذکورہ حقوق العباد کی پاس داری کی مثالیں جمع کریں جو سبق میں شامل نہ ہوں۔
- قرآن وحدیث کی روشنی میں اساتذہ کے حقوق کی فہرست مرتب کروائیں اور کمرا جماعت میں آویزاں کروائیں۔
- معاون عملے کے ساتھ روزمرہ زندگی میں کس طرح کا سلوک کرنا چاہیے؟ تبادلہ خیال کریں۔

Web version of PECTAA textbook Not for sale

(ب) وراثت کی اسلامی تعلیمات

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- وراثت کے معنی و مفہوم جان سکیں۔
- قرآن و سنت کی روشنی میں وراثت اور وصیت کے احکام و مسائل سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- قرآن و سنت کی روشنی میں وراثت سے محروم کرنے والوں کے لیے وعید سے آگاہ ہو سکیں۔
- تقسیم وراثت اور وصیت کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اس حوالے سے قرآن و سنت کی تعلیمات پر عمل کرنے کے قابل بن سکیں۔
- خواتین اور یتیموں کی وراثت کی حساسیت کو سمجھتے ہوئے شرعی احکام پر عمل کرنے والے بن سکیں۔
- وراثت ادا کرنے کے فوائد اور نہ کرنے کے نقصانات کا جائزہ لے سکیں۔

Web version of PECTAA textbook Not for sale

وراثت یا میراث کا لغوی معنی ہے کسی چیز کا ایک سے دوسرے کے پاس منتقل ہونا۔ اصطلاح میں وراثت اس مال کو کہتے ہیں جسے میت کی ملکیت سے اس کے زندہ ورثا کی طرف منتقل کیا جاتا ہے۔ میراث کی تقسیم میں اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے والوں کے لیے جنّت کی خوش خبری اور اس کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لیے دوزخ کے دردناک عذاب کی وعید قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے۔

قرآنِ مجید میں وراثت کا مال ہڑپ کرنے کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی اور کافروں کا عمل اور کردار بتایا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "اور تم وراثت کا مال خوب سمیٹ سمیٹ کر کھا جاتے ہو۔ اور تم مال سے شدید محبت کرتے ہو۔" (سورۃ الفجر: 19_20)

مال وراثت کو ورثا میں تقسیم نہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے احکام کی مخالفت اور حقوق العباد کی پامالی کرتا ہے۔ شریعت کے مطابق مال (ترکہ) تقسیم کرنا اسلامی حکومت کی ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری ہے لہٰذا جو حکومت اس طرف توجہ نہیں دیتی، وہ اپنے فرائض میں کوتاہی کرتی ہے۔

جاہلیت کے دور میں عورتوں اور بچوں کو میراث سے محروم رکھا جاتا تھا، جو زیادہ طاقت ور اور بااثر ہوتا، وہ ساری میراث سمیٹ لیتا تھا اور ان سب لوگوں کا حصہ بھی کھا جاتا تھا جو اپنا حصہ حاصل کرنے کی طاقت نہ رکھتے تھے۔ میراث کی تقسیم کے بارے میں دنیا کی مختلف قوموں کے نظریات، خیالات اور طور طریقے مختلف رہے ہیں۔ ان طریقوں میں سے کسی میں بھی اعتدال اور انصاف نہیں تھا۔ دیگر مذاہب میراث میں عورتوں اور بچوں کو بالکل حصہ نہیں دیتے تھے، پھر بیٹوں میں بھی انصاف و برابری نہیں تھی، کسی بیٹے کو تھوڑا تو کسی کو زیادہ حصہ دیا جاتا تھا۔

اسلام میں وراثت کے بالکل واضح اور منصفانہ احکام دیے گئے ہیں، جب تک میراث تقسیم نہیں ہوتی تو تمام وارثوں (بشرطیکہ

بالغ ہوں) سے اجازت لیے بغیر خیرات وصدقات نہ کیے جائیں۔ اگر وارث نابالغ اور کم سن ہوں تو کسی صورت میں خیرات نہیں کرنی چاہیے۔

میراث کو قرآن مجید کے احکام کے مطابق تقسیم کرنا وارثوں پر فرضِ عین ہے۔ تقسیمِ میراث سے پہلے تدفین کے اخراجات، قرض کی ادائی اور وصیت پر عمل کرنا ضروری ہے۔

علمِ میراث کو نصف علم قرار دیا گیا ہے اور قرآن مجید میں اس کی اکثر تفصیلات واضح کر دی گئی ہیں۔ قرآنِ مجید میں وراثت کی تقسیم کے جو ضابطے بتائے گئے وہ مختلف صورتوں میں مختلف ہوتے ہیں، دنیا سے رخصت ہونے والے مسلمان کی اولاد، بیوی، ماں باپ، بہن بھائیوں کے ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے وراثت کے احکام تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔

وصیت اور اُس کا شرعی حکم

وصیت اس کام کو کہتے ہیں جس پر عمل کرنے کا حکم موت کے بعد ہو، یعنی اُس کام پر عمل زندگی میں نہیں بلکہ موت کے بعد ہو، مثلاً: اگر کوئی شخص انتقال کے وقت یہ کہے کہ میرے مرنے کے بعد میری جائیداد میں سے اتنا مال یا اتنی زمین، فلاں شخص، فلاں دینی ادارہ، مسافر خانہ یا یتیم خانہ کو دے دی جائے تو یہ وصیت کہلاتی ہے۔ کسی قسم کے اختلاف سے بچنے کے لیے وصیت کو دو گواہوں کی موجودگی میں تحریر کرنا چاہیے۔

وارثوں کے لیے وصیت نہیں کی جا سکتی اسی طرح ایک تہائی سے زیادہ مال کے بارے وصیت کرنا بھی درست نہیں ہے۔ ایک تہائی جائیداد میں وصیت کا نفاذ کرنا وارثوں پر واجب ہے۔ اگر وصیت ایک تہائی میراث سے زیادہ ہے تو تہائی سے زیادہ وصیت پوری کرنا لازم نہیں ہے۔

وراثت کی صحیح تقسیم کے فوائد و ثمرات

شریعتِ مطہرہ کے مطابق تقسیمِ میراث سے جو اجتماعی و انفرادی فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

- تقسیمِ میراث سے دولت تقسیم ہوتی ہے جو اسلام کا ایک مقصد ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے اور ایسا شخص جنت کا حق دار ٹھہرتا ہے۔
- ایسے شخص کا مال حلال ہونے کی وجہ سے مالی عبادتیں قبول ہوتی ہیں۔
- وراثت کی منصفانہ تقسیم سے لڑائی جھگڑے کا خاتمہ اور باہمی منافرت میں کمی ہوتی ہے۔
- وراثت کی منصفانہ تقسیم سے خاندانی محبت اور ایثار کا جذبہ فروغ پاتا ہے۔
- وراثت کی منصفانہ تقسیم سے معاشرے میں غربت و افلاس کا خاتمہ ہوتا ہے۔

وراثت تقسیم نہ کرنے کے نقصانات

میراث کو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق تقسیم نہ کرنے والوں کو قرآن مجید میں وعید سنائی گئی ہے اور خبردار کرتے ہوئے تعلیمات ارشاد فرمائی گئی ہیں چناں چہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

Web version of PECTAA textbook Not for sale

وَ لْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ

(سُوْرَةُ النِّسَآء:9)

ترجمہ: ''اور چاہیے کہ لوگ (یتیموں کے معاملے میں) ڈریں کہ اگر وہ اپنے پیچھے کمزور اولاد چھوڑ جاتے تو وہ ان کے بارے میں (کتنے) فکر مند ہوتے۔''

اس آیتِ مقدسہ میں لوگوں کے احساس پدری کو بیان کرتے ہوئے تنبیہ کی گئی ہے کہ تمھاری اپنی بھی اولاد ہے جس طرح اس کے معاملے میں ڈرتے ہو اسی طرح دوسروں کے حقوق کا بھی خیال رکھیں۔ اسی طرح دوسروں کا مال کھانے والے کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ جو دوسروں کا مال کھاتے ہیں گویا وہ دوزخ کی آگ اپنے پیٹوں میں بھر رہے ہیں

میراث کو شرعی طریقے کے مطابق تقسیم نہ کرنے کے چند نقصانات درج ذیل ہیں:

- اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے۔
- میراث کا مال ناحق کھانے والا گویا جہنم کی آگ اپنے پیٹ میں بھرتا ہے۔
- معاشرے میں نفرت پھیلتی ہے۔
- عدل و انصاف کی پامالی ہوتی ہے۔
- اسلامی خاندانی نظام کا شیرازہ بکھر جاتا ہے اور صلہ رحمی کا خاتمہ ہوتا ہے۔
- معاشرتی امن و سکون برباد ہو جاتا ہے۔ باہمی حقوق کی پامالی ہوتی ہے۔

ہمیں چاہیے کہ اسلامی معاشرتی و خاندانی نظام کی بقا کے لیے وضع کیے گئے اسلامی اصولوں کی پابندی کریں اور دوسروں کو حقوق و فرائض کی ادائی کی تلقین کریں تاکہ اسلامی نظامِ حیات کے ثمرات سے مستفید ہو سکیں۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

مشق

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) قرآن مجید میں وراثت کو درست طریقے سے تقسیم کرنے والوں کے لیے خوش خبری ہے:

(الف) فتوحات کی (ب) جنت کی (ج) قبر کی وسعت کی (د) نور کی

(ii) وراثت تقسیم کرنے سے پہلے ضروری ہے:

(الف) میّت کا قرض ادا کرنا (ب) کھانے کی دعوت کرنا

(ج) غریبوں کو کپڑے دینا (د) رشتے داروں سے اجازت لینا

(iii) وراثت کا مال منتقل کیا جاتا ہے:

(الف) میّت کے ورثا کو (ب) میّت کے دوستوں کو

(ج) میّت کو دفن کرنے والوں کو (د) میّت کے ہمسایوں کو

(iv) میّت کی طرف سے کی گئی وصیت کا نفاذ ہوتا ہے:

(الف) ایک تہائی مال میں (ب) آدھے مال میں

(ج) دو تہائی مال میں (د) پورے مال میں

(v) کسی شخص کے مرنے کے بعد اس کے مال کی تقسیم کہلاتی ہے:

(الف) وراثت (ب) عدّت (ج) وصیت (د) قسم

سوال نمبر 2: مختصر جواب دیں۔

(i) وراثت کے معنیٰ و مفہوم تحریر کریں۔

(ii) وصیت کے معنیٰ و مفہوم بیان کریں۔

(iii) وصیت کے دو شرعی احکام لکھیں۔

(iv) وراثت کی تقسیم کے کوئی سے دو فوائد تحریر کریں۔

(v) وراثت کی غیر منصفانہ تقسیم کیسے خاندانی نظام میں بگاڑ کا باعث بنتی ہے؟

سوال نمبر 3: تفصیلی جواب دیں۔

- قرآن و سنّت کی روشنی میں تقسیمِ وراثت کی اہمیّت اور احکام تحریر کیجیے۔

سرگرمیاں برائے طلبہ و اساتذہ کرام

- طلبہ وراثت کے متعلق ایک آیت مبارکہ اور ایک حدیث مبارکہ سبق کے علاوہ تلاش کریں۔
- دورِ حاضر کے وراثت کے مسائل کے موضوع پر مذاکرہ کروائیں۔
- "اسلام کے معاشی نظام میں تقسیم وراثت کے ذریعے سے ارتکازِ دولت کا خاتمہ اور معاشی توازن" کے موضوع پر مذاکرہ کروائیں۔

Web version of PECTAA textbook Not for sale

(ج) نکاح وطلاق کی اسلامی تعلیمات

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- نکاح اور اس کے احکام ومسائل (منگنی، ایجاب وقبول، خطبہ نکاح، گواہ، حق مہر اور ولیمہ وغیرہ) کے بارے میں جان سکیں۔
- طلاق، خلع اور عدت سے متعلقہ احکام ومسائل جان سکیں۔
- روزمرہ زندگی میں شادی بیاہ میں ہونے والی غیر شرعی رسومات اور فضول خرچی کے بارے میں آگاہ ہوسکیں۔
- عملی زندگی میں نکاح کے فوائد اور طلاق کے انفرادی اور اجتماعی زندگی پر اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- نکاح وطلاق کے متعلق شرعی احکامات جان کر کامیاب عائلی زندگی گزارنے والے بن سکیں۔
- روزمرہ زندگی میں شادی بیاہ میں ہونے والی غیر شرعی رسومات اور فضول خرچی کے نقصانات سمجھ کران سے اجتناب کرسکیں۔

نکاح سے مراد: مرد اور عورت کے درمیان ایک مضبوط عمرانی معاہدہ (Social Contract) ہے جس کے ذریعے مرد وعورت اپنی عائلی زندگی کا آغاز کرتے ہیں۔ نکاح نسلِ انسانی کی بقا، ترقی اور معاشرتی زندگی کے استحکام کے لیے ضروری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ (سُوْرَةُ النِّسَآء: 3)

ترجمہ: اور تم ان عورتوں سے جو تمھیں پسند ہوں، نکاح کرو۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے نکاح کے فوائد کے بارے میں ارشاد فرمایا:

"اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں جسے بھی نکاح کرنے کے لیے مالی طاقت (حق مہر) ہو اسے نکاح کر لینا چاہیے کیوں کہ یہ نظر کو نیچی رکھنے والا اور شرم گاہ کی حفاظت کرنے والا عمل ہے اور جو کوئی غربت کی وجہ سے نکاح کی طاقت نہ رکھتا ہو، اسے چاہیے کہ روزے رکھے کیوں کہ روزہ اس کی خواہشاتِ نفسانی کو توڑ دے گا۔" (صحیح بخاری: 5066)

محرماتِ نکاح: محرمات سے مراد وہ عورتیں ہیں جن سے نکاح کرنا حرام ہے۔

حرمتِ نکاح کے چار اسباب درج ذیل ہیں:

حرمتِ نسب: کسی بھی مرد کا جن عورتوں سے نسبی تعلق کی وجہ سے نکاح کرنا حرام ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

- ماں
- خالہ
- پھوپھی
- بہن
- بیٹی
- بھانجی
- بھتیجی

حرمتِ رضاعت: حرمتِ رضاعت سے مراد اُن عورتوں سے نکاح کا حرام ہونا ہے جن کا کسی شیر خوار نے مدتِ رضاعت میں دودھ پیا ہو۔ رضاعی رشتے بھی نسبی رشتوں کی طرح محرمات میں شامل ہیں جیسے:

- رضاعی ماں
- رضاعی خالہ
- رضاعی پھوپھی
- رضاعی بہن
- رضاعی بیٹی
- رضاعی بھانجی
- رضاعی بھتیجی

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

حرمتِ مصاہرت: وہ عورتیں جن سے سسرالی رشتے کی وجہ سے نکاح کرنا حرام ہے وہ درج ذیل ہیں:
بیوی کی ماں (ساس)، بیوی کی پہلے شوہر سے بیٹی (ربیبہ)، بیٹے کی بیوی (بہو)

جمع بین المحارم: اس کا مطلب ہے دو محرم رشتوں کا اکٹھا کرنا یعنی دو بہنوں کا ایک ساتھ نکاح میں رکھنا حرام ہے اسی طرح پھوپھی اور اس کی بھتیجی، خالہ اور اس کی بھانجی کو ایک ساتھ نکاح میں رکھنا بھی حرام ہے۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عورت سے شادی چار چیزیں دیکھ کر کی جاتی ہے: اس کا مال دیکھ کر، اس کی خاندانی وجاہت دیکھ کر، اس کی خوب صورتی دیکھ کر اور اس کا دین دیکھ کر، تو تم دین دار عورت کو پانے کی کوشش کرو۔ (سنن نسائی: 3232)

منگنی

منگنی سے مراد نکاح کا پیغام ہے۔ پیغامِ نکاح کو قرآنِ مجید نے "خِطْبَة" کا نام دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُم بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ (سُوْرَةُ الْبَقَرَة: 235)

ترجمہ: اور تم پر کوئی گناہ نہیں اس بات میں کہ عورتوں کو اشارہ سے نکاح کا پیغام دو۔

معاشرے کو نفرت اور حسد جیسے احساسات سے بچانے اور محبت کا پیغام عام کرنے کی غرض سے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے:

کوئی شخص اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی کا پیغام نہ بھیجے اور نہ ہی کوئی عورت اپنی بہن (سوتن) کو طلاق دینے کا مطالبہ کرے۔ (صحیح مسلم: 3442)

موجودہ دور میں شادی کے خود ساختہ معیارات مقرر کرنے کی وجہ سے لڑکوں اور لڑکیوں کے رشتوں میں تاخیر ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے نوجوان نسل کا بڑھاپے اور احساسِ کمتری کا شکار ہونے کے ساتھ ساتھ بے حیائی و برائی میں بھی مبتلا ہونے کا خدشہ ہے۔ اسلام نے مناسب رشتہ ملنے کی صورت میں لڑکے اور لڑکی کی شادی میں دیر کرنے سے منع کیا ہے۔

گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول

مسلمان مرد اور عورت کے نکاح کے لیے ایجاب وقبول فرض کی حیثیت رکھتے ہیں، لڑکے یا لڑکی میں سے کسی ایک کو اس کے ہونے والے شریکِ حیات کی مکمل شناخت دے کر عاقل و بالغ دو گواہوں کی موجودگی میں نکاح کی پیش کش کرنا "ایجاب" اور دوسرے کا منظور کرنا "قبول" کہلاتا ہے۔ ولی کی اجازت کے بغیر غیر کفو میں نکاح نہیں ہوتا۔

خطبۂ نکاح

خطبۂ نکاح میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا اور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر درود پاک پڑھنا اور وعظ و نصیحت کرنا سنت ہے۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

حق مہر

مہر عورت کا حق ہے۔حق مہر کی ادائی واجب کا درجہ رکھتی ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

> وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ (سُوْرَةُ النِّسَآءِ:4)
>
> ترجمہ: اور عورتوں کو اُن کے مہر خوشی سے ادا کرو۔

حق مہر کی درج ذیل اقسام ہیں:

- **مہرِ معجّل:** مہر معجّل سے مراد ایسا مہر ہے جو وقتِ نکاح فوری ادا کر دیا جائے۔
- **مہرِ مؤجل:** مہر مؤجل سے مراد ایسا مہر ہے جس کی ادائی کے لیے فریقین کے مابین میعاد مقرر کی گئی ہو۔

ولیمہ

اسلام نے شادی کے موقع پر جہاں مال خرچ کرنے کی ترغیب دلائی ہے ان میں حق مہر اور ولیمہ سرِفہرست ہیں اور یہ دونوں خرچے لڑکے اور اس کے خاندان والوں کے ذمے ہیں۔ایک مسلمان کے لیے دوسرے مسلمان کی جن دعوتوں کا قبول کرنا لازم ہے ان میں سرِفہرست ولیمہ کی دعوت ہے لیکن ایسے کھانے کی مذمت کی گئی ہے جس میں صرف امیر لوگوں کو دعوت دی جائے اور مساکین کا خیال نہ رکھا جائے۔

طلاق و خُلع

شوہر کا اپنی بیوی کو نکاح کی پابندیوں سے آزاد کرنا "طلاق" جب کہ میاں بیوی کا باہمی رضامندی سے مال کے عوض میں نکاح کو ختم کرنا "خلع" کہلاتا ہے اور اگر شوہر نہ طلاق پر آمادہ ہو اور نہ خلع پر راضی ہو تو بیوی عدالت سے رجوع کرے اور عدالت میں اپنی ذات پر ہونے والا ظلم ثابت کرے تو اس صورت میں اس کا نکاح عدالت کے ذریعے سے فسخ ہو جاتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

> فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ (سُوْرَةُ الْبَقَرَة:229)
>
> ترجمہ: تو اگر تم خوف محسوس کرو کہ وہ دونوں اللہ کی حدود کو قائم نہ رکھ سکیں گے تو پھر اُن دونوں پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ وہ (عورت جو) کچھ معاوضہ دے (کر اپنے آپ کو چھڑا لے)۔

شریعت کی نظر میں طلاق اور خلع غیر پسندیدہ افعال ہیں۔ارشادِ نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

> اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔ (سنن ابی داؤد:2177)

اسلام زوجین کے مابین رشتہ ازدواج کو قائم رکھنے کی حتی المقدور کوشش کرتا ہے۔اس لیے بلا ضرورت طلاق و خلع جیسے ناپسندیدہ عمل سے گریز کرنا چاہیے۔

Web version of PECTAA textbook Not for sale

طلاق کی اقسام

طلاق کی درج ذیل اقسام ہیں

- **طلاقِ رجعی:** رجعی رجوع سے ہے، جس کے معنی واپسی کے ہیں۔ طلاقِ رجعی وہ طلاق ہے جس میں دورانِ عدت رجوع ممکن ہے۔
- **طلاقِ بائن:** بائن کے معنی جدائی کے ہیں، طلاقِ بائن وہ طلاق ہے جس سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے، رجوع کے لیے تجدیدِ نکاح ضروری ہے۔ خلع اور تنسیخِ نکاح کے نتیجے میں واقع ہونے والی طلاق بھی طلاقِ بائن کہلاتی ہے۔
- **طلاقِ مُغلظہ:** مغلظہ غلیظ سے ہے جس کے معنی طلاق کی سخت ترین صورت کے ہیں۔ اس کو مغلظہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس کے بعد تجدیدِ نکاح بھی ممکن نہیں ہے۔

عدّت اور اس کے احکام

عدت سے مراد وہ دورانیہ ہے جو عورت کو شوہر کے فوت ہو جانے کے بعد یا اس سے خلع لینے یا طلاق واقع ہونے یا تنسیخ نکاح کے بعد خاص مدت کے لیے گزارنا ہوتا ہے۔ عدت کے احکام درج ذیل ہیں:

- عدتِ وفات چار ماہ دس دن ہے۔
- طلاق یافتہ عورت کی عدت تین حیض ہے۔
- حاملہ عورت کی عدت بچے کی پیدائش ہے۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

شادی بیاہ میں ہونے والی غیر شرعی رسومات

اسلام نے نکاح کو جتنا آسان بنایا تھا، ہمارے موجودہ معاشرتی ڈھانچے نے اسے اتنا ہی مشکل بنا ڈالا ہے، نکاح کے بابرکت معاہدے پر ہم نے ان گنت رسوم، تقریبات اور فضول اخراجات کا ایسا بوجھ لاد رکھا ہے کہ ایک غریب، بلکہ متوسط آمدنی والے شخص کے لیے بھی وہ ایک ناقابلِ عبور پہاڑ بن کر رہ گیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج نکاحوں میں بے برکتی ہو رہی ہے۔ ایک حدیث میں حضور اقدس خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

> ”سب سے زیادہ برکت والا نکاح وہ ہے جس میں مشقت کم سے کم ہو۔“ (مسند احمد: 23388)

شادی اور نکاح کے موقع پر کسی بھی جائز طریقے سے نکاح کا اعلان کرنے کی اجازت ہے، البتہ حدود سے تجاوز کرتے ہوئے لغو گانے گانا، سننا، اختلاطِ مرد و زن، بے پردگی اور لڑکے لڑکیوں کا مل کر ناچنا وغیرہ حرام ہے۔ اسی طرح مہندی کی رسم کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لڑکی والوں سے جہیز کا مطالبہ کرنا یا لڑکی کو محض دکھلاوے اور نمائش کے لیے اپنی وسعت سے بڑھ کر جہیز دینا بھی ایک قابلِ اصلاح رسم ہے۔ صاحبِ استطاعت کے لیے ضروری ہے کہ دعوتِ ولیمہ کرے اور اس میں غریبوں کا خاص خیال رکھے۔ استطاعت نہ رکھنے والے کے لیے قرض لے کر ولیمہ کرنا ضروری نہیں ہے۔ اسی طرح ولیمے میں فضول خرچی، اسراف، نمائش اور غیر ضروری تکلف بھی ممنوع ہے۔

نکاح کے فوائد و ثمرات

نکاح کا ایک بڑا مقصد پرہیز گاری اور تقویٰ ہے۔ نکاح کی وجہ سے انسان بہت سے گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ نکاح سے رزق میں برکت ہوتی ہے۔ نکاح محض ایک معاہدہ نہیں بلکہ مضبوط خاندانی نظام کی بنیاد اور نسلِ انسانی کی بقا کا ضامن ہے۔ نکاح انسان میں احساسِ ذمہ داری پیدا کرتا ہے۔ نکاح آرام و سکون اور معاشی خوش حالی کا ذریعہ ہے۔ نکاح سے میاں بیوی کے درمیان باہمی محبت والفت فروغ پاتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "اور اسی کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمھارے لیے تمھاری ہی جنس سے جوڑے پیدا فرمائے تا کہ تم ان کے پاس سکون پاؤ اور اُس نے تمھارے درمیان محبت اور رحمت پیدا فرما دی۔"

(سورۃ الروم:21)

طلاق کے معاشرتی نقصانات

طلاق نہ صرف ایک خاندان پر اثر انداز ہوتی ہے بلکہ اس کے اثرات پورے معاشرے پر مرتب ہوتے ہیں۔ بچوں کی شخصیت کی تعمیر میں ماں اور باپ دونوں کا الگ الگ کردار ہے۔ جس طرح ماں کے پیار کا کوئی نعم البدل نہیں اسی طرح باپ کی شفقت کا بھی کوئی متبادل نہیں۔ ماں اور باپ دونوں مل کر ہی اولاد کی اچھی تربیت کر سکتے ہیں اور اسے معاشرتی مسائل سے نبرد آزما ہونے کے لیے تیار کر سکتے ہیں۔ طلاق جیسے ناپسندیدہ عمل کی وجہ سے نا صرف بچوں کی تربیت متاثر ہوتی ہے بلکہ ان کی نفسیات پر بھی گہرا اثر پڑتا ہے۔ لہٰذا طلاق پر عمل در آمد کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ انسان ان تمام نتائج پر غور و فکر کرے۔

مشق

سوال نمبر 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) نسلِ انسانی کی بقا اور معاشرتی زندگی کے استحکام کے لیے ضروری ہے:

(الف) نکاح (ب) خلع (ج) وصیت (د) وراثت

(ii) نکاح کے فرائض میں شامل ہے:

(الف) حق مہر (ب) ایجاب وقبول (ج) منگنی (د) ولیمہ

(iii) نکاح کے موقع پر فوری طور پر ادا ہونے والا مہر کہلاتا ہے:

(الف) مہر معجّل (ب) مہر مؤجل (ج) مہر منجم (د) مہر مثل

(iv) طلاق کی وہ قسم جس میں عدت کے دوران رجوع ممکن ہو، کہلاتی ہے:

(الف) طلاقِ مغلظہ (ب) طلاقِ بائن (ج) طلاقِ رجعی (د) طلاقِ بدعت

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

(v) نکاح کے فوائد میں سے ہے:

(الف) رزق میں برکت (ب) مال کا پاک ہونا (ج) نفرتوں کا خاتمہ (د) میانہ روی کا فروغ

سوال نمبر 2: مختصر جواب تحریر کریں۔

(i) نکاح کی اہمیت مختصراً تحریر کریں۔
(ii) خلع کا مفہوم تحریر کریں۔
(iii) عدت کی اقسام تحریر کریں۔
(iv) طلاق بائن کی تعریف کریں۔
(v) شادی بیاہ میں غیر شرعی رسومات سے کیسے اجتناب کیا جا سکتا ہے؟

سوال نمبر 3: تفصیلی جواب دیں۔

- قرآن و سنت کی روشنی میں نکاح اور اس کے احکام و مسائل پر تفصیلی مضمون قلم بند کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ و اساتذہ کرام

- موجودہ دور میں طلاق/خلع کی شرح میں اضافے کی وجوہات اور اس میں کمی لانے کی تجاویز پر ایک مضمون تحریر کریں۔
- شادی بیاہ کی تقریبات میں غیر اسلامی رسومات کے خاتمے کے لیے مذاکرے کا اہتمام کیا جائے۔
- معاشرے میں رائج ظلم پر مبنی رسوم و رواج مثلاً سورہ، قتل غیرت وغیرہ کے خلاف کیا اقدامات کیے جا سکتے ہیں؟ اس موضوع پر گفت گو کا اہتمام کرائیں۔

Web version of PECTAA textbook Not for sale

باب ششم

ہدایت کے سرچشمے اور مشاہیرِ اسلام

(الف) خلافتِ راشدہ

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- دورِ خلافتِ راشدہ میں اسلامی فلاحی ریاست کا تعارف جان سکیں۔
- خلافتِ راشدہ کی نمایاں خصوصیات اور امتیازی پہلوؤں کو سمجھ سکیں۔
- خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور میں رفاہِ عامہ، امانت، عدل و انصاف، قیامِ امن، جہاد، اقلیتوں اور غیر مسلموں سے حسنِ سلوک اور احتساب جیسی صفات کا جائزہ لے سکیں۔
- خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ادوار کی علمی ترقی اور انتظامی خدمات کا جائزہ لے سکیں۔
- خلافتِ راشدہ کے حسنِ انتظام اور عدلِ اجتماعی کے بارے میں جان کر اپنے اجتماعی معاملات میں نظم و ضبط کے عادی ہو سکیں۔
- خلافتِ راشدہ کی علمی خدمات سے رہنمائی حاصل کر کے علم کے فروغ میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔
- خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی صفات و خصوصیات کو جان کر ان کی پیروی کرنے والے بن سکیں۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

خلافت کے لغوی معنی جانشینی کے ہیں اور خلیفہ جانشین یا نائب کو کہتے ہیں۔ اسلام میں خلیفہ کی بنیادی ذمہ داری "اقامتِ دین" ہے۔ اقامتِ دین کا تصور تمام دینی اور دنیاوی مقاصد کا احاطہ کرتا ہے۔ اس کے تناظر میں خلیفہ کی ذمہ داری ارکانِ اسلام کا قیام، جہاد، انصاف کی فراہمی، تعلیم و تربیت اور فلاحی ریاست کا قیام ہے۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے وصال کے بعد تیس (30) سال تک کے زمانے کو "خلافتِ راشدہ" کا زمانہ شمار کیا جاتا ہے۔ یہ زمانہ عدل و انصاف کی سربلندی، تعمیر و ترقی، اقامتِ دین، جنگی فتوحات اور تعلیم و تبلیغ کے اعتبار سے اسلامی تاریخ کا سب سے سنہری دور ہے۔ اس عہد کی نمایاں ترین خصوصیت یہ تھی کہ یہ قرآن و سنّت کی بنیاد پر قائم نظامِ حکومت تھا۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنے بعد آنے والے خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اطاعت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

> "تم پر میری سنّت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طریقے کی پیروی لازم ہے۔" (سنن ابی داؤد: 3991)

خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا دورِ خلافت اور امتیازی کارنامے

پہلے خلیفۂ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانۂ خلافت تقریباً سوا دو سال ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے کارہائے نمایاں میں رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے وصال کے بعد امتِ مسلمہ کو متحد رکھنا، منکرینِ زکوٰۃ کی سرکوبی، منکرینِ ختمِ نبوت اور اسلام کے دشمنوں کی سازشوں کو ناکام بنانا، شامل ہیں۔

دوسرے خلیفۂ راشد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانۂ خلافت قریباً ساڑھے دس برس ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کارہائے نمایاں میں حکومتی اداروں کا قیام، مردم شماری کرانا، ہجری تقویم (کیلنڈر) کا اجرا، کفالت عامہ، نئے شہروں کی آبادکاری، عاملین اور گورنروں کی تنخواہیں مقرر کرنا وغیرہ شامل ہیں۔

تیسرے خلیفۂ راشد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ خلافت بارہ سال ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کارناموں میں اسلامی سلطنت کو وسعت دینا اور اُمت مسلمہ کو قرآن مجید کی ایک قراءت پر جمع کرنا شامل ہے۔ اسی وجہ سے آپ کو ''جامع القرآن'' کہا جاتا ہے۔

چوتھے خلیفۂ راشد حضرت علی کرم اللہ وجھہ کا زمانۂ خلافت قریباً ساڑھے چار سال ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خانہ جنگی کے دور میں امت کو انتہائی مدبرانہ انداز میں متحد کرنے کی کوشش کی، عسکری نقطۂ نظر سے دریائے فرات پر پل تعمیر کروانا، یمن اور ایران میں مرتدین کی سرکوبی کے لیے لشکر بھیجنا، خانہ جنگی کی صورت میں عوام الناس کی حفاظت کے لیے قلعے تعمیر کروانا اور خارجیوں کی سرکوبی وغیرہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کارہائے نمایاں کی مثالیں ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجھہ کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحب زادے حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے، ان کا عرصۂ خلافت چھے ماہ ہے۔ اہلِ علم نے اس عرصے کو بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت ہی میں شمار کیا ہے۔ حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا امت میں اتحاد و اتفاق کے قیام کے پیشِ نظر خلافت سے دست بردار ہونا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح کر لینا ایک عظیم مثال ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا:

> ''یہ میرا بیٹا سردار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح کرائے گا''
> (صحیح بخاری: 2704)

عہدِ خلافتِ راشدہ کی نمایاں خصوصیات

رفاہِ عامہ

خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے راستوں کی تعمیر اور بہتری کے خصوصی اقدامات فرمائے۔ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے تمام شہروں کے درمیان راستوں کو محفوظ اور آسان بنانے کے لیے چوکیاں اور مسافروں کے لیے سرائیں تعمیر کروائیں۔ اس عہد میں زراعت کی ترقی اور لوگوں کو پانی کی فراہمی کے لیے بہت سی نہریں کھودی گئیں۔

Web version of PECTAA textbook Not for sale

خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے عہد میں لنگر خانے، مہمان خانے، سڑکیں، پل، مسافر خانے اور یتیم خانے تعمیر کروائے۔ غریب، مسکین اور مجبور لوگوں کے لیے وظائف مقرر کیے۔ خلفائے راشدین یتیم بچوں اور بیوہ عورتوں کے نگہبان تھے، نہ صرف بیت المال سے ان کی ضرورتوں کو پورا کرتے بلکہ خود بھی ان کی خدمت کیا کرتے تھے۔ لوگوں کے حالات سے آگاہی کے لیے راتوں کو گشت کیا کرتے تھے۔ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں مدینہ منورہ کی آبادی کو سیلاب کی تباہ کاری سے بچانے کے لیے خیبر کی سمت ایک بند تعمیر کروایا گیا اور مسجد نبوی کی توسیع کی گئی۔

خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ہمیشہ سادگی اور رفاہِ عامہ کو اپنا شعار بنایا۔ ان کی زندگیاں تکلفات اور دنیاوی نمائش و زیبائش سے کوسوں دور تھیں۔ لباس انتہائی سادہ ہوتا، انتہائی سادگی کے ساتھ بازاروں میں گشت کرتے نظر آتے۔

امانت

امانت داری اور سرکاری وسائل کا خیال رکھنا خلفائے راشدین کا اہم وصف ہے۔ خلفائے راشدین نے معمولی سے معمولی غذا اور سادہ سے سادہ چیزوں پر قناعت کی۔ انھوں نے بیت المال سے بے جا تصرف سے احتراز کیا۔

خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ خلیفۂ وقت کا سب سے بڑا فرض حدود اللہ کا قیام، حکام کی نگرانی اور عوامی امانتوں کی حفاظت ہے۔ خلفائے راشدین اپنے مقرر کردہ عمّال کے مال و اسباب کی فہرست تیار کرا کر اپنے پاس محفوظ رکھتے تھے اور جب انھیں کسی عامل کی مالی حالت میں غیر معمولی اضافے کا علم ہوتا تو جائزہ لے کر آدھا مال بیت المال میں داخل کر دیتے تھے۔ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور میں امانت دار، دیانت دار اور اہل لوگوں کو مختلف ذمہ داریاں سونپی گئیں۔

عدل و انصاف

خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دورِ خلافت کا سب سے نمایاں وصف عدل و انصاف کا قیام تھا۔ ان کے عہد میں کبھی بھی انصاف سے تجاوز نہیں کیا گیا، قانون کی نظر میں امیر و غریب اور حاکم و محکوم سب برابر تھے۔ ایک مرتبہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مقدمے میں فریق کی حیثیت سے مدینہ منورہ کے قاضی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عدالت میں پیش ہوئے تو انھوں نے احتراماً جگہ خالی کر دی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم نے اس مقدمہ میں یہ پہلی ناانصافی کی، یہ کہہ کر اپنے فریق کے برابر بیٹھ گئے۔

جہاد اور قیامِ امن

اسلامی ریاست کے تحفظ کے لیے جہاد کرنا اور ریاست میں امن و امان کا قیام خلافتِ راشدہ کی اہم خصوصیت ہے۔ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسلامی سلطنت کو استحکام دینے اور اس کی وسعت کے لیے جہاد کا فریضہ سرانجام دیا۔ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور میں لشکر کو روانگی کے وقت درج ذیل نصیحتیں کی جاتی تھیں:

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

"کسی عورت، بچے اور بوڑھے کو قتل نہ کرنا، پھل دار درخت کو نہ کاٹنا، کسی آباد جگہ کو ویران مت کرنا، بکری اور اونٹ کو کھانے کی ضرورت کے سوا ذبح مت کرنا، باغات کو مت جلانا، مالِ غنیمت میں خیانت نہ کرنا اور بزدل نہ ہو جانا"۔ (تاریخ الخلفاء، ص 96)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امتِ مسلمہ میں امن قائم رکھنے کے لیے اپنی جان قربان کر دی۔

لیکن یہ پسند نہ کیا کہ ان کی وجہ مسلمان ایک دوسرے کے خلاف تلواریں نکالیں اور مدینہ منورہ کی مقدس سرزمین پر مسلمانوں کا لہو بہے۔ اسی طرح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے دورِ خلافت میں قیامِ امن کے لیے ہر ممکن کوشش کی اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کو خون ریزی سے بچانے اور امن کے قیام کے لیے خلافت سے دست برداری کا اعلان کیا۔

اقلیتوں سے حسنِ سلوک

خلافتِ راشدہ کی ایک نمایاں خوبی غیر مسلموں کے ساتھ حسنِ سلوک ہے۔ مسلمان خلفاء کے اس حسنِ سلوک کو دیکھ کر بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا، یہاں تک کہ غیر مسلم بھی یہ خواہش کیا کرتے تھے کہ ان کے علاقے بھی اسلامی سلطنت میں شامل ہو جائیں۔

خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسلامی ریاست میں بسنے والے غیر مسلموں کے ساتھ حسنِ سلوک فرماتے، انھیں مذہبی رسومات ادا کرنے کی مکمل طور پر آزادی حاصل تھی اور ان کی عبادت گاہیں محفوظ تھیں۔ ان کے لیے جزیہ کی شرح نہایت کم تھی اور یہ بھی شرط تھی کہ کوئی غیر مسلم اگر بوڑھا، معذور یا مفلس ہو جائے تو اس سے جزیہ نہیں لیا جائے گا بلکہ بیت المال سے اس کی کفالت کی جائے گی۔

احتساب

نظامِ احتساب خلافتِ راشدہ کی اہم خصوصیت ہے۔ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس نظام کو خود احتسابی سے شروع کیا اور سب سے پہلے اپنی ذات کو احتساب کے لیے پیش فرمایا۔ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اس سنہری دور میں لوگوں کو حکام کے احتساب کی اس قدر آزادی تھی کہ عام آدمی بھی خلیفۂ وقت سے سوال کر سکتا تھا۔ ایک موقع پر ایک آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے عمر! خدا سے ڈرو۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے اسے روکنا چاہا لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے منع کیا اور فرمایا: اسے کہنے دو، اگر یہ لوگ نہیں بولیں گے تو یہ بے کار ہیں اور اگر ہم نہ مانیں تو ہم بے کار ہیں۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کا خیال

خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے زمانۂ خلافت میں کوئی بھی فیصلہ کرتے ہوئے حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت، آپ کی تعلیم اور آپ کی نسبت کو ملحوظِ خاطر رکھتے تھے۔ خلفائے راشدین کا یہ امتیازی وصف ہے کہ انھوں نے کبھی ایک لمحے کے لیے بھی حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک نسبت کو فراموش نہیں کیا۔

حضرت امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیت المال میں وظائف مقرر کیے تو ان کو

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

مشورہ دیا گیا کہ ابتدا اپنے آپ سے کیجیے (یعنی سب سے زیادہ وظیفہ اپنا مقرر کیجیے)۔ انھوں نے فرمایا کہ نہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ سب سے قریبی رشتہ داری رکھنے والوں سے ابتدا کی اور سب سے زیادہ وظیفہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے اور پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے اور سب سے آخر میں اپنے قبیلے بنو عدی کے لیے مقرر کیا۔ علاوہ ازیں انھوں نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی ان کے والد کے برابر شمار کیا اور ان کے لیے بھی پانچ ہزار درہم کا وظیفہ مقرر کیا (جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے کیا تھا)۔

علمی ترقی

خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں کئی علمی مراکز قائم کیے گئے، اسلامی سلطنت کے تمام بڑے شہروں میں ایسے ادارے قائم کیے گئے جہاں اسلامی علوم سکھائے جاتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنی ذات میں علوم و معارف کے مراکز تھے۔ وہ جہاں بھی جاتے علم کے سرچشمے جاری فرما دیتے۔

خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور میں علم و دانش کے فروغ کے لیے مثالی اقدامات کیے گئے۔ عہدِ صدیقی میں بدوی قبائل کو علم کے زیور سے آراستہ کرنے کے اقدامات کیے گئے۔ اس دور میں جزیرہ نمائے عرب کے کئی علاقوں میں معلمین کا تقرر کیا گیا۔ عہدِ فاروقی میں متعدد صوبوں اور علاقوں میں کئی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تعینات ہوئے، کوفہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، شام کے مختلف علاقوں میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تعلیم عام کرنے کے لیے مقرر کیا گیا۔ یہ حضرات قرآن و سنّت کے علاوہ لکھنے پڑھنے، عربی زبان و ادب اور سیرت و اخلاق کی تعلیم دیتے تھے۔

خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مبارک زندگیاں قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ آج غیر مسلم بھی ان مبارک ہستیوں کے طرزِ زندگی، اندازِ حکمرانی اور اصولِ سیاست سے رہ نمائی لیتے ہیں۔ اگر عصرِ حاضر کے مسلمان بھی ان مبارک ہستیوں کے دامن سے وابستہ ہو جائیں اور ان کے نقشِ قدم کی پیروی شروع کر دیں تو وہ دن دور نہیں جب ایک مرتبہ پھر مسلمان دنیا کی تمام قوموں پر غالب آ جائیں گے۔

مشق

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) اسلام میں خلیفہ کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے:

(الف) رفاہِ عامہ (ب) اقامتِ دین (ج) عدل و انصاف کی فراہمی (د) تعمیر و ترقی

Web version of PCTB textbook Not for sale

(ii) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کارہائے نمایاں میں سے ہے:

(الف) مردم شماری کرانا (ب) مسجد نبوی کی توسیع

(ج) ہجری سال کا اجراء (د) منکرین زکوٰۃ کی سرکوبی

(iii) خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے احتساب کے لیے سب سے پہلے پیش کیا:

(الف) اپنے بیٹوں کو (ب) سرکاری حکام کو (ج) فوجی سربراہوں کو (د) اپنی ذات کو

(iv) خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عوام کی فلاح و بہبود کے لیے:

(الف) مسافر خانے تعمیر کیے (ب) مانعین زکوٰۃ کی سرکوبی کی

(ج) بحری فتوحات کیں (د) اسلامی سلطنت کو وسعت دی

(v) بطور خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقدمہ کس کی عدالت میں پیش ہوا؟

(الف) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ب) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ج) حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ (د) حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سوال نمبر 2: مختصر جواب دیں۔

(i) خلافت کے کیا معنی ہیں اور اسلام میں خلیفہ کی بنیادی ذمہ داری کیا ہے؟

(ii) خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی دو نمایاں خصوصیات تحریر کریں۔

(iii) عصرِ حاضر میں خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نظامِ احتساب سے کیسے استفادہ کیا جاسکتا ہے؟

(iv) خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی رفاہی خدمات تحریر کریں۔

(v) خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور نسبتِ رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے مختصراً بیان کریں۔

سوال نمبر 3: تفصیلی جواب دیں۔

- خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے امتیازی کارناموں پر تفصیلی مضمون تحریر کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ و اساتذہ کرام

- طلبہ خلافتِ راشدہ کے متعلق کتب کا مطالعہ کریں۔
- اسلامی نظامِ حکومت کی خصوصیات کے موضوع پر تقریر تیار کریں۔
- درج ذیل میں سے خلافتِ راشدہ کی خصوصیات کی نشان دہی کریں:

اقدامات	خوارج سے جہاد	مرتدین اور منکرین ختمِ نبوت سے جہاد	بیت المقدس کی فتح	سیاسی اداروں کا قیام	بحری بیڑے کا آغاز
ادوار					

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

(ب) ائمہ اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- ائمہ اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تعارف اور سیرت و کردار سے واقفیت حاصل کر سکیں اور عملی زندگی میں ان کے کردار کو اپنا سکیں۔
- ائمہ اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تعارف جان سکیں۔
- ائمہ اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے علم و تقویٰ کو سمجھ سکیں۔
- ائمہ اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی صفات و اخلاق کا جائزہ لے سکیں۔
- ائمہ اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی دینی و سماجی خدمات کا جائزہ لے سکیں۔
- ائمہ اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی علمی خدمات سے رہنمائی حاصل کر کے علم کے فروغ میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔
- ائمہ اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اصلاحی کوششوں سے سبق حاصل کر کے اصلاحِ معاشرہ میں اپنا کردار ادا کرنے والے بن سکیں۔
- ائمہ اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی صفات و اخلاق جان کر ان کی پیروی کرنے والے بن سکیں۔

وہ ہستیاں جنھوں نے اسلام کی آبیاری اور بقا کے لیے اپنی جان کے نذرانے پیش کیے اور امت مسلمہ کی فکری، علمی، روحانی، اخلاقی، سیاسی، سماجی اور مذہبی راہ نمائی کے لیے مختلف شعبہ ہائے جات میں نمایاں خدمات سر انجام دیں، ان میں اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، فقہائے کرام، محدثین کرام، مفسرین کرام اور مفکرین کرام رحمۃ اللہ علیہم شامل ہیں۔

ذیل میں آئمہ اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تذکرہ جلیلہ کیا جا رہا ہے:

ائمہ اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تعارف

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے چچا زاد بھائی اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے داماد ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ ہیں۔ پینتیس (35) ہجری میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسلمانوں کا خلیفہ مقرر کیا گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرصہ خلافت پانچ سال سے کچھ کم ہے۔ انیس (19) رمضان المبارک چالیس (40) ہجری میں فجر کی نماز کے وقت ابن ملجم نامی ایک خارجی نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تلوار سے حملہ کیا جس کی وجہ سے آپ کرم اللہ وجہہ اکیس (21) رمضان المبارک کو شہادت کے مرتبے پر فائز ہوئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کوفہ میں ہوئی اور وہیں آپ کرم اللہ وجہہ کو سپردِ خاک کیا گیا۔

حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت کے تیسرے سال رمضان المبارک میں پیدا ہوئے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے آپ کا نام "حسن" رکھا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے نواسے، حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ و حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے صاحب زادے اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی ہیں۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت مدینہ منورہ میں انچاس (49) ہجری میں ہوئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسدِ مبارک کو مدینہ منورہ کے قبرستان جنّت البقیع میں سپردِ خاک کیا گیا۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے صاحب زادے ہیں۔ آپ کی ولادت شعبان چار (4) ہجری کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ ولادت باسعادت کی خبر سن کر نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لائے، آپ کے لیے دعا فرمائی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام "حسین" رکھا۔ اکسٹھ (61) ہجری میں دریائے فرات کے کنارے پر میدانِ کربلا میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزیدی فوج کا مقابلہ کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قافلے میں بچوں اور عورتوں کو ملا کر کل بیاسی (82) نفوس تھے، جو کہ جنگ کے ارادے سے نہیں آئے تھے۔ ان کے مقابلے میں یزیدی فوج بائیس ہزار سوار اور پیادہ مسلح افراد پر مشتمل تھی۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اٹھارہ (18) اہلِ بیت اور دیگر چوّن (54) جان نثاروں کے ہمراہ دس (10) محرم الحرام اکسٹھ (61) ہجری میں میدانِ کربلا میں شہادت پائی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے عالمِ اسلام کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا۔

حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کا نام علی اور لقب زین العابدین (عبادت گزاروں کی زینت) ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحب زادے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت مدینہ منورہ میں اڑتیس (38) ہجری میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے محرم الحرام پچانوے (95) ہجری کو مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جنت البقیع میں سپردِ خاک کیا گیا۔

حضرت امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے ہیں۔ آپ کا نام "محمد" اور لقب "باقر" ہے۔ اسی وجہ سے محمد باقر کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ کی ولادت مدینہ منورہ میں ستاون (57) ہجری میں ہوئی۔ ائمہ اہل بیت اطہار میں آپ کو یہ خصوصیت حاصل تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب ماں اور باپ دونوں طرف سے رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم تک پہنچتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دادا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ حضرت ام عبد اللہ فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا ہیں، جو حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحب زادی ہیں۔ حضرت امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ کی تجویز پر اسلامی سلطنت میں اسلامی سکہ رائج کیا گیا، جب کہ اس سے پہلے رومی سکہ رائج تھا۔

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ، آپ کا نام جعفر، کنیت ابو عبد اللہ اور لقب ''صادق'' ہے۔ ''صادق'' کا معنیٰ ہے: "سچا اور راست گو" آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت مدینہ منورہ میں بیاسی (82) ہجری میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے، امام زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پوتے اور شہیدِ کربلا حضرت امام حسین بن علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے پڑپوتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ امِ فروہ، محمد بن ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی پوتی تھیں، جن کے والد قاسم بن محمد بن ابوبکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، مدینہ منورہ کے سات بڑے فقہا میں سے تھے۔ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ایک سو اڑتالیس (148) ہجری میں ہوئی۔ امام

حضرت امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب زادے ہیں۔ آپ کا نام موسیٰ اور کاظم آپ کا لقب ہے۔ کاظم کا معنیٰ ہے: غصہ پی جانے والا، غصہ پی جانے اور صبر و برداشت کی وجہ سے آپ کو ''کاظم'' کہا جاتا ہے۔ حضرت امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

کی پیدائش ایک سو اٹھائیس (128) ہجری کو ہوئی۔ آپ نے پچپن (55) سال کی عمر میں ایک سو تراسی (183) ہجری میں وفات پائی۔

حضرت امام علی رضا رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے ہیں۔ آپ کا نام علی اور کنیت "الرضا" ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت مدینہ منورہ میں ایک سو اڑتالیس (148) ہجری کو ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد نے آپ کی تعلیم و تربیت فرمائی۔ حضرت امام علی رضا رحمۃ اللہ علیہ کی وفات انچاس (49) سال کی عمر میں دو سو تین (203) ہجری میں ہوئی۔

حضرت امام محمد تقی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام علی رضا رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب زادے ہیں۔ آپ کا نام محمد اور لقب تقی ہے۔ تقی کا معنی ہے: "بہت پرہیزگار۔" آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ایک سو پچانوے (195) ہجری میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات دو سو بیس (220) ہجری میں ہوئی۔

حضرت امام علی نقی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام محمد تقی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب زادے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام علی اور نقی آپ کا لقب ہے۔ نقی کا معنی ہے: "صاف ستھرا، خالص، پاکیزہ" آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت دو سو چودہ (214) ہجری کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ آپ کی وفات دو سو چون (254) ہجری میں ہوئی۔

حضرت امام حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام علی نقی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب زادے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام حسن اور لقب عسکری ہے۔ عراق کے ایک علاقے "عسکر" میں قیام کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو عسکری کہا جاتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش دو سو بتیس (232) ہجری کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا اکثر حصہ قید و بند کی مشکلیں برداشت کرتے گزرا۔ لیکن اس حال میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علمی اور دینی خدمات کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر صرف اٹھائیس (28) برس ہوئی، لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و اصلاحی کارناموں کی ایک طویل فہرست ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات دو سو ساٹھ (260) ہجری میں ہوئی۔

حضرت امام محمد مہدی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: کہ وہ میری لختِ جگر سیّدہ طیّبہ طاہرہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد میں سے ہوں گے۔ ان کا نام میرے نام اور ان کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق ہوگا۔ اللہ تعالیٰ انھیں قربِ قیامت مبعوث فرمائے گا۔ وہ سیرت و اخلاق میں میرے مشابہ ہوں گے، اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جیسے وہ ظلم و زیادتی سے بھری تھی (سنن ابی داؤد: 4284/90)۔

اہلِ تشیع کے ہاں حضرت امام محمد مہدی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 255 ہجری میں ہو چکی ہے۔ وہ امامِ غائب ہیں اور قربِ قیامت ظاہر ہوں گے۔

ائمہ اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی صفات اور اخلاق

نو عمر لڑکوں میں سب سے پہلے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے اسلام قبول کیا۔ مؤاخاتِ مدینہ کے موقع پر نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا بھائی قرار دیا۔ آپ "عشرہ مبشرہ" یعنی ان دس خوش نصیب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ایک ہیں، جنھیں رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں جنّت کی بشارت دی۔ غزوۂ خیبر میں رسول اللہ

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں مسلمانوں کا جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اُس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر اگلے دن وہ جھنڈا آپ خاتم النبیین ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا۔

ہجرت کا حکم ملنے کے بعد نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے لوگوں کی امانتیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیں، اور انھیں فرمایا: مجھے ہجرت کا حکم ہو چکا ہے، میں آج مدینہ روانہ ہو جاؤں گا، تم میرے بستر پر لیٹ جاؤ، لوگوں کی امانتیں لوٹا کر مدینہ منوّرہ آ جانا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ ذمہ داری دینے کے بعد نبی کریم خاتم النبیین ﷺ گھر سے روانہ ہوئے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام غزوات میں نمایاں کارنامے سرانجام دیے لیکن غزوۂ خیبر میں آپ کی بہادری بے مثال تھی۔ اس غزوے میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہودیوں کے مشہور جنگ جو "مرحب" کو قتل کر کے فتح کی بنیاد رکھی۔

سخاوت اور فیاضی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خاص خوبی تھی۔ فقر و فاقہ کی زندگی گزارنے کے باوجود جو کچھ ان کے پاس ہوتا، اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیتے۔ آپ اپنی محنت و مزدوری کی کمائی کا بڑا حصہ غریبوں، محتاجوں، بیواؤں اور یتیموں کی مدد کے لیے خرچ کر دیتے تھے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بھوکے رہتے اور دوسروں کو کھانا کھلاتے۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جنّتی نوجوانوں کا سردار قرار دیا اور فرمایا:

"جنّتی نوجوانوں کے سردار حسن اور حسین ہیں۔" (جامع ترمذی:3768)

آپ خاتم النبیین ﷺ نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں فرمایا: ''یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما اور ان سے بھی محبت فرما جو ان دونوں سے محبت رکھتے ہیں۔'' (جامع ترمذی:3769)

عبادتِ الٰہی حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محبوب ترین مشغلہ تھا۔ فجر کی نماز کے بعد سے طلوعِ آفتاب تک جائے نماز پر بیٹھے رہتے، پھر آنے جانے والوں سے ملتے، دن چڑھے چاشت کی نماز پڑھ کر اُمّہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے پاس سلام کرنے کو جاتے، پھر گھر سے ہو کر مسجد چلے آتے۔ مکّہ مکرّمہ کے زمانہ قیام میں معمول تھا کہ عصر کی نماز خانہ کعبہ میں ادا کرتے تھے اور پھر طواف میں مشغول ہو جاتے۔

صدقہ و خیرات اور فیاضی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاص وَصف تھا، تین مرتبہ اپنے کُل مال کا آدھا حصّہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دیا۔ ایک مرتبہ ایک شخص بیٹھا ہوا دس ہزار درہم کے لیے دعا کر رہا تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سُن لیا، گھر جا کر اس کے پاس دس ہزار درہم بھجوا دیے۔ (ابن عساکر، ج4 ص214)

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسلمانوں کا خلیفہ بنایا گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتظامِ حکومت اپنے ہاتھ میں لیا، لیکن جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ اسلامی معاشرہ انتشار کا شکار ہے تو مسلمانوں کے اتحاد و یگانگت کے لیے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت سے دست برداری کا اعلان کیا۔ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کے

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

اس فرمان پر کہ: میرا یہ بیٹا سردار ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح کرائے گا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت سے دست برداری کا فیصلہ فرمایا اور خلافت سے الگ ہو گئے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقریباً سات (7) سال تک نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیرِ سایہ پرورش پائی۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے غیر معمولی محبت و شفقت فرماتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے خصوصی شفقت و محبت رکھتے اور ان کا اکرام فرماتے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو نہایت عزیز اور مقدم رکھتے اور انھیں اپنی اولاد پر ترجیح دیتے تھے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے حد فیاض، نہایت متقی، عبادت گزار اور کثرت کے ساتھ نیک عمل کرنے والے تھے۔ سخاوت، مہمان نوازی، غریب پروری، تواضع اور صبر و تقویٰ آپ کی نمایاں خصوصیات تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز سے بے حد شغف تھا، اکثر روزے سے رہتے تھے۔

حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت کا یہ عالم تھا کہ نوافل کی کثرت کی وجہ سے زین العابدین کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ رات کے اندھیرے میں غریبوں کی مدد کے لیے صدقات و خیرات کیا کرتے تھے۔ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر خاندانِ قریش میں کوئی شخص سخی نہیں دیکھا۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ انھیں مدینے کا عظیم فقیہ قرار دیتے تھے۔

حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ جب وضو فرماتے تھے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے کا رنگ زرد ہو جاتا تھا، پوچھا گیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کیفیت کیوں ہو جاتی ہے؟ فرمایا: تمھیں کیا خبر کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہونے کی تیاری کر رہا ہوں۔

عبادت و ریاضت حضرت امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ کا محبوب مشغلہ تھا۔ علم و فضل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ بے مثال تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: "آدمی کے عیب کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ دوسروں کے وہ عیب کھولتا پھرے، جن کو اپنی ذات میں پا کر چشم پوشی کرتا ہے۔" آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان یہ بھی ہے: "ابلیس کو ہزار عابدوں کی موت سے ایک عالم کی موت زیادہ محبوب ہے۔"

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ شب بیداری میں بے مثل تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار تابعین فقہا میں ہوتا ہے۔ بہت سے نامور اہلِ علم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اکتسابِ فیض کیا جن میں امام اعظم ابو حنیفہ، سفیان بن عیینہ، یحییٰ بن سعید اور جابر بن حیان رحمۃ اللہ علیہم جیسے لوگ شامل ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ قحط کے دنوں میں اپنے پاس موجود غلے کا بہت بڑا ذخیرہ مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا اور اپنے خادم سے فرمایا: اب خالص گندم کی روٹی نہ پکایا کرو بلکہ آدھے گندم اور آدھے جو کی روٹی پکایا کرو، ہر ممکن طریقے سے

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

سے ہمیں غریبوں کا ساتھ دینا چاہیے۔

حضرت امام موسیٰ کاظم رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ اتنے خوش مزاج اور نرم دل تھے کہ آپ کو کبھی کسی کے ساتھ ترش روئی اور سخت لہجے میں بات کرتے نہیں دیکھا گیا۔ غصے کو پینا آپ کا اہم ترین وصف تھا۔ ہمیشہ مسکراتے نظر آتے تھے۔ ضرورت مندوں اور محتاجوں کی پوشیدہ طور پر خبر گیری فرمایا کرتے تھے۔ قرآنِ مجید کی تلاوت اتنی خوب صورت اور پر اثر ہوتی کہ پاس بیٹھنے والوں پر رقت طاری ہو جایا کرتی تھی۔ آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ نے ساری زندگی دین و شریعت پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ میں گزاری۔

حضرت امام محمد تقی رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ بہت فصیح و بلیغ گفت گو فرمایا کرتے تھے، آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کی تقریر بہت بلیغ اور پر اثر ہوتی تھی۔ لوگ آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کی گفت گو سن کر مسحور ہو جایا کرتے تھے۔ آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کے حکیمانہ جملوں کا ایک ذخیرہ منقول ہے۔ بڑے بڑے علماء آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ سے اکتسابِ فیض کیا کرتے تھے۔ آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کی نشست زیادہ تر مسجدِ نبوی میں ہوتی تھی۔ جہاں لوگ آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ سے مسائل دریافت کرتے اور علمی سیرابی پاتے۔

ائمہ اہل بیت اطہار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُم کی علمی خدمات

حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ علم و فضل کی حامل شخصیت تھے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے علم و فضل کا اعتراف کرتے ہوئے حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا اگر علی میرے مشیروں میں نہ ہوتے تو عمر کب کا ہلاک ہو چکا ہوتا۔ حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہمیشہ تمام خلفائے راشدین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُم کی مجلس شوریٰ کے مستقل رکن رہے ہیں۔

سانحہ کربلا کے وقت حضرت امام زین العابدین کی عمر تیئس (23) سال تھی۔ اس وقت آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ بیمار تھے اور اس سانحے میں بچ جانے والے افراد میں سے ایک تھے۔ حضرت امام زین العابدین رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کی کتب میں دعاؤں پر مشتمل ایک کتاب "صحیفۂ سجادیہ" کے نام سے مشہور ہوئی۔ آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کی ایک اور کتاب "رسالۃ الحقوق" کے نام سے بھی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ نے علم کے میدان میں کارہائے نمایاں سرانجام دیے، آپ سے ہزاروں لوگوں نے علم سیکھا اور آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کے شاگردوں نے آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کے علوم کو پوری اسلامی ریاست میں پھیلایا۔ مشہور فقیہ امام ابوحنیفہ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ اور مشہور مسلمان سائنس دان جابر بن حیان بھی آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کے شاگردوں میں سے ہیں۔

حضرت امام علی رضا رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ بہت بڑے محدث اور فقیہ تھے۔ ائمہ اہل بیت میں امام جعفر صادق رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کے بعد سب سے زیادہ لوگوں کی علمی پیاس بجھانے کا موقع آپ کو ملا۔ اہل علم مشکل مسائل میں حضرت علی رضا رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ سے رجوع کیا کرتے تھے۔ آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کے تحریر کردہ فتاویٰ کی تعداد ہزاروں میں ہے۔

حضرت امام علی نقی رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ بہت بڑے محدث اور فقیہ تھے، آپ سے کئی احادیث منقول ہیں۔ دو سو چھتیس (236) ہجری تک مدینہ منورہ میں رہے، پھر حکومت نے آپ کو عراق بلا کر قید کر دیا، قید کے علاوہ آپ کو نظر بند بھی رکھا گیا۔ قید یا نظر بندی کا زمانہ ہو یا آزادی کا، ہر وقت یادِ الٰہی اور اتباعِ سنّت میں مشغول رہتے۔ دن بھر روزہ رکھتے اور رات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے۔ مشکل

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

سے مشکل حالات میں بھی بے نیازی میں فرق نہ آیا۔ قید سے آزادی کے بعد بہت سے طلبہ نے آپ سے علم حاصل کیا۔

دہریت اور الحاد کا پرچار کرنے والے فلاسفہ کا مقابلہ حضرت حسن عسکری رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ محدثین نے اپنی کتابوں میں آپ کی سند سے منقول احادیث ذکر کی ہیں۔ آپ کے بعض شاگردوں نے آپ کے علمی افادات کو جمع کر کے کتابیں تالیف کی ہیں۔ ابوعلی حسن بن خالد برقی نے آپ سے منقول تفسیر وحدیث کی ایک ضخیم کتاب تدوین کی ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم ائمہ اہلِ بیت اطہار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ کی مبارک زندگیوں سے روشنی حاصل کریں۔ ان کی عبادت گزاری، علمی ذوق، اعلیٰ اخلاق اور کردار سے اپنے ظاہر و باطن کو مزین کریں اور انھیں دوسرے انسانوں تک پہنچانے کی بھی کوشش کریں۔

مشق

سوال نمبر 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں:

(الف) حضرت علی المرتضٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ — (ب) حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

(ج) حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا — (د) حضرت سلمان فارسی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

(ii) حضرت سیّدنا امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے خلافت سے دست بردار ہونے کی وجہ تھی:

(الف) صحت کی خرابی — (ب) دو مسلمان گروہوں میں صلح

(ج) درس و تدریس کی مصروفیت — (د) مدینہ منورہ کی طرف روانگی

(iii) حضرت سیدنا امام زین العابدین رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کی دعاؤں پر مشتمل کتاب کا نام ہے:

(الف) صحیفۂ صادقہ — (ب) صحیفۂ سجادیہ

(ج) صحیفۂ صحیحہ — (د) صحیفۂ جابر

(iv) حضرت امام جعفر صادق رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کے شاگردوں میں شامل تھے:

(الف) جابر بن حیان — (ب) ابوالقاسم الزہراوی

(ج) بوعلی سینا — (د) ابوریحان البیرونی

(v) حضرت حسن عسکری رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کا اہم کارنامہ ہے:

(الف) دہریت کا رد — (ب) مستشرقین کا مقابلہ

(ج) مدعیانِ نبوت کا مقابلہ — (د) خوارج کی سرکوبی

Web version of PECTAA textbook Not for sale

سوال نمبر 2: مختصر جواب دیں۔

(i) حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے نمایاں کارنامے تحریر کریں۔

(ii) عصرِ حاضر میں حضرت امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے مفاہمتی کردار سے کیسے راہ نمائی لی جا سکتی ہے؟

(iii) حضرت امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی زندگی میں ہمارے لیے کیا راہ نمائی ہے، مختصر تحریر کریں۔

(iv) حضرت امام زین العابدین رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کی نمایاں خصوصیات تحریر کریں۔

(v) حضرت امام جعفر صادق رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کی علمی خدمات تحریر کریں۔

سوال نمبر 3: تفصیلی جواب دیں۔

- ائمہ اہلِ بیتِ اطہار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی صفات واخلاق اور ان کی علمی خدمات پر مفصل نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ و اساتذہ کرام

- طلبہ ائمہ اہلِ بیتِ اطہار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی شخصیات کے متعلق معلومات اکٹھی کر کے کمرا جماعت میں پیش کریں۔
- ائمہ اہلِ بیتِ اطہار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کی فہرست بنائیں۔
- ائمہ اہلِ بیتِ اطہار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی دینی وسماجی خدمات کے موضوع پر مذاکرہ کریں۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

(ج) صُوفیہ کرام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمْ

- حضرت پیر سید مہر علی شاہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ
- حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ

حاصلاتِ تعلُّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- تصوف و تزکیہ کا معنیٰ و مفہوم، فلسفہ اور اہمیت جان سکیں۔
- مذکورہ صوفیہ کرام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمَا کے حالاتِ زندگی، ان کے اخلاق، صفات اور کردار سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- اشاعتِ اسلام، خدمتِ دین، اتباعِ سنّت، تصوف، روحانیت اور تزکیۂ نفس کے فروغ اور عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ میں مذکورہ صُوفیہ کرام کی خدمات کا جائزہ لے سکیں۔
- مذکورہ صوفیہ کرام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمَا کے دینی، روحانی، معاشرتی و سماجی کردار کے بارے میں جان کر عملی زندگی میں ان کے اسوہ کی پیروی کر سکیں۔
- مذکورہ صوفیہ کرام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمَا کی سیرت کے روشن پہلوؤں، اتباعِ سنّت کے جذبے اور پاکیزہ تعلیمات سے سبق حاصل کر کے دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکیں۔

تصوف کا مفہوم

تصوُّف، تزکیۂ نفس کا ہم معنیٰ لفظ ہے۔ تزکیۂ نفس کا معنیٰ ہے: انسانی نفس کو بری عادات سے پاک کر کے اچھی عادات کا خُوگر بنانا۔ قرآنِ مجید میں اپنے نفس کا تزکیہ کرنے والے یعنی اپنے نفس کو برے اعمال اور برے اخلاق سے پاک کرنے والے شخص کے لیے کامیابی کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝9 (سُوْرَۃُ الشَّمْس: 09)

ترجمہ: ”یقیناً جس نے اس (نفس) کو پاک کر لیا وہ کام یاب ہو گیا۔“

صوفیہ کرام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمْ اللہ تعالیٰ کے وہ بندے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اس کے احکام اور نبی اکرم خاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے مبارک طریقوں پر عمل کرتے ہیں۔ صوفیہ کرام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمْ خود بھی دین کے احکام کی پابندی کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دیتے ہیں۔ صوفیہ کرام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمْ کے اچھے اَخلاق، اچھے عمل اور تبلیغ کے نتیجے میں بہت سے بھٹکے ہوئے لوگ سیدھے راستے پر آئے اور کئی لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ صوفیہ کرام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمْ نے معاشرے میں امن و سلامتی کے فروغ کے لیے نمایاں خدمات سرانجام دیں، مختلف مذاہب و طبقات سے تعلق رکھنے والے انسانوں کو پُرامن بقائے باہمی اور خدمتِ خلق کا درس دیا۔

اس سبق میں ہم درج ذیل صوفیہ کرام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمَا کے مختصر حالاتِ زندگی اور تعلیمات کے بارے میں پڑھیں گے:

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ چشتیہ کے ایک عظیم روحانی پیشوا ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ چودہ (14) اپریل 1859ء بہ مطابق 1275 ہجری کو اسلام آباد کے قریب "گولڑہ" نامی ایک بستی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام سیّد نذر دین شاہ ہے۔ آپ کا سلسلۂ نسب حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔ پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے چار سال کی عمر میں تعلیم کا آغاز کیا۔ قرآنِ مجید حفظ کیا، پھر عربی، فارسی اور صرف ونحو کی تعلیم مولانا محی الدین سے حاصل کی۔ اس کے بعد سہارن پور میں فنِ حدیث کے امام مولانا احمد علی سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ سے احادیث کی سند حاصل کی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ بیس (20) سال کی عمر میں ہندوستان سے رسمی علوم کی تکمیل کر کے وطن لوٹے اور اپنی آبائی مسجد میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور انھوں نے آپ کو خلعتِ خلافت سے نوازا۔

حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ان صوفیہ کرام میں سے ہیں جنھوں نے علمی اور عملی محاذ پر مسلمانوں کی رہ نمائی فرمائی۔ آپ نے خانقاہی نظام کو مسجد اور مدرسے کے ساتھ جوڑا، توحیدِ خالص کی تعلیم دی، اتباعِ سنت کا درس دیا اور شریعت کا پرچار کیا۔ آپ کی تعلیمات میں یہ بات بہت نمایاں ہے کہ شریعت اور طریقت دو الگ الگ چیزیں نہیں، بلکہ ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں، شریعت پر عمل کرنے کے لیے راہِ طریقت اختیار کرنا ضروری ہے۔ آپ اپنے مریدین کو دین کا علم حاصل کرنے کی تعلیم دیتے تھے، ایک مرتبہ آپ نے فرمایا "دین کے علم کے بغیر اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت کا حصول ناممکن ہے۔ علم کے بغیر انسان مردہ کی طرح ہے۔" تصوّف وطریقت کی خدمت کے ساتھ ساتھ آپ کا ایک بہت بڑا کارنامہ عقیدۂ ختمِ نبوت کا دفاع ہے۔ آپ نے ہر محاذ پر عقیدۂ ختمِ نبوت کا پرچار کیا اور اس عقیدے کا انکار کرنے والوں کی اصلاح کی بھرپور کوشش کی۔ آپ کی تصنیف "سیفِ چشتیائی" فتنہ قادیانیت کے رد میں لکھی گئی ایک معروف کتاب ہے۔

پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم رہ نما، ولی اور عالمِ دین تھے۔ آپ نے بہت سی کتابیں لکھیں، جن میں تصوف کے موضوع پر سب سے زیادہ مشہور "تحقیق الحق فی کلمۃ الحق" ہے۔ ان کے علاوہ آپ کی تصنیف کردہ کتابوں میں شمس الہدایہ، الفتوحات الصمدیہ، فتاویٰ مہریہ اور مرأۃ العرفان شامل ہیں۔ آپ ایک بہت عمدہ شاعر بھی تھے۔ آپ کے نعتیہ اشعار آج بھی زبان زدِ خاص وعام ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال انتیس (29) صفر المظفر 1356 ہجری بہ مطابق گیارہ (11) مئی 1937ء کو ہوا۔ آپ کا مزار شریف گولڑہ، اسلام آباد میں ہے۔ مزار کے ساتھ مسجد اور مدرسہ ہے، جہاں دین کی تعلیم اور تزکیۂ نفوس کی خدمت انجام دی جاتی ہے۔

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم صاحبِ کرامت بزرگ ہیں۔ آپ 1282 ہجری/ 1865ء لاہور کے قریب ایک علاقے شرقپور میں پیدا ہوئے۔ آپ کو شیرِ یزدانی، عارفِ اکمل اور شیرِ ربانی کے القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

پنجاب کے ان اولیائے کرام میں سے ہیں جنھوں نے سلسلہ نقشبندیہ کی ترویج میں اہم کردار ادا کیا۔

آپ کے آباء واجداد عرب سے ہجرت کر کے افغانستان کے شہر کابل آئے اور وہاں سے ہجرت کر کے پنجاب آئے تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے چچا میاں حمید الدین سے حاصل کی۔ جب آپ ظاہری علوم سے فارغ ہوئے تو حضرت بابا امیر الدین کوٹلوی نقشبندی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کے دست حق پر بیعت ہوئے۔ شیخ نے آپ کو خلافت عطا فرمائی اور آپ نے شیخ کے حکم پر شرقپور کو ہی اپنی قیام گاہ بنایا اور یہ روحانی سلسلہ آج تک قائم ہے۔

میاں شیر محمد شرقپوری زندگی کے تمام معمولات میں شریعتِ اسلام کی پیروی کا خاص طور پر خیال رکھا کرتے تھے۔ اگر کوئی آپ کی مجلس پاک میں آلتی پالتی مار کر بیٹھتا تو آپ اس پر خفا ہوتے اور فرماتے "لوگوں کو بیٹھنے کا طریقہ بھی نہیں آتا" پہلے بیٹھنے کا طریقہ تو سیکھنا چاہیے آپ دوزانو ہو کر بیٹھنے کو پسند فرماتے تھے۔ آپ اتباعِ نبوی خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی اتباعِ سنت میں گزاری اور اپنے پیروکاروں کو بھی یہی درس دیا کہ زندگی کے ہر فعل میں سنتِ نبوی کی اتباع کرو۔ آپ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ آپ علم، ریاضت، مجاہدہ، زہد، جود و سخا اور بردباری میں بے نظیر تھے۔

میاں شیر محمد شرقپوری پاک و ہند کے ان صوفیہ کرام رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِم میں سے تھے جنھوں نے اس صدی میں اپنی قوتِ روحانی اور عظمتِ کردار کی بدولت لاکھوں گم کردہ راہ لوگوں کو سیدھا راستہ دکھایا۔ ان کا ہر لمحہ سنّتِ نبوی کے مطابق گزرتا تھا۔ خلافِ سنت و شریعت فعل انھیں دیکھنا بھی برداشت نہ ہوتا تھا۔ پاکستان میں جن بزرگوں کی علمی و باطنی تبلیغ سے نقشبندی سلسلہ کو فروغ حاصل ہوا ان میں میاں شیر محمد شرقپوری کا اہم کردار ہے۔

آپ کا انتقال سوموار 3 ربیع الاول 1347 ہجری/ 20 اگست 1928ء کو پینسٹھ (65) سال کی عمر میں ہوا۔ آپ کو شرقپور میں ہی سپردِ خاک کیا گیا، جہاں آج آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مرجعِ خلائق ہے۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

مشق

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) پیر سید مہر علی شاہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ پیدا ہوئے:

(الف) افغانستان میں (ب) شرقپور میں (ج) گولڑہ شریف میں (د) لاہور میں

(ii) پیر سید مہر علی شاہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کا سلسلۂ نسب ملتا ہے:

(الف) حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے (ب) حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے

(ج) حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے (د) حضرت حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے

(iii) پیر سید مہر علی شاہ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کی عقیدۂ ختم نبوت پر لکھی گئی کتاب کا نام ہے:

(الف) شمس الھدایہ (ب) الفتوحات الصمدیہ (ج) مرآۃ العرفان (د) سیفِ چشتیائی

(iv) سلسلہ نقشبندیہ کی ترویج میں اہم کردار ادا کیا:

(الف) پیر سید مہر علی شاہ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ نے (ب) حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ نے

(ج) بابا فرید الدین گنج شکر رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ نے (د) میاں شیر محمد شرقپوری رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ نے

(v) میاں شیر محمد شرقپوری رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کا مزار ہے:

(الف) ملتان میں (ب) شرقپور میں (ج) قصور میں (د) گجرات میں

سوال نمبر 2: مختصر جواب دیں:

(i) تصوف کی اہمیت بیان کریں۔

(ii) پیر سید مہر علی شاہ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ نے شریعت اور طریقت کا کیا تعارف پیش کیا؟

(iii) پیر سید مہر علی شاہ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ نے عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت میں کیا کردار ادا کیا؟

(iv) میاں شیر محمد شرپوری رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کا مختصر تعارف تحریر کریں۔

(v) امن و محبت کے فروغ میں صوفیہ کرام رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِم کے کردار کا جائزہ لیں۔

سوال نمبر 3: تفصیلی جواب دیں:

- درج ذیل پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

☆ پیر سید مہر علی شاہ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ ☆ میاں شیر محمد شرق پوری رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ

سرگرمیاں برائے طلبہ و اساتذہ کرام

- طلبہ پیر سید مہر علی شاہ اور میاں شیر محمد شرقپوری رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِمَا کی شخصیت کے متعلق معلومات اکٹھی کر کے کمرا جماعت میں پیش کریں۔
- مذکورہ صوفیہ کرام رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِمَا کی مذہبی، معاشرتی، سماجی، دینی اور روحانی خدمات کی فہرست بنائیں۔

Web version of PECTAA textbook. Not for sale

باب ہفتم

اسلامی تعلیمات اور عصرِ حاضر کے تقاضے

(الف) قانون کی پاسداری

حاصلاتِ تعلُّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- قانون کی پاسداری کا مفہوم اور اہمیت جان سکیں۔
- عصرِ حاضر میں قانون کی حکمرانی کو سمجھتے ہوئے اس کی پاسداری کا عہدِ رسالت وخلفائے راشدین سے موازنہ کرسکیں۔
- قوانین پر عمل پیرا ہونے کے فوائد وثمرات کا جائزہ لے سکیں۔
- زندگی کے معاملات میں قانون کی پاسداری کر کے معاشرتی فلاح وبہبود اور امنِ عامہ کے قیام میں اپنا کردار ادا کرسکیں۔
- قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے معاشرے کے کمزور طبقات کو ایک باعزت مقام دلوانے میں اپنا کردار ادا کرسکیں۔

قانون کی پاسداری سے مراد کسی بھی ضابطۂ حیات یا ضابطۂ اخلاق پر عمل درآمد کرنا اور ہر حوالے سے اس ضابطہ کار کے مطابق اپنے اندازِ حیات کو استوار کرنا ہے۔ کسی بھی معاشرے کی فلاح وبہبود اور خوش حالی کا دارومدار دو پہلوؤں پر ہوتا ہے، ایک یہ کہ اس معاشرے کا قانون کس قدر پائیدار ہے کیا وہ اپنی شہریوں کی تمام تر ضروریات کا احاطہ کرتا ہے کیا وہ ہر طبقہ کے لوگوں کے حقوق کی حفاظت کو یقینی بناتا ہے اور دوسرا یہ کہ اس معاشرے کے افراد اس قانون پر کس قدر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ انسانی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ جس معاشرے میں بھی قانون کی حکمرانی ہوئی وہاں امن وسکون اور معاشرتی فلاح وبہبود کا دور دورہ رہا۔ جہاں قوانین کی پاسداری ہوئی وہاں لوگوں کو مکمل عدل و انصاف فراہم رہا۔ آج بھی دنیا میں جن علاقوں میں قانون کی حکمرانی ہے وہاں سب کے حقوق محفوظ ہیں، وہاں کوئی کسی پر دست درازی نہیں کرتا کوئی کسی کے حقوق پر ڈاکا نہیں ڈالتا، وہاں امیر، غریب، تاجر، مزدور، حاکم، ملازم سب اپنے اپنے دائرہ کار میں مصروفِ عمل ہیں اور بغیر کسی خوف وخطر کے زندگی سے لطف اندوز ہو رہے ہیں اس کے برعکس جہاں کہیں قانون کی حکمرانی نہیں ہے وہاں لوگ اپنی مرضی سے قانون کو استعمال کرتے ہیں وہاں رشوت، بدعنوانی، ہیرا پھیری، ذخیرہ اندوزی، قتل وغارت اور بے راہ روی جیسی معاشرتی برائیاں لوگوں کا مقدر بنی ہوئی ہیں۔

اسلام قانون کی پاسداری کو لازم قرار دیتا ہے۔ قرآنِ مجید میں جا بجا اطاعت الٰہی اور اطاعتِ رسول خاتم النبیین ﷺ کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ اطاعت کا حکم جہاں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی اطاعت بحیثیت نبی اور رسول کے لازم آتا ہے وہاں بحیثیت حاکم بھی آپ

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اطاعت کو شامل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اُس وقت ریاستی قانون کا سرچشمہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ذات تھی۔ اس کے ساتھ مزید قرآن مجید میں تاکیداً ارشاد فرمایا گیا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ

(سُوْرَةُ النِّسَآء: 59)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور (اس کے) رسول (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) کی اطاعت کرو اور ان کی جو تم میں سے صاحب اختیار ہیں۔“

اس مقدس آیت میں ”اُولِي الْاَمْرِ“ سے مراد حاکمِ وقت، صاحبِ اختیار افراد ہیں یعنی جو ملک وقوم کی قیادت کرتے ہیں جو آئین وقوانین وضع کرتے ہیں۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اطاعتِ امیر کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اگر تم پر ناک کٹا حبشی غلام امیر بنا دیا جائے اور وہ کتاب اللہ کے مطابق تمھاری قیادت کرے تو اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ (صحیح مسلم: ۳۱۳۸) اس حدیث مبارک میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے واضح طور پر امیر اور قانون کی حکمرانی کی طرف اشارہ فرمایا کہ خواہ امیر کوئی غلام ہی کیوں نہ ہو اور وہ کتاب اللہ کے مطابق قیادت کرے یعنی وہ خود بھی قانون کا پابند ہو اور تمھیں بھی قانون کا پابند کرے تو اس کی اطاعت کی جائے۔ اسی طرح کے مضمون کے ساتھ ایک اور حدیث مبارک موجود ہے کہ جس میں فرمایا گیا کہ جب تک حاکم کتاب اللہ کے مطابق قیادت کرتا رہے اس کی اطاعت کرتے رہو (جامع ترمذی: ۲۸۶۱) قانون کی حکمرانی میں سب امیر و غریب، حاکم ومحکوم سب برابر ہیں۔

اسلام میں قانون کی پاسداری کی تاکید اس واقعہ سے بھی آشکار ہوتی ہے، ایک دفعہ ایک فاطمہ نامی عورت کے چوری کرنے پر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ہاتھ کاٹنے کی سزا جاری کی تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو سزا معافی کی سفارش کی گئی تو رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بنی اسرائیل اسی وجہ سے ہلاک ہوئے کہ وہ امیر کو تو سزا سے بری کر دیتے مگر غریب پر سزا جاری کر دیتے تھے۔ (سنن نسائی: 4901) اس واقعہ سے واضح ہوتا ہے کہ معاشرتی نظام کی بربادی کی بڑی وجہ ظلم وزیادتی کا نظام ہے کہ جس میں قانون کی پاسداری نہ ہو۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم صاحبِ اختیار واقتدار ہونے کے باوجود کبھی بھی اپنے لیے الگ سے مسند کی خواہش نہ رکھتے تھے اور نہ بادشاہوں جیسا لباس اور ٹھاٹ باٹ کو پسند فرمایا کرتے تھے بلکہ عاجزی و انکساری اور سادگی کی روش کو اختیار فرماتے تھے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر ایمان لانے والے اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے نقشِ قدم پر عمل پیرا تھے، کبھی خود کو قانون سے بالاتر نہیں سمجھا اور نہ ایسا کوئی عمل کیا کہ جس سے لوگوں میں یہ احساس پیدا ہو کہ خلیفہ یا امیر قانون سے بالاتر ہوتا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے پہلے خطبۂ خلافت میں ہی واضح فرما دیا تھا کہ جب تک میں اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اطاعت کرتا رہوں میری اطاعت تم پر لازم ہے یعنی ایک قانون اور ضابطے کی پابندی سے متعلق خلیفہ خود اپنے

Web version of PECTAA textbook Not for sale

آپ کوواضح فرمار ہے ہیں۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دورِ خلافت میں عدل کے ایسے داعی تھے کہ آج تک عدل میں ایک مثال کی حیثیت رکھتے ہیں۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھرے مجمعے میں اگر کوئی قمیص کے کپڑے کا حساب مانگتا تو حساب دینے کے لیے تیار ہو جاتے، غلام کے ساتھ شام کا سفر کرتے ہیں تو اپنی باری پر سواری پر سوار ہوتے اور پیدل چلتے، خود کو قاضی کے سامنے پیش کر دیا اور قاضی کے احتراماً کھڑے ہونے پر اس کو ناپسند کیا کہ انصاف کی راہ میں پہلی ناانصافی ملزم کے احترام میں کھڑا ہونا ہے۔خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قانون کی پاسداری کی واضح مثالیں ہیں جو آج تک قابلِ عمل وقابلِ ستائش ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں یہی اسلام کا سنہری دور تھا جب اسلامی ریاست کی سرحدیں افریقہ وایشیا اور یورپ تک پھیل گئی تھیں اور اتنی بڑی ریاست کا حاکم محافظوں کے بغیر سکون سے زمین پر آرام کرتا تھا۔جب معاشرے میں قانون کی پاسداری ہو تو معاشرہ عدل وانصاف اور امنِ عامہ کا گہوارہ بن جاتا ہے۔

قوانین کی پاسداری اس بات کی ضمانت فراہم کرتی ہے کہ معاشرے کے ہر رکن کو اس کے حقوق بغیر کسی تعطل کے میسر ہیں اور سب اپنے اپنے فرائض کو بخوبی سرانجام دے رہے ہیں۔قانون کی پاسداری سے معاشرے میں امن وسکون، معاشرتی فلاح وبہبود اور عدل و انصاف کا دور دورہ ہوتا ہے۔معاشی اعتبار سے معاشرے میں خوش حالی ہوتی ہے۔لوگوں میں احساسِ ذمہ داری کے جذبے سے اخلاقی اقدار کو فروغ ملتا ہے، رذائل یعنی بُری اور ناپسندیدہ باتوں اور کاموں کا قلع قمع ہوتا ہے۔معاشرہ ایک فلاحی ریاست اور امن وآشتی کی عملی تصویر پیش کرتا ہے۔

بحیثیت پاکستانی ہمیں پاکستان کی خوش حالی وترقی کے لیے اپنا کردار ادا کرنا ہے۔اس کردار کی عملی تصویر اس کے قوانین کی پاسداری کرنا ہے۔معاشرتی فلاح وبہبود اور امن عامہ کے لیے ہمیں واجب الادا تمام محصولات (Taxes) کی ادائیگی، ٹریفک قوانین کی پابندی، سرکاری تنصیبات کی حفاظت، عوامی مقامات کی صفائی ستھرائی، اپنے گلی محلے کی صفائی ستھرائی کا خیال رکھنا، اپنے کمزور اور نادار ہم وطنوں کی ضروریات کو حتی المقدور پورا کرنے کی کوشش کرنا، جذبہ حب الوطنی کے تحت اپنے ملک وملت کی بھرپور خدمت کرنا، یہ ایسے سنہری اصول ہیں کہ جن پر عمل پیرا ہو کر ہم بحیثیت پاکستانی ایک اعلیٰ اخلاق کی حامل قوم بن کر دنیا کے سامنے آئیں تا کہ پوری دنیا میں ہمارے ملک کا نام روشن ہو اور ہم ترقی وخوش حالی کی منزل کی طرف گامزن ہوں۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

مشق

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) حقوق و فرائض کا توازن قائم رہتا ہے:

(الف) ایثار و قربانی سے (ب) صبر و تحمل سے (ج) عدل و انصاف سے (د) باہمی ہمدردی سے

(ii) معاشرتی امن و سکون اور فلاح و بہبود کی ضامن ہے:

(الف) قانون کی حکمرانی (ب) عوام کی معاشی ترقی (ج) مذہبی آزادی (د) گردشِ دولت

(iii) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق بنی اسرائیل کے تباہ ہونے کی وجہ تھی:

(الف) قانون کی خلاف ورزی (ب) فضول خرچی (ج) ملاوٹ (د) رشوت خوری

(iv) خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عدل و انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اپنی ذات کو پیش کیا:

(الف) احتساب کے لیے (ب) امامت کے لیے (ج) خدمتِ خلق کے لیے (د) مہمان نوازی کے لیے

(v) قانون کی پاسداری سے معاشرے میں دور دورہ ہوتا ہے:

(الف) فیاضی و سخاوت کا (ب) عدل و انصاف کا (ج) شرم و حیا کا (د) علوم و فنون کا

سوال نمبر 2: مختصر جواب دیں۔

(i) قانون کے احترام کی اہمیت مختصراً تحریر کریں۔

(ii) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاشرتی بربادی کی بڑی وجہ کس کو قرار دیا ہے؟

(iii) قانون کی پاسداری کے حوالے سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول تحریر کریں۔

(iv) قانون کی حکمرانی کیوں کر معاشرتی فلاح و بہبود کی ضامن ہے؟

(v) معاشرتی فلاح و بہبود اور امن عامہ کے لیے ہمیں کیا کردار ادا کرنا چاہیے؟

سوال نمبر 3: تفصیلی جواب دیں۔

- قانون کی پاسداری کے فوائد تحریر کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ و اساتذہ کرام

- ہم قانون کی پاسداری کیسے کر سکتے ہیں، طلبہ ہم جماعتوں کے سامنے اظہارِ خیال کریں۔
- اسلامی معاشرے میں قوانین کی پابندی پر تقریری مقابلہ کروائیں۔
- قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے اور قانون شکنی کے نقصانات پر مذاکرہ کروائیں۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

(ب) نظامِ اسلام کی نشاۃِ ثانیہ اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- فلاح و ترقی کے اسلامی تصور اور نشاۃ ثانیہ کا مفہوم جان سکیں۔
- مستقبل کی منصوبہ بندی میں مادی وسائل کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ پر بھروسا رکھنے کی اہمیت سمجھ سکیں۔
- اپنے سنہری اور قابلِ فخر ماضی کی ایجادات کو قابلِ تقلید جان کر اُمتِ مسلمہ کے موجودہ مسائل کا ادراک کر سکیں۔
- اُمتِ مسلمہ کی ترقی کے لیے سائنس، ٹیکنالوجی، معیشت اور خود انحصاری کے کردار کا جائزہ لے سکیں۔
- دورِ جدید کی ضروریات کے مطابق مسلمانوں کی معاشی و معاشرتی ذمہ داریوں کا ادراک کرتے ہوئے اپنا مثبت کردار ادا کر سکیں۔
- ماضی کی عظیم اسلامی ہستیوں کو سنہرے نمونے کے طور پر جان کر ان پر بلاوجہ تنقید نہ کرنے اور ان پر فخر کرنے والے بن سکیں۔
- فلاح و ترقی کے اسلامی تصور کو اپنا کر دنیا و آخرت کو سنوار سکیں۔

اسلام دنیا و آخرت کی کامیابی کا ضامن ہے۔ قرآنِ مجید میں دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی مانگنے کی دعا سکھائی گئی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً (سُوْرَةُ الْبَقَرَة: 201)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما۔

نظامِ اسلام کی نشاۃ ثانیہ سے مراد یہ ہے کہ اسلام کے ماننے والے ایک بار پھر اسلام کے پرچم تلے متحد ہو کر اسلام کے غلبے کی کوشش کریں۔ نظامِ اسلام کی نشاۃ ثانیہ صرف مسلمانوں ہی کی نہیں بلکہ ساری انسانیت کی ضرورت ہے، کیوں کہ اسلام میں فلاح و ترقی کا تصور یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی مخلوق کا حق بھی ادا کیا جائے۔

نظامِ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے ہمیں درج ذیل اقدامات اٹھانے ہوں گے:

منصوبہ بندی

منصوبہ بندی سے مراد یہ ہے کہ انسان آنے والے وقت کے لیے تیاری کرے۔ اپنے پاس موجود وسائل کو اچھے طریقے سے استعمال کرے اور اپنی طاقت کے بقدر مزید وسائل و اسباب اختیار کرنے کی کوشش کرے۔

مستقبل کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اپنے پاس موجود وسائل اور نعمتوں کو ضائع نہ کریں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

وَلَا تُسْرِفُوْا ۭ (سُوْرَۃُ الْاَنْعَام: 141)

ترجمہ: اور بے جا خرچ نہ کرو۔

مستقبل میں کسی قسم کی تکلیف اور پریشانی سے بچنے کے لیے کوشش کرنا اور وسائل اکٹھے کرنا توکّل کے خلاف نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اس بات کا حکم دیا ہے کہ مسلمان اپنے دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے وسائل واسباب جمع رکھیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ (سُوْرَۃُ الْاَنْفَال: 60)

ترجمہ: ”اور (مسلمانو!) تم اُن (کفار سے لڑنے) کے لیے تیار رکھو جتنی قوت تم سے ممکن ہو۔“

قرآنِ مجید کے مطابق حضرت یوسف علیہ السّلام نے مصر کو قحط سے محفوظ رکھنے کے لیے شان دار منصوبہ بندی کی۔ یہاں تک کہ قحط کے زمانے میں مصر نہ صرف اپنی غذائی ضروریات میں خود کفیل تھا بلکہ دوسروں کو بھی غلہ فراہم کر رہا تھا۔

منصوبہ بندی نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی مبارک سنت ہے۔ غزوۂ خندق میں جب آپ خاتم النبیین ﷺ کو کافروں کے مدینہ منورہ پر حملہ آور ہونے کے ارادے کا علم ہوا تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے اہلِ مدینہ کی حفاظت کے لیے منصوبہ بندی فرمائی۔ اس موقع پر ایک خندق کھودی گئی اور اس طرح اہلِ مدینہ مشرکین کے حملے سے محفوظ ہو گئے۔ حضور خاتم النبیین ﷺ کی مستقبل کی منصوبہ بندی کی ایک روشن مثال صلحِ حدیبیہ کا واقعہ بھی ہے۔

خود انحصاری

خود انحصاری کا معنٰی ہے: انسان خود محنت اور کوشش کرے اور دوسروں کے سہارے پر نہ رہے۔ قرآنِ مجید میں ہمیں، خود انحصاری، محنت و کوشش اور جدوجہد کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿39﴾ (سُوْرَۃُ النَّجْم: 39)

ترجمہ: ”اور یہ کہ انسان کو وہی کچھ ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔“

قرآن مجید میں ایک جگہ محنت کرنے اور کوشش کر کے اپنی حالت کو تبدیل کرنے کی ضرورت پر ان الفاظ میں زور دیا گیا ہے:

ترجمہ: ”یقین جانو کہ اللہ کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے حالات میں تبدیلی نہ لے آئے“۔ (سورۃ الرعد: 11)

دینِ اسلام نے محنت سے کام کرنے پر بہت زور دیا ہے۔ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے اس حال میں رات گزاری کہ سارے دن کی محنت اور کام کاج کی وجہ سے وہ بری طرح تھک گیا تھا تو وہ رات اس کے لیے مغفرت کی رات ہوگی“۔

(کنز العمال: 9215)

محنت کر کے روزی کمانا انبیائے کرام علیہم السّلام کی سنت ہے۔ تمام انبیائے کرام علیہم السّلام نے مختلف کام کیے اور اپنے عمل

Web version of PECTAA textbook Not for sale

سے یہ ثابت کیا کہ انسان کی عظمت اور بڑائی اس بات میں نہیں کہ وہ دوسروں سے خدمت لیتا رہے، اور اپنے ہاتھ سے کام کرنے میں توہین سمجھے۔

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی مدد فرماتا ہے جو محنت اور کوشش کرتے ہیں، ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے رہنے والے، سست، کام چور اور کاہل لوگوں کی حالت کبھی نہیں سدھر سکتی جیسے کہا جاتا ہے: "ہمت مرداں، مدد خدا" جو ہمت و کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسی کی مدد فرماتا ہے۔

علمی ترقی

اسلامی معاشرے کے لیے صحیح نظامِ تعلیم وہ ہو سکتا ہے جس میں روحانی علوم کے ساتھ مادّی علوم پڑھنے اور پڑھانے کا بھی پورا انتظام ہو۔ چناں چہ جو نظامِ تعلیم محض روحانی یا مادی علوم پر مشتمل ہو، مکمل طور پر اسلامی نظامِ تعلیم نہیں کہلا سکتا۔ مکمل طور پر اسلامی نظامِ تعلیم وہ ہوگا جس میں انسانوں کی روحانی اور جسمانی ضرورت سے متعلق وہ تمام علوم و فنون پڑھائے جائیں، جو انسان کے لیے فائدہ مند ہیں۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے علمِ نافع یعنی فائدہ مند علم کے حصول کی دعا مانگی اور فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْاَلُکَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا وَّرِزْقًا طَیِّبًا (سُنَنْ اِبْنِ مَاجہ: 925)

ترجمہ: "اے اللہ! میں تجھ سے علمِ نافع، مقبول عمل اور پاکیزہ رزق کا سوال کرتا ہوں۔"

علمِ نافع ہر وہ علم ہوتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو فائدہ پہنچے۔ اس میں دینی علوم کے ساتھ ساتھ سائنس و ٹیکنالوجی، زبان دانی، معاشرت اور معیشت کا علم بھی شامل ہے۔

قرآنِ مجید میں کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات پر غور و فکر اور نصیحت حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ معروف حکیم و طبیب ابن سینا کی "القانون"، جاحظ کی "کتاب الحیوان" اور ابوالقاسم الزہراوی کی علم جراحت پر مشہور کتاب "التصریف لمن عجز عن التالیف"، سترہویں صدی عیسوی تک یورپ میں نصابی کتب کے طور پر پڑھائی جاتی رہیں۔ عمر خیام نے شمسی نظامِ تقویم مرتب کیا۔ سورج اور چاند کی گردش، سورج گرہن اور بہت سے سیاروں کے بارے میں غیر معمولی سائنسی معلومات ابوریحان البیرونی جیسے نامور سیاح اور مسلمان سائنس دان نے فراہم کیں اور انھیں تحریری شکل دی۔ خوارزمی پہلے سائنس دان تھے جنھوں نے علمِ حساب اور الجبرا کو الگ الگ کیا اور الجبرا کو علمی اور منطقی انداز میں پیش کیا۔

محنت و کوشش، منصوبہ بندی اور سائنس و ٹیکنالوجی میں مہارت کو اختیار کرنے سے مسلمانوں کی قوت، شان و شوکت اور عظمت میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ مسلمان مل کر عالمی تجارت کو کنٹرول کر سکتے ہیں۔ سائنس و ٹیکنالوجی کے میدان میں مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کر سکتے ہیں۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

مشق

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) حضرت یوسف علیہ السلام کی منصوبہ بندی سے قحط سے محفوظ ہوا:

(الف) مصر (ب) عراق (ج) حجاز (د) شام

(ii) انسان کا اپنے آپ کو مستقبل کے لیے تیار کرنا کہلاتا ہے:

(الف) خود انحصاری (ب) منصوبہ بندی (ج) احتساب (د) وصیت

(iii) ابنِ سینا کی مشہور کتاب کا نام ہے:

(الف) کتاب الحیوان (ب) القانون (ج) التصریف لم عجزعن التالیف (د) احیاء العلوم

(iv) مشہور مسلم سائنسدان خوارزمی کا کارنامہ ہے:

(الف) الجبرا اور حساب کو الگ کرنا (ب) آلات جراحی وضع کرنا

(ج) شمسی نظامِ تقویم مرتب کرنا (د) زمین کا قطر ماپنا

(v) غزوۂ خندق میں مدینہ منورہ والوں کے دشمن کے حملے سے محفوظ رہنے کی وجہ تھی:

(الف) منصوبہ بندی (ب) مالی قوت (ج) عسکری طاقت (د) جوشِ شہادت

سوال نمبر 2: مختصر جواب دیں۔

(i) نظامِ اسلام کی نشاۃ ثانیہ سے کیا مراد ہے؟ (ii) خود انحصاری سے کیا مراد ہے؟

(iii) تعلیمی نظام میں بہتری کے لیے سیرت طیبہ سے ہمیں کیا راہ نمائی حاصل ہوتی ہے؟

(iv) اسلامی تعلیمات سے ہمیں محنت کی عظمت کا کیا درس ملتا ہے؟

(v) کوئی سے دو مسلم سائنس دانوں اور ان کی کتابوں کے نام تحریر کریں۔

سوال نمبر 3: تفصیلی جواب دیں۔ ● نظامِ اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے حوالے سے مسلمانوں کی ذمہ داریوں پر تفصیل سے روشنی ڈالیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ و اساتذہ کرام

- طلبہ گروپ کی صورت میں اسلامی نظام کی نشاۃِ ثانیہ اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں تحریر کریں اور ہر گروپ کا ایک نمائندہ جماعت کے سامنے پیش کرے۔
- مسلمانوں کے سنہری دور کی سائنسی، سماجی، علمی، اخلاقی، تعمیراتی اور دیگر میدانوں میں ترقی کی مثالیں تلاش کریں اور کمرا جماعت میں پیش کریں۔
- "قوموں کا عروج وزوال علم ہی سے وابستہ ہے" کے موضوع پر مذاکرہ کروائیں۔

Web version of PECTAA textbook Not for sale

(ج) اسلاموفوبیا اور ہماری ذمہ داریاں

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- اسلاموفوبیا کے مفہوم سے آگاہ ہو سکیں۔
- اسلاموفوبیا کی مختلف صورتوں کا تجزیہ کر سکیں۔
- "پیغامِ پاکستان" کی روشنی میں مسلمانوں کے درمیان اتحاد اور یکجہتی کی اہمیت کو سمجھ سکیں۔
- اسلاموفوبیا کا مقابلہ کرنے کے لیے نوجوانوں کی ذمہ داریوں (امتیازی طرزِ عمل کے خلاف آواز اٹھانا، مقدسات کے احترام کو فروغ دینا اور مثبت اقدامات اور مکالمے کے ذریعے سے اسلام کی مثبت تصویر کو اجاگر کرنا وغیرہ) کا ادراک کر سکیں۔
- باہمی افہام و تفہیم اور احترام کو فروغ دے سکیں۔
- مختلف عقائد، ثقافتوں اور نظریات کے حامل لوگوں کے ساتھ تعمیری اور با مقصد مکالمے میں مشغول ہونے کے لیے تیار ہو سکیں۔
- عالمی میڈیا پر اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں منفی اور متعصبانہ پروپیگنڈا کا ادراک کر کے اس کو زائل کرنے میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔
- اسلاموفوبیا کے تدارک کے لیے علمی و عملی سطح کے پر ہر ممکن کردار ادا کر سکیں۔

Web version of PECTAA textbook Not for sale

فوبیا (Phobia) کا لفظی معنی خوف یا ڈر ہے جب کہ مرادی معنی میں یہ کسی خاص چیز، صورتِ حال یا وجود کے بارے میں غیر معقول اور شدید خوف کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ خوف عام طور پر حقیقی خطرے سے بہت زیادہ بڑھا ہوا ہوتا ہے اور اس کا شکار شخص اس سے بچنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔ مثال کے طور پر ایکروفوبیا (بلندیوں کا خوف) والا شخص اونچی عمارتوں یا پہاڑوں وغیرہ پر چڑھنے سے گھبراتا ہے، اسی طرح کلاسٹرفوبیا (محصور ہونے کا خوف) والے افراد لفٹ یا چھوٹے کمرے میں رہنے سے گھبراتے ہیں۔

اسی سے اسلاموفوبیا کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے اسلام اور مسلمانوں کے بارے بلاوجہ خوف زدہ ہونے اور غیر حقیقت پسندانہ خطرہ محسوس کرنے کو اسلاموفوبیا کہتے ہیں۔ اسلاموفوبیا اسلام اور اہلِ اسلام کے بارے میں تعصب، عداوت اور منفی جذبات پر مبنی تحریک کا نام ہے جس کا مقصد مسلمانوں کی تہذیب و ثقافت اور نظریات کے حوالے سے منفی جذبات پیدا کرنا ہے۔

اسلاموفوبیا کی اصطلاح عام طور پر مغربی معاشرے میں استعمال کی جاتی ہے۔ نائن الیون (9/11) کے واقعے کے بعد مغربی معاشرے میں اس اصطلاح کا استعمال بکثرت کیا جانے لگا۔ اسلام اور مسلمانوں کو خطرے اور دہشت گردی کی علامت کے طور پر پیش کیا جانے لگا۔ اسلام کے بارے میں یہ منفی پروپیگنڈا کیا گیا کہ اسلام دہشت گردی کو فروغ دینے والا دین ہے، اسلام دیگر ادیان کو ماننے والوں کے ساتھ میل جول کو برداشت نہیں کرتا، اسلام آزادیِ اظہارِ رائے کی مخالفت کرتا ہے اور یہ کہ اسلام بنیادی انسانی حقوق اور آزادیِ نسواں کی

نفی کرتا ہے۔اسی طرح اسلام کے تصورِ جہاد کو بھی غلط انداز میں پیش کیا گیا۔

اس منفی پروپیگنڈے کی وجہ سے مغربی معاشرے میں مسلمانوں کو امتیازی طرزِ عمل کا سامنا کرنا پڑا۔ مسلمان خواتین کے حجاب چھینے گئے، مساجد پر حملے ہوئے، نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی ذاتِ اقدس اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی ناموسِ مبارک پر حملے کیے گئے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے تشخص کی غلط تصویر پیش کرنے کی کوششیں کی گئیں، قرآنِ مجید کی بے حرمتی کے متعدد واقعات رونما ہوئے اور اس نوعیت کے واقعات اب بھی وقتاً فوقتاً رونما ہو رہے ہیں۔

اسلاموفوبیا میں مبتلا افراد اسلامی مقدسات کی توہین کا زہر آلود اقدام کر کے دنیا بھر کے مسلمانوں کو کرب والم میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ حالاں کہ کسی بھی مذہب کی مقدسات کی توہین ایک عالمی جرم ہے، یہ جرم امن و امان اور بقائے باہمی کے اصول کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔

اسلاموفوبیا کو ایک عالمی مسئلہ تسلیم کیا گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ اقوامِ متحدہ میں پندرہ (15) مارچ کو اسلاموفوبیا کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔ مسلمانوں سے نفرت کے خلاف عالمی دن منانے کا فیصلہ 2019ء میں نیوزی لینڈ کے شہر کرائسٹ چرچ کی مسجد پر حملوں کے بعد اقوامِ متحدہ میں ایک قرارداد کی منظوری سے ہوا تھا۔ ان حملوں میں اکاون (51) مسلمان شہید ہو گئے تھے۔ 15 مارچ 2024ء کو اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی نے مسلمانوں کے خلاف نفرت کی لہر پر قابو پانے کے لیے پاکستان کی جانب سے پیش کی جانے والی قرارداد منظور کی جس میں دنیا بھر کے ممالک سے کہا گیا کہ وہ اس مسئلے سے نمٹنے کے لیے متفقہ اقدامات کریں۔

مغربی میڈیا کے منفی کردار کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی باہمی لڑائیاں اور ایک دوسرے کے بارے میں منفی خیالات کا اظہار اسلاموفوبیا کے اسباب میں شامل ہے۔ اسلامی ممالک کی باہمی چپقلش اور مسلح کارروائیوں سے اس مغربی منفی پروپیگنڈے کو ہوا ملتی ہے کہ اسلام دہشت گردی کو فروغ دینے والا دین ہے۔ ہمیں اس منفی پروپیگنڈے کے خاتمے اور اسلام کا حقیقی چہرہ دنیا کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اپنے معاشرے میں اتفاق و اتحاد اور باہمی یکجہتی کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔

مسلمان معاشرے سے انفرادی مسلح کارروائیوں کے تدارک کے لیے ریاستِ پاکستان کی طرف سے 2018ء میں "پیغامِ پاکستان" کے عنوان سے ایک متفقہ بیانیہ جاری کیا گیا ہے جس کے ساتھ 1800 علمائے کرام کے دستخطوں سے ایک متفقہ فتویٰ بھی جاری کیا گیا ہے، جس میں اسلام کے تصورِ جہاد کی وضاحت کی گئی ہے۔ اس میں دہشت گردانہ حملوں کی مذمت کی گئی ہے اور قرآن و سنت کی روشنی میں اسلام کی درست تصویر پیش کی گئی ہے۔ ہمیں اس بیانیے کی روشنی میں اسلام کے حقیقی نظریۂ جہاد، اتفاق و اتحاد اور اخوت و الفت پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے۔

سوشل میڈیا کے مختلف پلیٹ فارمز کی بدولت اب ہر شخص کو اپنی رائے اور نظریہ دنیا کے ہر فرد تک پہنچانے کی سہولت میسر ہے۔ مسلم نوجوانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلام کا حقیقی چہرہ دنیا کے ہر کونے تک پہنچانے میں اپنا کردار ادا کریں۔ اسلاموفوبیا کے حوالے سے پھیلائے

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

گئے منفی پروپیگنڈے کا تدارک کرنے کی کوشش کریں اور دنیا کے کسی بھی ملک میں مسلمانوں کو امتیازی سلوک کا نشانہ بنائے جانے پر بھرپور آواز اٹھائیں۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی ناموسِ مبارک پر کیے جانے والے حملوں کے خلاف آواز بلند کریں اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے بے مثل سیرت و کردار کو اقوامِ عالم تک پہنچائیں۔ نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ آپ خاتم النبیین ﷺ کی اخوت ومحبت پر مبنی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر دنیا کے سامنے اخلاقِ حسنہ کی عملی تصویر پیش کریں کہ کس طرح رواداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے یہودیوں کے ساتھ "میثاقِ مدینہ" کی صورت میں امن وسلامتی کا معاہدہ کیا اور مدینہ منورہ کو ایک پُرامن ریاست بنا دیا۔

عصرِ حاضر کے مسلمان نوجوانوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ مختلف مذاہب کے ماننے والے معاشروں میں باہمی احترام کو فروغ دیں اور مسلم معاشروں میں اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کریں۔ دنیا میں رفاہی کاموں میں آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔ اسلاموفوبیا کے واقعات پر جذباتی ردِعمل دینے کے بجائے بصیرت سے کام لے کر قانونی و اخلاقی جنگ لڑنے کی کوشش کریں۔ سوشل میڈیا کے مؤثر فورمز پر مسلمانوں کے مثبت تشخص کو اجاگر کریں اور عالمی دنیا میں مسلمانوں کے بارے میں پھیلائے گئے منفی پروپیگنڈے کا ادراک کرتے ہوئے اس کو زائل کرنے میں اپنا کردار ادا کریں تاکہ اسلام کا حقیقی اور پُرامن چہرہ دنیا کے سامنے آسکے اور انسانیت اسلام کے سایۂ عاطفت میں پناہ لے سکے۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

مشق

سوال نمبر 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) اقوامِ متحدہ میں اسلاموفوبیا ڈے قرار دیا گیا ہے:

(الف) 15 جنوری (ب) 15 فروری (ج) 15 مارچ (د) 15 اپریل

(ii) 15 مارچ 2024 کو اقوامِ متحدہ میں اسلاموفوبیا کے خلاف قرارداد پیش کی:

(الف) پاکستان نے (ب) ایران نے (ج) سعودی عرب نے (د) قطر نے

(iii) "پیغامِ پاکستان" کے نام سے دہشت گردی کے خلاف متفقہ فتویٰ شائع ہوا:

(الف) 2015ء میں (ب) 2016ء میں (ج) 2017ء میں (د) 2018ء میں

(iv) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی رواداری کی روشن مثال ہے:

(الف) ہجرت مدینہ منورہ (ب) میثاقِ مدینہ (ج) مؤاخاتِ مدینہ (د) حلف الفضول

(v) مسلم نوجوانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ مسلم معاشروں میں تحفظ کریں۔

(الف) ذاتی حقوق کا (ب) خاندانی حقوق کا (ج) اقلیتوں کے حقوق کا (د) لسانی حقوق کا

سوال نمبر 2: مختصر جواب دیں:

(i) اسلاموفوبیا سے کیا مراد ہے؟ (ii) اسلاموفوبیا کی دو صورتیں تحریر کریں۔

(iii) دہشت گردی کی روک تھام کے لیے "پیغامِ پاکستان" کے کردار کا جائزہ لیں۔

(iv) اسلاموفوبیا کے شکار مغربی معاشرے میں مسلمانوں کو درپیش دو مسائل کا جائزہ لیں۔

(v) اسلاموفوبیا کے خاتمے کے لیے دورِ حاضر کے مسلمان نوجوان کی دو ذمہ داریاں تحریر کریں۔

سوال نمبر 3: تفصیلی جواب دیں:

- "اسلاموفوبیا اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں" کے عنوان پر بحث کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ واساتذہ کرام

- "اسلاموفوبیا اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں" کے عنوان پر مقابلۂ مضمون نویسی منعقد کروایا جائے۔
- "پیغامِ پاکستان" کے تحت دیے گئے مشترکہ فتویٰ کو پڑھیں اور اس کے اہم نکات جماعت کے کمرے میں پیش کریں۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

امتحانی پرچہ اسلامیات لازمی برائے جماعت گیارہ کی تیاری کے لیے ہدایات

ممتحنین (Paper Setters) کے لیے ضروری ہدایات

اسلامیات لازمی برائے گیارھویں جماعت کا سالانہ پرچہ 50 نمبروں پر مشتمل ہوگا، جس کے لیے طلبہ کو دو گھنٹے کا وقت دیا جائے گا۔ یہ پرچہ تین اجزا پر مشتمل ہوگا، جس کی تقسیم (Pairing Scheme) حسب ذیل ہے:

حصہ اول:	کثیر الانتخابی سوالات	(کل نمبر 10)
حصہ دوم:	مختصر سوالات	(کل نمبر 20)
حصہ سوم:	(i) ترجمہ احادیث مبارکہ	(کل نمبر 4)
	(ii) تفصیلی سوالات	(کل نمبر 16)

درج بالا تینوں حصوں کے مختلف سوالات کی تیاری کے لیے درج ذیل ہدایات کو ملحوظ رکھیں:

حصہ اول	سوال نمبر 1: کثیر الانتخابی سوالات (MCQs)	کل نمبر (10)	کثیر الانتخابی سوالات کی تیاری کے لیے پوری کتاب کے متن کو ملحوظ رکھیں۔ جس کی تقسیم حسبِ ذیل ہے: بابِ اوّل، باب چہارم، باب پنجم، باب ششم اور باب ہفتم میں سے ایک ایک سوال، باب دوم میں سے تین اور باب سوم میں سے دو کثیر الانتخابی سوالات بنائے جائیں۔
حصہ دوم	سوال نمبر 2: مختصر سوالات (باب اول تا سوم)	کل نمبر (10)	اس حصے میں کل آٹھ (8) مختصر سوالات بنائے جائیں، جن میں سے پانچ (5) سوالات کے جواب دینے کا کہا جائے۔ اس حصے کے سوالات صرف بابِ اول، باب دوم اور باب سوم سے پوچھے جائیں۔ (ہر باب سے کم از کم دو سوال شامل کریں۔)
	سوال نمبر 3: مختصر سوالات (باب چہارم تا ہفتم)	کل نمبر (10)	اس حصے میں کل آٹھ (8) مختصر سوالات بنائے جائیں، جن میں سے پانچ (5) سوالات کے جواب دینے کا کہا جائے۔ اس حصے کے سوالات صرف بابِ چہارم، باب پنجم، باب ششم اور باب ہفتم سے پوچھے جائیں۔ (چاروں ابواب سے دو دو سوال شامل کریں۔)
حصہ سوم	سوال نمبر 4: احادیث کا ترجمہ	کل نمبر (4)	باب اوّل میں دی گئی منتخب احادیث میں سے چار احادیث پرچے میں دی جائیں، جن میں سے دو کا ترجمہ پوچھا جائے۔ ایک حدیث کا ترجمہ کرنے کے کل نمبر دو (2) ہیں۔ نوٹ: احادیث کا ترجمہ صرف بابِ اول میں دی گئی منتخب احادیث میں سے ہی پوچھا جائے، کتاب میں دوسرے مقامات پر دی گئی احادیث کا ترجمہ اس جگہ نہ پوچھا جائے۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

	سوال نمبر5: تفصیلی سوالات	کل نمبر (4)	تفصیلی سوالات میں سے چار(4) سوالات دیے جائیں اور ان میں سے دو سوالوں کا جواب پوچھا جائے۔ ہر سوال کا جواب آٹھ(8) نمبروں پر مشتمل ہوگا۔ان چار(4) سوالوں کے لیے اجزا کا انتخاب درج ذیل ترتیب کے مطابق کیا جائے: (i) پہلا جز باب اوّل یا باب سوم سے لیا جائے۔ (ii) دوسرا جز باب دوم سے لیا جائے۔ (iii) تیسرا جز باب چہارم یا باب پنجم سے لیا جائے۔ (iv) چوتھا جز باب ششم یا باب ہفتم سے لیا جائے۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

ماڈل پرچہ اسلامیات (لازمی) برائے جماعت گیارہ

کل نمبر: 50　　　　　　　　　　وقت: 2 گھنٹے

(حصہ اوّل)

سوال نمبر 1: درست جواب کا انتخاب کیجیے: (10 کل نمبر)

(i) قرآنِ مجید تمام آسمانی کتب کے لیے ہے:

(الف) ترجمہ　(ب) نگران　(ج) تشریح　(د) دیباچہ

(ii) کائنات میں مختلف جہانوں کا وجود اور ان میں اختلاف و تنوع پتا دیتا ہے:

(الف) ٹیکنالوجی کا　(ب) ترقی کا　(ج) خالقِ حقیقی کا　(د) قربِ قیامت کا

(iii) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا، اس عقیدے کو کہتے ہیں:

(الف) عقیدۂ تقدیر　(ب) عقیدۂ آخرت　(ج) عقیدۂ توحید　(د) عقیدۂ ختمِ نبوت

(iv) مالِ غنیمت میں سے اللہ تعالیٰ، رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا حصہ کہلاتا ہے:

(الف) عشر　(ب) خمس　(ج) صدقۂ فطر　(د) جزیہ

(v) ریاستِ مدینہ میں دین کی تعلیم کے لیے جو درس گاہ قائم کی گئی اس کا نام تھا:

(الف) دارِ ارقم　(ب) دار العلوم　(ج) صفہ　(د) دار الھجرۃ

(vi) انصارِ مدینہ کی اکثریت کا پیشہ تھا:

(الف) کان کنی　(ب) زراعت　(ج) ملازمت　(د) ماہی گیری

(vii) حدیثِ مبارک کی روشنی میں دین نام ہے:

(الف) صبر کا　(ب) خیر خواہی کا　(ج) مشقت کا　(د) محنت کا

(viii) حدیثِ مبارک میں بیوہ اور مسکین کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والے کو قرار دیا گیا:

(الف) سخی　(ب) محسن　(ج) مجاہد　(د) صابر

(ix) حضرت سیدنا امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں پر مشتمل کتاب کا نام ہے:

(الف) صحیفہ صادقہ　(ب) صحیفہ صحیحہ　(ج) صحیفہ جابر　(د) صحیفہ سجادیہ

(x) حضرت یوسف علیہ السلام کی منصوبہ بندی سے قحط سے محفوظ ہوا:

(الف) مصر　(ب) عراق　(ج) حجاز　(د) شام

Web version of PECTAA textbook Not for sale

(حصہ دوم)

سوال نمبر 2: درج ذیل میں سے پانچ سوالوں کے مختصر جواب دیجیے: (2x5=10)

(i) آیاتِ احکام کے بارے میں مختصراً تحریر کریں۔

(ii) صحاحِ ستہ میں سے دو کتب کے نام مع مؤلفین تحریر کریں۔

(iii) آسمانی کتابوں کی مشترکہ تعلیمات میں سے دو تحریر کیجیے۔

(iv) روزے کے انسانی صحت پر کوئی سے دو اثرات تحریر کریں۔

(v) قربانی کا فلسفہ بیان کریں۔

(vi) ریاستِ مدینہ کے تعلیمی نظام میں ہمارے لیے کیا راہ نمائی ہے؟

(vii) اسلام کے تصورِ جہاد اور دہشت گردی میں فرق واضح کریں۔

(viii) ارتکازِ دولت معاشی نظام میں بگاڑ کا سبب ہے، وضاحت کریں۔

سوال نمبر 3: درج ذیل میں سے پانچ سوالوں کے مختصر جواب دیجیے: (2x5=10)

(i) رشوت ستانی کیسے دوسروں کے حقوق کو سلب کرتی ہے؟

(ii) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم غیر مسلموں سے کس طرح کے معاشرتی تعلقات رکھتے تھے؟

(iii) آپ اپنے اساتذہ کرام کا کیسے احترام کرتے ہیں؟

(iv) وراثت کے معنی و مفہوم تحریر کریں۔

(v) خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی دو نمایاں خصوصیات تحریر کریں۔

(vi) حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی علمی خدمات تحریر کریں۔

(vii) قانون کی حکمرانی کیوں کر معاشرتی فلاح و بہبود کی ضامن ہے؟

(viii) کوئی سے دو مسلم سائنس دانوں اور ان کی کتابوں کے نام تحریر کریں۔

(حصہ سوم)

سوال نمبر 4: درج ذیل میں سے کوئی سی دو احادیث مبارکہ کا اردو ترجمہ کیجیے:(2+2=04)

(الف) نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ : الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ

(ب) مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ، فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ، فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ، وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيْمَانِ

Web version of PECTAA textbook Not for sale

(ج) إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ. قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ! وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ:
يَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ، فَيَسُبُّ أَبَاهُ، وَيَسُبُّ أُمَّهُ

(د) لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ

سوال نمبر5: درج ذیل میں سے کوئی سے دو سوالات کے تفصیلی جواب دیجیے:(08+08=16)

(i) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی تعلیمات پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

(ii) زکوٰۃ کے احکام و مسائل اور معاشرتی اثرات پر نوٹ لکھیں۔

(iii) قرآن و سنّت کی روشنی میں نکاح و طلاق کے احکام و مسائل پر تفصیلی مضمون قلم بند کریں۔

(iv) "اسلاموفوبیا اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں" کے عنوان پر بحث کریں۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale